زندگی

سیرۃ النبی ﷺ کے آئینے میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف وترتیب حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

تدقیق وتصویب حکیم مدثر محمد خان

گلوبل پبلشرز فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

زندگی

سیرۃ النبی ﷺ کے آئینے میں

تالیف وترتیب حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج
پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

تدقیق وتصویب
حکیم مدثر محمد خان

www.kitabosunnat.com

گلوبل پبلشرز فیصل آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

220
م-ز

نام کتاب ————— زندگی سیرت النبی ﷺ کے آئینے میں
مؤلف ومرتب ————— حافظ محمد سلیمان
طبع اول ————— اکتوبر 2020ء
کمپوزنگ ————— ٹرپل سی کمپوٹرز، فیصل آباد
فری حاصل کرنے کے لیے ————— ڈاکٹر طاہر رندھاوا
ایڈمنسٹریٹر اینڈ جنرل سرجن گلوبل میڈیکل کمپلکس 180-A
سمن آباد فیصل آباد 0334-9652229

مطبع
ثوبان نعمان پرنٹنگ پریس، لاہور
0300-8661763

گلوبل پبلشرز فیصل آباد

34299

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
-1	انتساب	11
2	اظہار تشکر	13
3	تقدیم: کتاب اور صاحب کتاب	16
4	حصہ اول: حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ حالات واقعات	21
5	قطعہ رحلت: حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ	22
7	میرے عم محترم از ڈاکٹر خالد ظفر اللہ	23
8	میرے عالی دماغ ماموں از صلاح الدین ایوبی	49
9	اباجی مرحوم از زاہد اشفاق احمد	51
10	حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ از مولانا محمد رمضان یوسف سلفی	53
11	ایک بااصول آدمی از ڈاکٹر عبدالسمیع	60
12	حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ اہل علم اور اصحاب دانش کی نظر میں از حکیم مدثر محمد خاں	61
13	میرے محسن حافظ محمد سلیمان مرحوم و مغفور از ریاض احمد چودھری (ریٹائرڈ چیئرمین تعلیمی بورڈ، فیصل آباد)	74
14	چند گلہائے عقیدت بخدمت یادش بخیر حافظ محمد سلیمان مرحوم و مغفور، از چودھری گلزار احمد (ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد)	79
15	یادیں: حافظ محمد سلیمان مرحوم، از نذر جالندھری	82
16	''ایک قابل فخر جگری دوست''، رانا مشتاق احمد (ریٹائرڈ لائبریرین گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد)	84

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17	حافظ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں، راوی: رانا نذیر احمد خاں (سابق ڈی ای او ایجوکیشن، فیصل آباد) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں	87
18	حافظ محمد سلیمان مرحوم، از پروفیسر زاہد عطا چیمہ (زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد)	92
19	ایک دوست ایک ساتھی از طارق محمود صاحب	95
20	حافظ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ از میاں محمد یٰسین (ایک صحافی ہم نشیں)	98
21	میرے مہربان حافظ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ از عبدالرحمٰن صاحب (نامور ماہر مختلف مکاتیب فکر)	102
22	کچھ یادیں کچھ باتیں، از محمد امین (کمپوزنگ سنٹر)	104
23	متاثر کن شخصیت راوی: از رانا محمد افضل طاہر (ریٹائرڈ سینئر ہیڈ ماسٹر)	106
24	پروفیسر حافظ محمد سلیمان راوی: ماسٹر محمد اقبال، ایم۔ اے علوم اسلامیہ، ایم۔ ایڈ، تحریر: حکیم مدثر محمد خاں	109
25	ایک مشفق استاد کی یاد میں، راوی: شوکت علی ساقی (ریٹائرڈ ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں	113
26	ایک با اصول استاد، راوی: رانا محمد یونس (ریٹائرڈ ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں	115
26	ایک ذمہ دار استادِ گرامی، راوی: لیاقت علی حاجی (ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں	116
	حصہ دوم: زندگی سیرت النبی ﷺ کے آئینے میں	117
	ایمانیات	119
1	ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے	121
2	اطاعت رسول ﷺ بے حد ضروری ہے	122

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3	رسول اکرم ﷺ کا فیصلہ بلاچون وچرا تسلیم کرنا چاہیے	123
4	اتباع رسول ﷺ کے بغیر نجات ممکن نہیں	126
5	مسئلہ ختم نبوت	128
6	اسلام میں ضعیف الاعتقادی کی گنجائش نہیں	129
7	اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں	130
8	اسلامی احکام انسانی نفسیات کے مطابق بتدریج نازل ہوئے	132
9	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی	134
10	دین اسلام میں سختی کرنا اس کی روح کو مجروح کرنا ہے	135
11	اسلام میں اپنی جان پر ظلم کرنا منع ہے	136
12	خودکشی کرنے والے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی وعیدیں	139
13	مسلم معاشرے میں سلام کو رواج دیا جائے	141
14	اسلام کا اپنے ماننے والوں کو انسانی غلامی سے نجات دلانا	143
15	دو قابل احترام مقام	144
16	رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئیاں	145
	عبادات	149
17	دین آسان ہے	151
18	اسلام دین اعتدال ہے	152
19	رسول اللہ ﷺ کی نماز سے رغبت	154
20	رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے	157
21	نمازِ عصر کی اہمیت	159
22	سفر میں صرف فرض نماز پڑھنا	160

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

161	شرعی احکام کی تعمیل میں وسعت	23
162	تعلق باللہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ایک خصوصی عمل ... نمازِ تہجد	24
166	قبولیت دعا کا خاص وقت	25
168	جنت میں رفاقت رسول ﷺ کے حصول کا طریقہ	26
169	دونوں جہانوں کی بھلائیاں اکٹھی کرنے کی دعا	27
172	نبی کریم ﷺ کا نافرمانوں اور سرکشوں کے لیے دعا کرنا	28
173	جمعہ کے چند مسائل	29
176	مسلمان کا جنازہ پڑھنے اور اسے دفن کرنے کی فضیلت	30
179	ہمیشہ روزہ رکھنا نیکی نہیں	31
180	سفر میں روزہ سے رخصت	32
183	**معاملات**	
185	قانون سب کے لیے برابر ہے	33
187	اسلام ایک جامع دین	34
188	مسلمان کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ	35
191	اسلام ایک مکمل دستورِ حیات ہے	36
192	اظہارِ رائے کی آزادی اور شہریوں کے قانونی حق کا احترام	37
194	لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کریں	38
196	گناہ سے نفرت کرو، گناہ گار سے نہیں	39
197	قحط کے زمانے میں تدبیر کرنا	40
198	کاروبار میں دیانت داری ہونی چاہیے	41
199	سرکاری اہل کار کو ہدیہ دینا بھی رشوت ہے	42

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

43	چاردیواری کا تقدس	200
44	غزوہ احد میں صحابہ اور صحابیات کی جان نثاری	202
45	عورت کو چاردیواری کے اندر قید رکھنا اسلام کا منشا نہیں	204
46	مسلم عورت کی مجرم کو دی گئی پناہ قانونی تسلیم کی جائے گی	206
47	اسلامی طرز زندگی مسلکِ اعتدال ہے	207
48	اسلام کے نظام اقتصادیات میں عورت کی مالیاتی خودمختاری کی ایک اعلیٰ مثال	209
49	کسی جان دار کو باندھ کر نشانہ مشق بنانا گناہِ عظیم ہے	211
	اخلاقیات	213
50	پورے یکسو ہو کر با مقصد زندگی گزارنا	215
51	سیرت النبی ﷺ کا ایک ایمان افروز واقعہ	221
52	میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کی دعائیں	222
53	رحمۃ للعالمین ﷺ کو اُمت کی نجات کی فکر	225
54	رسول اکرم ﷺ کے مکارم اخلاق	229
55	رسول اکرم ﷺ کا اچھی شاعری کو پسند فرمانا	230
56	جان کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک	232
57	رحمتِ عالم ﷺ کی اپنے دشمنوں کے حق میں دعائے خیر	235
58	رسول اللہ ﷺ کی سچ بیانی کی گواہیاں	237
59	رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے حوالے سے دو سبق آموز واقعات	239
60	رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ مقدس کا ذکرِ مبارک	241
61	رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک	246

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

62	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ	248
63	خوش بو سے محبت اور بد بو سے نفرت	249
64	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی غیر محرم عورت کو نہیں چھوا	253
65	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے	254
66	صفائی نصف ایمان ہے	257
67	اسلام میں خوش وضعی کی اہمیت	258
68	کھانے پینے کے حوالے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معمولات ومرغوبات	259
69	معمول کی جائز مجلسی زندگی میں حصہ لینا سنت ہے	262
70	صحبت صالح ترا صالح کند	265
71	امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ رہائش گاہ	267
72	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ رہن سہن کی ایک مثال	268
73	اسلام میں بے ضرورت تعمیرات کی ممانعت	269
74	کسی مسلمان کے بارے میں دل میں کدورت نہ رکھو	271
75	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اہل وعیال پر شفقت	274
76	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ نذیر	273
77	بارگاہ رسالت میں انسانی رشتوں کا احترام	278
78	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رضاعی رشتہ داروں سے حسن سلوک	279
79	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین سے شفقت	280
80	خواتین کے ساتھ شفقت	281
81	حسنِ عہد ایمان سے ہے	283
82	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد قبا سے محبت	284

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

83	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبر سے پاک زندگی	286
84	دعوتِ طعام قبول کرنا سنت ہے	287
85	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ طرزِ زندگی	289
86	تیمارداری سنت ہے	290
87	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت	294
88	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت	298
89	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غیر مسلم کی تیمارداری کرنا اور اسے دعوت اسلام دینا	304
90	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان دوستی	306
91	احترام انسانیت	308
92	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی کا بیان	308
93	خندہ پیشانی سے ملنا	310
94	رحمۃ للعالمین، سیدالانبیاء والمرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ سخاوت	311
95	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا	314
96	شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن	316
97	سرورعالم کی شان شجاعت	318
98	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری	320
99	اپنے ہاتھ سے کام کرنا عیب نہیں	322
100	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کی کھدائی میں شرکت	324
101	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انصاف پسندی	328
102	مساواتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار عملی مظاہرہ	329

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

103	اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت پسند کرتا ہے	330
104	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلم سے نفرت	331
105	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش گاہوں کی سادگی	333
106	ظلم حرام ہے	334
107	رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پرندوں اور حشرات سے شفقت	336
108	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم	337
109	رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانوروں پر شفقت	338
110	اسلام میں مسلمان کا مقام ومرتبہ	340
111	رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غریبوں پر شفقت	341
112	رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی غم گساری اور دردمندی کا ایک ایمان افروز واقعہ	343
113	بچوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرنا	346
114	حسن تربیت کی ایک مثال	347
115	راستوں کو صاف رکھنا بڑی نیکی ہے	348
116	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ حکمرانی	350
117	رواداری کی ایک درخشندہ مثال	352
118	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آسانی اختیار کرنا	353
119	راستوں میں رکاوٹ ڈالنا خطرناک گناہ ہے	354
120	اسلام مسلمانوں پر استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا	355

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے داداجان کی انتہائی لاڈلی پوتی
کے نام
ڈاکٹر عاتکہ طاہر
بنت
ڈاکٹر طاہر رندھاوا
بن
حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ
کی رخصتی کے خوشیوں بھرے موقع پر
نیک تمناؤں اور دلی دعاؤں کے ساتھ

(10 اکتوبر 2020)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اظہار تشکر

قلم اور بیان کی نعمت سے نوازنے والے رب کریم کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہوں جس نے عم محترم حافظ محمد سلیمان کی نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے عقیدت ومحبت کی مظہر یہ کاوش ''زندگی سیرت کے آئینے میں'' نظرنوازِ قارئین کرنے کی توفیق ارزاں فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا، بِيَدِهِ التَّوْفِيْقُ وَالْاِتْمَامُ

عم محترم کی رحلت کو ایک عشرہ سے زائد عرصہ بیت رہا تھا۔ راقم کو خود بھی دل میں احساس زیاں تھا اور برادرم ڈاکٹر طاہر رندھاوا حفظہ اللہ بھی بار بار احساس دلاتے رہے کہ اس قرض کی ادائیگی ہم سب کے ذمے باقی ہے۔ اللہ نے ہمت دی اور ہم نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کرلیا۔ اس میں سب سے مشکل مرحلہ عم محترم کے مسودہ کو بیضہ میں ڈھالنا اور کمپوزنگ کے بعد بار بار پروف پڑھنے کا جان لیوا مرحلہ تھا جو انتہائی لگن اور باریک بینی کا متقاضی تھا۔ یہ بارگراں مکرمی حکیم مدثر محمد خاں نے اپنے سر لے لیا اور آخری مرحلے تک انتہائی عقیدت ومحبت سے یہ ذمہ داری نباہی، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے دیباچہ'' حافظ محمد سلیمان اہل علم اور اصحاب دانش کی نظر میں'' دوعمدہ مضمون قلم بند کیے۔ عم محترم کے بعض رفقا کار اور تلامذہ سے ان کے تاثرات حاصل کرنے میں بھی خاصی تگ ودو کی، جزاہ اللہ احسن الجزا۔!

عم محترم بارے دستاویزی معلومات وکاغذات کی فراہمی میں برادر مکرم ڈاکٹر شاہد الطاف رندھاوا حفظہ اللہ نے بھرپور سرپرستی فرمائی اور مطلوبہ کاغذات کی فراہمی کو یقینی بنائے رکھا۔ شخصی وخاندانی معلومات سے بھی خوب آگاہی بخشتے رہے۔ ان معلومات سے عم محترم کے شخصی حالات بارے ایک مصدقہ مضمون تیار کرنے میں سہولت رہی۔ برادر محترم صلاح الدین ایوبی نے میرے عالی دماغ ماموں اور برادرم زاہد اشفاق رندھاوا نے ''اباجی مرحوم'' کے سانچے میں اپنے جذبات کو ڈھالا۔ ہمارے مرحوم دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کا مضمون' حافظ محمد سلیمان' بھی معلومات کے اعتبار سے خاصے کی چیز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالسمیع اور نذر جالندھری صاحبان سے ڈاکٹر طاہر صاحب نے رابطہ کیا اور انھوں نے اپنے اپنے تاثرات سے نوازا، ریاض احمد چودھری صاحب سے کی گئی میری گزارش بھی شرف قبولیت پا گئی۔ چودھری گلزار احمد صاحب سے برادرم ڈاکٹر شاہد صاحب نے رابطہ کیا اور انھوں نے خوب گلہائے عقیدت پیش کیے۔ عم محترم کے کالج کے ڈیرہ نشیں رانا مشتاق احمد صاحب کی خدمت میں ہم سب باجماعت حاضر ہوئے تھے۔ فیصل آباد کی ممتاز علمی وسماجی شخصیت چودھری صفدر صاحب بارے معلومات کی فراہمی بہت مشکل ہو رہی تھی۔ جس کو ہمارے مہربان میاں محمد یٰسین صاحب نے آسان کر دیا اور عم محترم کے فیصل آباد بار میں چودھری صفدر صاحب کے ہم نشینوں کے اسمائے گرامی فراہم کر دیے۔ اس کے علاوہ شہر کے دیگر مقامات کے ہم جلیسوں بارے آگاہی بخشی جس کے تاثرات ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ آپ مختلف صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ میری مراد رانا نذیر صاحب، زاہد عطا چیمہ صاحب، طارق محمود صاحب اور چودھری عبدالرحمٰن صاحب ہیں، کہ یہ سارے احباب عم محترم کے لیے عقیدت ومحبت کے جذبات رکھتے ہیں۔

عم محترم کے بے شمار تلامذہ میں سے رانا محمد افضل طاہر، ماسٹر اقبال، شوکت علی ساقی، رانا محمد یونس اور ماسٹر لیاقت علی صاحب کے اپنے استاد محترم کے بارے تاثرات شامل کتاب ہیں۔ ان تاثرات کے حصول میں مکرمی حکیم مدثر محمد خاں اور جناب ماسٹر محمد اقبال صاحب کی دلچسپی کی کوئی حد نہیں۔ شدید گرمی کے موسم میں ایک طویل سفر کر کے ایک سکول پہنچنا۔ شاید وہاں سے حافظ محمد سلیمان صاحب کے بطور انسپکٹر سکولز رپورٹ حاصل کرنا یہ آپ کی ذات اور اس کام سے محبت صرف ماسٹر محمد اقبال صاحب کو نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبت کو بابرکت بنائے۔

ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب محمد امین صاحب نے کمپوزنگ کے مشکل مراحل کے ساتھ ساتھ اپنے تاثرات سے بھی نوازا ہے۔ جناب محمد شبیر رندھاوا صاحب فیصل آباد سے سمندری راقم تک اور پھر راقم سے واپس فیصل آباد کاغذات ذمہ داری سے لانا، لے جانا بھی لائق شکر یہ ہے۔ برادرم ڈاکٹر طاہر صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ عم محترم سے اپنا تعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرزندی خوب نباہ رہے ہیں۔ اس سے پہلے ''توحید پر ایمان اور شرک سے بے زاری'' اور ''درود وسلام'' اپنی جیب خاص سے شائع کر کے تقسیم کرنے کا فریضہ سرانجام دے چکے ہیں۔ اور اب اس کاوش ''زندگی سیرت کے آئینے میں'' کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کی بھرپور کوشش فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جملہ مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اخلاف کو اپنے اسلاف کے سرمایہ علمی کو محفوظ ومطبوع کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے، اور سب محسنین ومعاونین اور محبین کے کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔

دعا گو

خالد ظفر اللہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تقـــدیم

کتاب اور صاحب کتاب

ہر شخص کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ اسے حقیقی کامیابی ملے۔ اکثر لوگ دنیا کی کامیابی کے لیے جتے رہتے ہیں اور اصل کامیابی کو سرے سے بھول ہی جاتے ہیں۔ وہ دنیائے فانی کی عارضی کامیابی پر ہی شاداں وفرحاں رہتے ہیں مگر حقیقی اور ابدی کامیابی کو جو کہ آخرت کی کامیابی ہے، فراموش کر دیتے ہیں۔ انسان کی اصل کامیابی دوزخ سے نجات اور جنت کا داخلہ ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَـــهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

(33:الاحزاب:71)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی۔

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَـكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(3:آل عمران:31)

ترجمہ: (اے نبی!) کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھیں تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بے حد بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَـكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(33:الاحزاب:21)

ترجمہ: بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''یہ آیت اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوال، افعال اور احوال کی پیروی کے لائق ہیں۔''

مولانا ثناء اللہ امرت سری تفسیر ثنائی میں رقم طراز ہیں:

''وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) دین کے کاموں میں جو کچھ کر دے، اس کی پیروی کرنی تم کو واجب ہے، اس لیے تو جو پختہ ایمان دار ہیں، وہ ہر بات میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو یاد رکھتے ہیں اور اس کے پابند رہتے ہیں۔''

مولانا مفتی عبدہ الفلاح فیروز پوری اشرف الحواشی میں امام شوکانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ آیت گو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ ہر موقع اور محل کے لیے عام ہے اور مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی کے کسی معاملہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستثنیٰ سمجھیں۔''

معلوم ہوا کہ نجات کا دارومدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِهِ﴾(موطا امام مالك، كتاب الجامع، باب النهى عن القول بالقدر، حديث نمبر 899، عن انس بن مالك رضى الله عنه)

ترجمہ: تم ہرگز گم راہ نہیں ہو گے جب تک ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ۔

ان تصریحات قرآن وحدیث سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ نجات اخروی ودنیوی کے لیے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔ زیر نظر کتاب ''زندگی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں'' انھی دو چیزوں؛ کتاب وسنت کی افہام وتفہیم کے لیے اپنے عہد کے ایک جید عالم استاذ الاساتذہ حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ نے تحریر فرمائی ہے۔ مؤلف نام دار کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ پختہ یقین تھا کہ کامیابی اور نجات کا کوئی راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے اور سکھائے ہوئے طریقے کے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور جو کوئی اسوہ حسنہ کو بائی پاس کرتے ہوئے نجات کا راستہ تلاش کرے گا وہ صراط مستقیم سے دور ہو کر گم راہی کے دہانے پر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ محترم جناب حافظ محمد سلیمان صاحب نے قرآن وسنت کی خالص تعلیمات کو آسان، سادہ، خوب صورت اور دل کش اور جدید انداز میں یہ کتاب لکھ کر اردو دان طبقے کو دین اسلام کی حقیقی روح سے آشنائی حاصل کرنے کا بہترین موقع فراہم کر دیا ہے۔ انھوں نے گلستان قرآن وسنت سے گل ولالہ چن چن کر ایک ایسا ایمان افروز گل دستہ سجایا ہے جس کی خوش بو سے ہر شخص اپنی دنیا وآخرت کو معطر کر سکے گا۔

کتاب کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب سال ہا سال کی محنت شاقہ، بھرپور اخلاص، بے پناہ توجہ، نہایت عرق ریزی، شوق ولگن اور بے حد درد دل کے ساتھ لکھی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے امت مسلمہ کی اصلاح وفلاح کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ کے اعراض وامراض اور دکھوں کا مداوا اور ازالہ ہو سکے۔

اب چند الفاظ کہنہ مشق استاد حافظ محمد سلیمان ؒ کے بارے میں:

عالی مقام پروفیسر حافظ محمد سلیمان ؒ 1928ء کو موضع بھینی سدھواں، تحصیل ترن تارن ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے اور 2008ء میں فیصل آباد میں وفات پائی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے والد گرامی قدر مرجع علم حضرت مولانا عطاء اللہ شہید ؒ سے مدرسہ مرکز العلوم بھینی سدھواں سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ قرآن مجید بھی حفظ کیا، اس کے بعد صرف تیرہ سال کی عمر میں فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ پھر میٹرک، ایف ایس سی، بی اے بی ٹی اور ایم ایڈ کی ڈگریاں نہایت اعزاز کے ساتھ حاصل کیں۔

انھوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز 1950ء میں بطور سینئر انگلش ٹیچر بورے والا سے کیا اور اے ڈی آئی، ماہر مضمون، ہیڈ ماسٹر اور وائس پرنسپل کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں نہایت جاں فشانی، دیانت داری، ایمان داری، راست بازی سے کما حقہ ادا کرتے رہے۔ جس کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ آخر کار یہ عظیم استاد سے 1988ء میں ریٹائر ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ایک اصول پسند آدمی تھے، انھوں نے ایک دیانت دار افسر، مثالی معلم، مشفق استاد اور دانش مند مربی، بےلوث راہ نما، مخلص رہ بر، دوستوں کے دوست، طالب علموں کے خیر خواہ، ساتھیوں کے ہم درد، اہلِ علم کے قدر دان اور اہلِ خانہ کے لیے ایک مہربان نگران کی حیثیت سے شہرت پائی۔ اس مجسمہ ذہانت و فطانت، پیکر علم و عمل، وسیع الظرف عالم، کثیر المطالعہ معلم کی دو کتابیں ''درود و سلام'' اور ''توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری'' شائع ہو کر قارئین سے داد و تحسین وصول کر چکی ہیں۔ امید ہے یہ تیسری کتاب بھی بارگاہ الٰہی میں منظور ہو کر عوام و خواص میں مقبول ہو گی اور مصنف رحمہ اللہ کے نامہ اعمال میں حسنات کے اضافے کا باعث بنے گی اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنے گی، ان شاء اللہ۔ دلی دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو امت کے لیے نفع بخش بنائے۔ ان کی اولاد کو اسی طرح ان کی دیگر علمی وراثت بھی منظرِ عام پر لا کر اپنے والد گرامی قدر کے لیے صدقہ جاریہ بنانے کی توفیق دیتا رہے اور جملہ معاونین کو اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کے لیے اس کو ذریعہ نجات بنائے۔

حکیم مدثر محمد خاں

3 محرم الحرام 1442ھ / 23 اگست 2020ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اول

حافظ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

حالات وتاثرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطعۂ رحلت

حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ

چوں حافظ ازیں بزمِ دوراں برفت
قرارِ دل ہم نشینان برفت
پئے سال تاریخ عارف بگفت
زحا حیف حافظ سلیمان برفت
2008 = 682 + 1180 + 146

(پروفیسر محمد اشرف عارف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے عمِ محترم

حافظ محمد سلیمان رندھاوا رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

(یکم دسمبر 1928--29 اگست 2008)

ڈاکٹر خالد ظفر اللہ (ریٹائرڈ پروفیسر اسلامیات)

11 دسمبر 1984ء کی صبح تھی، راقم السطور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام چلنے والے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر رحیم یار خان سے فوری استعفیٰ دے کر، ایک مہینے کی تنخواہ جمع کروا کر، رات بھر ریل کا سفر طے کر کے 56 رس تمن آباد فیصل آباد اپنے عم محترم کے ہاں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے بعد بطور لیکچرر اسلامیات (ایڈہاک) گورنمنٹ کالج جڑانوالہ جائن کرنے والا تھا۔ عم محترم نے جانے سے قبل دو نصیحتیں کیں۔ فرمانے لگے:

i-- میں نے زندگی بھر کبھی اپنے افسر کو پہلے ہاتھ بڑھا کر سلام نہیں کیا۔ خدا جانے کب انسان سے افسر بن جاتے ہیں۔

ii-- اپنے پہرے جاگ کر رہو اور بیگانے پہرے ڈٹ کر سو جاؤ۔

یہ تھے میرے چچا جان حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ آپ کا یہ رویہ اٹل تھا کیوں کہ تربیت کچھ اس انداز پر ہوئی تھی کہ جد محترم، دادا حضور مولانا عطاء اللہ عرف مولوی اللہ دتہ شہید رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً نے اوائل عمری میں خودداری کا سبق پختہ کروا دیا تھا کہ بیٹا جو پراٹھے چارپائی کی پائنتی پر بیٹھ کر ملیں ان سے سرہانے بیٹھ کر ملنے والی خشک روٹی ہزار درجے بہتر ہے، کیوں کہ پراٹھے ذلت اور مسکینی کے ساتھ مل رہے ہیں اور خشک روٹی عزت واحترام سے۔ الحمد للہ عم محترم نے جد محترم کا سبق زندگی بھر سر ماتھے پر رکھا اور انتہائی باعزت زندگی بسر کی۔ آپ کی زندگی کے مختلف ادوار کچھ یوں ہیں:

عم محترم اپنے بہن بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے، لیکن ذہانت وفطانت میں پہلے نمبر پر تھے۔ آپ کی تاریخ پیدائش میٹرک کی سند کے مطابق یکم دسمبر 1928ء ہے۔ 1938ء میں دادا جان کے ہم راہ چچا جان نے بھی پٹھان کوٹ کا چکر لگایا تھا، سید ابوالاعلیٰ مودودی 1979ء نے ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' کے چالیس نسخے برائے مدرسہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنایت فرمائے تھے۔1938ء کی حاضری نے پھر سے 66-1965ء میں چچا جان کے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم ایڈ کرنے کے دوران تسلسل اختیار کیا، اور چچا جان مولانا مودودی صاحب کی بعداز نماز عصر نشست بمقام اچھرہ لاہور میں بکثرت حاضر ہوتے رہے۔1939 تک درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔1940ء میں تقریباً 11 مہینوں میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے 1941ء میں رجسٹریشن نمبر 41-z-5795 کے تحت مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ بعدازاں پنجاب یونیورسٹی سے جملہ امتحانات اسی رجسٹریشن نمبر کے تحت دیے تھے۔ اس رجسٹریشن نمبر کا آغاز 41، درحقیقت 1941ء کا نمائندہ ہے، جوکہ مولوی فاضل کے امتحان میں شرکت کے وقت آپ کی عمر صرف13 سال کی بین دلیل ہے۔ امتحانی مرکز تک مولانا عبداللہ گورداس پوری (متوفی: 7 مئی 2012) آپ کو سائیکل پر بٹھا کر لے گئے تھے۔ وہاں امتحانی عملے نے پوچھا: آپ اپنے کسی بھائی کے ساتھ سیر کرنے آئے ہیں؟ جواب دیا: میں بذات خود امتحان دینے آیا ہوں۔ امتحانی عملہ ورطہ حیرت میں ڈوب گیا کہ اتنی تھوڑی عمر اور اتنا مشکل امتحان۔ الحمدللہ! آپ نے بہتر پوزیشن کے ساتھ یہ امتحان پاس کیا۔ تیرہ (13) برس کی عمر تک درس نظامی اور حفظ القرآن کی سعادت پا چکے تھے۔ یہاں پر بطور جملہ معترضہ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ حضرت مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمہ اللہ نے عم محترم کی ذہانت وفطانت اور تحصیل علم، محنت اور لگن سے متاثر ہوکر اپنے فرزند ارجمند کا اسم گرامی محمد سلیمان رکھا جو بعدازاں محمد سلیمان اظہر اور پھر پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر اور آج کل عالم اسلام میں ڈاکٹر بہاؤالدین کے نام نامی اسم گرامی سے معروف ومقبول ہیں۔ شخصی حیثیت میں تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث پر جماعتوں سے بڑھ کر کام کر رہے ہیں۔ عم محترم کے نام کی لاج اور اپنے والد محترم کی دلی چاہت کو یوں ثابت کیا ہے کہ رہتی دنیا تک نام رکھنے کی اس خواہش کو یاد رکھا جائے گا۔

بعدازاں آپ نے 1942ء میں مڈل میں داخلہ لیا اور پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایم بی ہائی سکول جنڈیالہ گورو ضلع امرت سر سے 1945ء میں فرسٹ ڈویژن کے اعزاز کے ساتھ میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ضلع بھر میں اول آئے۔ میٹرک کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایف. ایس سی. (پری انجینئرنگ) ایم اے او کالج امرت سر میں داخلہ لیا، لیکن تقسیم ہند اور پاکستان کی طرف ہجرت کے سبب وہاں ایف ایس سی کی تکمیل نہ ہو پائی، پاکستان آنے کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے زیر اہتمام ملتان سے امتحان منعقدہ جون 1948ء میں ایف. ایس سی. کا امتحان پاس کیا۔ نام ور ماہر طب نبوی ڈاکٹر خالد غزنوی (2006) ایم اے او کالج امرت سر میں آپ کے سیشن فیلو اور بہت اچھے دوست تھے، بلکہ ان کے ہاں عم محترم نے رہائش بھی اختیار کر رکھی تھی، کیوں کہ جد محترم کے مولانا محمد اسماعیل غزنوی (1960) سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ ان اچھے تعلقات اور دوستی کے ڈانڈے امام عبدالجبار غزنوی (1913) پر جا کر ملتے ہیں، کیوں کہ دادا جان کے خاندان میں اہل حدیث کا روپ امام صاحب کی بدولت آیا تھا اور غزنوی خاندان سے عقیدت و محبت تا حال ہمارے دلوں میں چلی آ رہی ہے۔ میرے لیے لاہور جمعہ کی فرصت پانے پر بھرپور کوشش کر کے جناب سید جنید غزنوی، شیش محل روڈ لاہور کے ہاں ادا کرنے کا لطف الگ سا ہوتا ہے۔ مولانا محمد اسماعیل غزنوی مسلم لیگ ضلع امرت سر کے صدر بھی تھے۔ دادا جان اپنے بٹالہ کے قیام (1937-1941) کے دوران مولانا محمد اسماعیل غزنوی کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر مولانا محمد اسماعیل غزنوی کی معیت میں شاہ عبدالعزیز بن سعود سے ملاقات بھی کی۔ اس ملاقات پر شاہ عبدالعزیز نے ایک جبہ اور کتابیں بھی تحفہ میں پیش کی تھیں۔ اس جبہ سے بعد ازاں عم محترم نے کوٹ سلوالیا تھا۔

قیام پاکستان کے ایام میں عم محترم اپنے برادر اصغر محمد زکریا کے ہم راہ اپنے مرحوم چچا جان اور بعد ازاں سسر محترم مولوی ماسٹر محمد دین (1940) کے اہل خانہ کے ہاں پنڈوری وینساں (گورداس پور) ملنے گئے ہوئے تھے۔ جب ہجرت پاکستان کی گھڑی آن پہنچی تو دیگر عزیز و اقارب اور اپنی چچی کے ساتھ چل پڑے۔ انتہائی جان لیوا خطرناک مراحل سے گزرتے ہوئے براستہ پل گرونانک (موجودہ کرتار پور گیٹ) پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ والٹن کیمپ لاہور میں چند روز گزارنے کے بعد وہاں سے بمشکل تمام 2 چک رام دیوالی لائل پور (فیصل آباد) اپنے دور کے رشتے داروں کے ہاں پہنچنے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامیاب ہوئے۔ چند دن ان کے ہاں قیام پذیر رہے۔ بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں 463 گ ب (سمندری) میں آن رہائش اختیار کی۔ ہجرت پاکستان کے اس سفر میں آپ کے ایک حقیقی ماموں جان اور مزید افراد نے شہادت پائی اور ہمارے جد محترم نے اپنے ہجرت کے سفر میں شہادت پائی۔ یوں بے سروسامانی دنیاوی سائے بانوں سے محرومی کے داغ اور انتہائی دلی دکھ کے ساتھ ترک تعلیم کے غم کے ساتھ پاکستان میں اپنی عملی زندگی کا یوں آغاز کیا۔

قیام پاکستان سے قبل ہی ہمارے دوسرے ننھال 98 10-آر کیٹل فارم جہانیاں میں آباد تھے اور اپنا زمین دارہ کرتے تھے۔ عم محترم نے 16 مارچ 1948ء کو 98 کیٹل فارم میں بحیثیت ان ٹرینڈ ٹیچر سے تدریس کا آغاز کیا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی تعلیم جاری رکھنے میں کوتاہی نہیں کی۔ پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام ڈسٹرکٹ ملتان سے بی۔اے کا امتحان منعقدہ اپریل 1950ء میں شرکت کی اور سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ٹھہرے۔ جس کی سند کا اجراء 21 دسمبر 1950ء کو ہوا۔

عم محترم نے سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے سیشن 1951-1952ء بی۔ٹی (Bachelor of Teaching Class) کا امتحان منعقدہ 10 اپریل 1952ء پاس کیا۔ اس عرصہ میں چائلڈ اینڈ یوتھ گائڈنس کلینک کے تحت ایف سی کالج لاہور میں دو ماہ کے ایک لیکچر کورس زیر عنوان Child Psychology and parental Education شمولیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، گویا آپ نے بچوں کی نفسیات بھی پڑھ رکھی تھی۔ اس سرٹیفکیٹ کی تاریخ اجراء 13 مارچ 1952ء ہے۔ اسی دوران میں وہاں سے سول ڈیفنس کی ٹریننگ بھی حاصل کی جس کے سرٹیفکیٹ کی تاریخ اجرا بدون تاریخ وماہ 1952 درج ہے۔ ہاں! یہ بھی اس سرٹیفکیٹ میں درج ہے کہ آپ کی عمر 23 سال ہے۔ یعنی بھرپور جوانی بھی انجوائے کی ہے۔ جس کے بعد 29-9-1952 کو آپ کی بطور ایس ای ٹی (Senior English Teacher) گورنمنٹ ہائی سکول 477، ای۔بی بورے والا، ملتان میں تقرری ہوئی جو کہ آپ نے 6-10-1952 کو جوائن کی۔ یہاں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ 59-11-17 تک بطور ٹیچر اور کبھی بطور انچارج ہیڈ ماسٹر بھی کام کرتے رہے۔ بعد ازاں آپ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ملتان تعینات ہو گئے۔ 59-11-18 تا 60-9-8 یہ ڈیوٹی سرانجام دی۔ اسی عرصہ میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں منعقدہ تعلیمی ورکشاپ مورخہ 19 جون تا 2 جولائی 1960ء بعنوان Stimulating Creative Thinking in the Learning Process میں شرکت کی۔ سند شرکت آپ کے کاغذات میں موجود ہے۔ اور پھر آپ کا اسی پوسٹ پر ٹوبہ ٹیک سنگھ (لائل پور)، وہاں سے ماموں کانجن (لائل پور) تبادلہ ہو گیا۔ 65-9-15 کو آپ نے بطور سینئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال (کیمبل پور) جوائن کیا۔ یہاں سے تبادلہ ہونے پر 66-5-6 کو بطور سینئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول راولپنڈی جائن کیا آپ کا حسن ابدال اور راولپنڈی کا تعیناتی کا عرصہ صرف کاغذی طور پر تھا، کیوں کہ آپ اس دوران منظور شدہ چھٹی 1965-09-15 تا1966-10-21 انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم ایڈ سیکنڈری سیشن (66-1965) میں شامل رہے۔ ایم ایڈ پاس کرنے کے نوٹیفکیشن کی تاریخ 24 اگست 1966 ہے۔ پروویژنل سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ وہاں آپ مذکورہ ادارہ کے میگزین کے شعبہ انگلش کے ایڈیٹر رہے، جس کا سرٹیفکیٹ بھی آپ کے کاغذات میں موجود ہے۔

66-11-7 کو بطور اسٹنٹ انسپکٹر آف سرگودھا ڈویژن سرگودھا چلے آئے۔ اس پوسٹ پر تعیناتی کے دوران میں آپ نے ایجوکیشن ایکٹنشن سنٹر لاہور میں 3 جولائی تا 13 اگست 1970ء اعلیٰ انتظامی ونگرانی (Ad-- & Sup Course) تربیتی کورس میں کامیابی سے حصہ لیا۔ یہ سرٹیفکیٹ بھی آپ کے کاغذات کا حصہ ہے۔

یہاں سے 71-10-16 کو بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول سرگودھا جوائن کر لیا۔ بعد ازاں 74-5-17 کو بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول لائل پور جائن کر لیا اور یہاں سے 74-11-10 کو بطور سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کالج فار ایلی منٹری ٹیچرز فیصل آباد منتقل ہو گئے اور کالج ہذا میں عرصہ دراز تک اساتذہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت کا فریضہ انتہائی دل جمعی اور اس قدر احسن انداز کے ساتھ انجام دیتے رہے کہ ہر بیچ (Batch) کے سب سے پسندیدہ ٹیچر کا ہمیشہ اعزاز پاتے رہے۔ یہاں سے ایک دفعہ اپنے سرکاری دورے پر ماموں کانجن گئے۔ علاوہ دیگر سرکاری مصروفیات کے آپ نے وہاں پر اہل حدیث کی ممتاز درس گاہ، دارالعلوم ''تعلیم الاسلام ماموں کانجن'' کا بھی دورہ کیا۔ جس کا تذکرہ ''تذکار لدار العلوم تعلیم الاسلام ماموں کانجن ،لائل پور'' صفحہ نمبر 29 پر موجود ہے۔ دارالعلوم کے بارے میں اکابر ملت کی آرا کے تحت افسران بالا کی فہرست میں مسلسل نمبر 71 کے تحت آپ کا اسم گرامی یوں درج ہے:

''اے جناب حافظ محمد سلیمان صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن سرگودھا۔''

اور 30-11-88 کو اپنی عمر رفتہ کے 60 سال پورے ہونے پر ریٹائرمنٹ پر چلے گئے۔ اگرچہ تادم واپسیں اپنے احباب اور طلبا کے دلوں میں برقرار رہے، زہے نصیب!

یہاں پر تدریسی وانتظامی امور کی ادائیگی اور عمر رواں کا نصف صدی سے تجاوز کر جانا بھی آپ کے ذوق تحصیل علم میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ یہاں پر آپ نے مرکز توسیع تعلیم پنجاب لاہور کے زیر اہتمام ڈی آر سی (ماسٹر ٹرینز) کا تربیتی کورس منعقدہ 11 اپریل 1981 تا 16 اپریل 1981ء کامیابی سے مکمل کیا۔

گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج میں بطریق احسن اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے تھے کہ ایک ڈائریکٹر سکولز فیصل آباد نے پرزور اصرار کیا کہ آپ ہماری پرچیز کمیٹی کے ممبر بن جائیں۔ لیکن چچا جان نے اتنا ہی پرزور انکار کیا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ چچا جان کے سنہری قول کے مطابق موصوف ''انسان سے افسر'' بن گئے اور آپ کا تبادلہ بطور ہیڈ ماسٹر 2 چک رام دیوالی کر دیا۔ نومبر 1982ء کے آغاز پر آپ رام دیوالی گئے اور چند دنوں کے بعد 9 نومبر کو پہلی بار سکول ہذا میں یوم اقبال منایا گیا جس پر محکمہ خوش گوار حیرت کا شکار تھا۔

چچا جان نے چند مہینے یہ ہیڈ ماسٹری کی جس دوران آپ کے گھر بغیر رمضان بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سحری پکتی رہی۔ آپ بروقت سکول پہنچنے میں کبھی ناکام نہ ہوئے۔ بہر حال یہ تعزیری ہیڈ ماسٹر شپ جاری تھی کہ برادرم ڈاکٹر شاہد الطاف کی سروس 1983-02-14 کو جاری ہو گئی۔ اس سے پہلے آپ کے منجھلے بیٹے جناب زاہد اشفاق صاحب بھی سروس کر رہے تھے۔ ڈاکٹر شاہد صاحب کی سروس کے ساتھ چچا جان نے اعلان کر دیا کہ آپ دونوں گھر چلائیں اور مجھے میڈیکل لے کر دیں۔ لہٰذا آپ مارچ 1983ء تا جون 1983ء میڈیکل لیو پر چلے گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس دوران آپ کے ایک شاگرد عزیز فیصل آباد میں انکم ٹیکس افیسر بن کر آ گئے۔ چچا جان کے علاوہ کسی کارنر سے انھیں اس بارے میں خبر ہو گئی۔ انھوں نے ڈائریکٹر صاحب کو تھوڑا سا کسا اور فوراً ہی عم محترم کے واپس ایلی منٹری کالج میں آرڈر جاری ہو گئے۔

عم محترم نے زندگی بھر اپنے وضع کردہ اصولوں کو کبھی پس پشت نہیں ڈالا۔ رزق حلال کمانا اور کھانا ہی لازم سمجھتے تھے۔ رزق حلال کمانے کی خاطر اپنے ہر دور کی ذمہ داری کو آخری حد تک بہتر طور پر ادا کیا۔ آپ جب 477 ای بی بورے والا میں ٹیچر تھے تو پڑھانے کے ساتھ ساتھ تحریری ٹیسٹ بکثرت لیتے تھے اور ماہانہ ٹیسٹ تو ضرور لیتے۔ اس ٹیسٹ کی بنیاد پر طالب علموں میں باہمی مقابلے کا رجحان بہت زیادہ بڑھ جاتا اور ہر ایک کوشش کرتا کہ اب اس ماہانہ ٹیسٹ میں آگے بڑھ جائے۔

عم محترم کے اس پیدا کردہ مقابلے کے رجحان کا اثر یہ تھا کہ کئی کئی میل سے ذہین طالب علم اپنے قریبی سکول کو چھوڑ کر آپ کے پاس آ کر داخل ہو جاتے۔ جب استاد محنتی اور مخلص ہو اور طالب علم بھی محنتی اور ذہین ہو تو یہ طالب محمد اسحاق وفاقی سیکریٹری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے عہدے تک ترقی کرتے تھے۔ لیکن اس ترقی کے باوجود اپنے استاد محترم کو کبھی نہ بھولتے تھے۔ آپ کے ایسے شاگرد کو جب کبھی آپ کے سروس کے حوالے سے کسی پرابلم کا پتا چلتا تو فوراً حل کر کے دم لیتے تھے اور استاد محترم کی دعائیں لیتے۔

ایسے عالم فاضل اور محنتی استاد اب ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ سچائیاں اور اقدار اٹل ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ طالب ہی اپنے استاد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے بہتر جج ہوتے ہیں اور استاد کے علم وفضل اور کردار کے بقدر ہی عزت واحترام پیش کرتے ہیں۔ عم محترم کے بعض شاگردوں کے تاثرات سے ان کے دلوں میں اپنے استاد کا مقام ومرتبہ واضح ہو جائے گا۔ عم محترم نے ایک دفعہ یہ شعر سنایا تھا:

جس جگہ بھی پڑے گا نقش چھوڑ دے گا عجب
ابر کا سایہ نہیں یہ آدمی کا پاؤں ہے

استاد شاگرد کی دنیا سے ہٹ کر رفقاء، یار دوست اور احباب کے بھی آپ ہمیشہ بلند مرتبت رہے۔ اس کی وجہ مخلص احباب سے نہ کھانے میں کوئی ہچکچاہٹ اور نہ ہی کھلانے میں کوئی پشیمانی۔ آپ کے قریبی رفقاء خوب جانتے کہ حافظ صاحب اپنی تنخواہ میں سے احباب کی تواضع کی خاطر مناسب رقم الگ اپنی جیب میں محفوظ رکھتے تھے اور احباب کے ساتھ چائے وغیرہ سے لطف اندوز ہونے ہی میں لطف پاتے تھے۔

راقم السطور جب آپ کے ہاں C-56، سمن آباد فیصل آباد حاضر ہوتا تو اکثر کسی مہربان سے ملاقات کا پروگرام بنا لیتے۔ مثلاً میرے مرحوم کتاب دوست علی ارشد صاحب (17 فروری 2009ء) نام ور عالم دین مولانا مجاہد الحسینی مرحوم (17 دسمبر 2019ء) مولانا محمد اسحاق صاحب (28 اگست 2013ء)، چودھری یعقوب صاحب ایڈووکیٹ (17 دسمبر 2009ء) یا کسی دوسرے دوست کے ہاں ساتھ لے جاتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ''تھادوا تحابوا'' (الادب المفرد 594۔ حسن) پر عمل پیرا رہ کر تعلقات میں پختگی کے ساتھ ساتھ چاہت ومحبت کی چاشنی بھی بڑھاتے رہے۔ آپ کی ایک بہت اچھی عادت تھی کہ خالی ہاتھ قطعاً نہ جاتے تھے بلکہ مٹھائی وغیرہ کا ڈبہ ساتھ ضرور لے جاتے تھے۔

اہل علم وفضل اور ارباب عقل ودانش سے ملاقات کا یہ لازمہ گردانتے تھے۔ اس کے پیچھے غالباً یہ فلسفہ ہوتا تھا کہ آپ نے ان کے علم وفضل سے بہت کچھ حاصل کرنا ہے تو انھیں بھی کچھ نہ کچھ دے کر آئیں۔ اور نہیں تو ان کا قیمتی وقت تو ضرور لیں گے۔ بہر حال بہت اچھی عادت تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم چچا جان بڑے جہاں دیدہ اور کامیاب افسر تھے۔ جہاں بھی ڈیوٹی کی، کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ بطور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ایک کامیاب کارروائی سنایا کرتے تھے کہ آپ دور دراز کے سکول کے اساتذہ کرام بڑے آرام سکون سے لیٹ سکول جایا کرتے تھے، آپ نے صبح دم ان کے راستے میں اپنے چپڑاسی سمیت جا سائیکل کھڑی کی اور مظاہرہ یوں تھا جیسے ٹائر میں سے ہوا کم ہوگئی ہو اور یہاں رکنے کا سبب یہ تلافی کرنا ہے۔ اب اچانک ماسٹر صاحب کا مزے مزے سے لیٹ سکول کی طرف رواں دواں آ گئے اپنے افیسر کو کھڑا دیکھتے تو سٹی گم ہو جاتی اور وہ سو عذر بہانے تراشنے لگتے۔ آپ کہتے کہ بھائی صاحب! ہماری سائیکل خراب ہوگئی۔ بس آپ جائیں اور وہ شرمندہ شرمندہ چل دیتے۔ اب آفیسر کے کبھی کبھار کے دوروں کی روٹین کے مطابق ٹیچر حضرات کے دل میں یہی تھا کہ اب مدتوں بعد حافظ صاحب کا دوبارہ چکر ہوگا لہٰذا اگلے دن وہ لوگ پھر حسب روٹین لیٹ خراماں خراماں سکول جا رہے ہیں اور آ گے کیا دیکھتے ہیں کہ حافظ صاحب کی آج پھر سائیکل خراب... نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اس کے بعد اساتذہ کرام کی تاخیر سے سکول پہنچنے کی عادت بالکل درست ہوگئی اور کچھ زیادہ ڈانٹ ڈپٹ یا کاغذی کارروائی کی ضرورت ہرگز پیش نہ آنے دی۔ یہ تھا ایک کامیاب افسری کا گر کہ آپ کی موجودگی کا انہیں ہمہ وقت احساس رہنا چاہیے۔

ایک دفعہ 4/2 چک رام دیوالی کی ہیڈ ماسٹری کے دوران وہاں پر سٹاف ایک اعلیٰ حضرت مولوی صاحب کامیاب خطیب اور بلیک میلر تھے، اور کبھی کلاس میں جانا ہی اپنی شان کے خلاف گردانتے تھے۔ چچا جان کے سٹاف میٹنگز کے وعظ ان پر بے اثر رہے۔ آپ نے ایک اپنے آفس چپڑاسی کو بہترین برفی اور چائے کا کہا اور ساتھ ہی حضرت صاحب کو بھی بلا بھیجنے کا۔

حضرت صاحب اپنے کروفر، جاہ وجلال کے ساتھ ٹہلتے ٹہلتے ہیڈ ماسٹر کے کمرے میں چلے آئے۔ انتہائی خوش گوار موڈ میں حال احوال دریافت کیے اور پرتکلف چائے پیش کی۔ جب حضرت صاحب خالص دودھ والی برفی اور چائے کے مزے لے رہے تھے تو چچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان نے انھیں عرض کیا: حضرت صاحب آج کل ہمارے ڈائریکٹر صاحب سکولز جو میرے بہت اچھے دوست ہیں، انھوں نے ایک انتہائی کامیاب استاد کی فرمائش کی ہے، لہٰذا آپ نے کل سے سکول کی بجائے ڈائریکٹر آفس جانا ہے۔ اب کہاں کی چائے اور اس کے مزے؟ کہاں کی مولوی کی چالاکیاں، سب نشہ ہرن ہو گیا۔ اور سب کچھ چھوڑ کر کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی: حافظ صاحب آپ مائی باپ ہیں، آئندہ شکایت نہیں ہوگی، اور واقعتاً آئندہ شکایت نہیں ہوئی۔ یہ تھا آپ کا کامیاب افسری کا ڈھنگ کہ جوگڑ سے مر جائے اسے زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ exploration اور پھر جواب اور انکوائری در انکوائری، نتیجہ خاک نکلتا ہے۔ اس کے مقابلے میں عقل وحکمت کی مار دے کر بھی کامیاب نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں، بشرطیکہ عقل وحکمت کی نعمت وافر نصیب؟ افسوس! لوگ انسان سے افسر تو بن جاتے ہیں لیکن آداب افسری پاس سے بھی نہیں گزرتے۔ جس کا نتیجہ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی رہے ہیں کہ کئی ایک اداروں کے افسرانِ اعلیٰ کے سامنے سب سے کم درجے یعنی درجہ فور کے ملازم اکڑ اکڑ کر بگڑ کر کھڑے ہو گئے اور اعلیٰ افسر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ چچا جان کی زندگی میں ہمارے لیے سبق ہے کہ اللہ عزت دے تو عزت کو بحال رکھنا۔

چچا جان کو اللہ تعالیٰ نے فراست وآداب مجلس کا وافر حصہ عطا کر رکھا تھا۔ آپ کی حین حیات بڑی خوش گوار حیرت ہوتی کہ آپ جب گاؤں (463 گ ب) تشریف لاتے تو بزرگ عزیز واقارب کے علاوہ گاؤں کے بہت سے لوگ عقیدت ومحبت کے ساتھ ملنے چلے آتے۔ آپ ہر ایک کے لحاظ سے اس سے گفتگو کرتے دکھائی دیتے۔ اگر مخاطب زمین دارہ کرنے والے صاحب ہیں تو ان سے کاشت کاری کے بارے میں بات چیت جاری رکھتے، اگر کوئی کاروبار سے تعلق رکھتے تو ان سے کاروباری معاملات پر بڑے تجربہ کار کاروباری کے طور پر گفت وشنید جاری ہوتی۔ اگر کوئی گاؤں کے چودھری صاحب تو ان سے گاؤں کے حالات، اصلاح امور بارے اور اگر کوئی سیاسی ذوق رکھنے والے صاحب تشریف لاتے تو ان سے مقامی سیاست کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست پر ماہرانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آ را پیش کرتے دکھائی دیتے۔ ہمارے گاؤں کے ایک بزرگ بابا جی مالک صاحب تھے، جو کہ حافظ ہیر (ہیر وارث شاہ) تھے۔ ان کے ساتھ خوب مجلس ہوتی اور تمام تر مجلس ہیر وارث شاہ پر منحصر ہوتی۔ بابا جی سے اشعار سنتے جا رہے ہیں، ساتھ ساتھ ان سے ان اشعار میں جو معرفت وسلوک کی باتیں ہیں وہ بھی خوب زیر بحث آتیں اور یہ خالص علم و معرفت کی مجلس تا دیر چلتی۔ گاؤں میں یہ آپ کی یادگار مجلس ہوتی تھی۔

آپ کی مجلس طالب علموں پر بھاری ہوتی تھی۔ عزیز وا قارب کے بچوں میں جو جس کلاس کا طالب علم ہوتا اس سے اس کے لیول پر سوالات پوچھے جاتے، جس کا نتیجہ کہ زیادہ تر طالب علم آپ کی مجلس وزیارت سے کنی کتراتے کہ سوالات جتنے سادے اتنے ہی پیچیدہ بھی ہوتے تھے اور سوائے شرمندگی کے اور کچھ حاصل نہ ہوتا۔ لیکن قریبی کہیں نہ کہیں پکڑے ہی جاتے تھے۔ پھر اللہ ہی حافظ ہوتا تھا۔

چچا جان کی ایک سوچ بڑی پختہ تھی کہ تعلیم پر بچے کو ہرگز نہ مارا جائے اور تربیت پر ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ تعلیمی امور میں کوتاہی، غلطی پر اصلاحی رویہ سامنے ہوتا۔ بچے کے لیول پر اسے سمجھاتے، بلکہ بچوں کی اپنے اپنے لیول پر تعلیمی کامیابی پر نہ صرف مبارک باد دیتے بلکہ نقد انعام یا کتابوں کی شکل میں ضرور حوصلہ افزائی کرتے۔ گھر پر چھوٹے چھوٹے سوالات کے ذریعے غیر محسوس طریقے سے معلومات بڑھاتے رہتے۔ انسانی زندگی میں علم ہی برتری کا واحد ذریعہ ہے، اس کو خود بھی زندگی بھر مدنظر رکھا اور ہر ایک کو اس کی تلقین بھی کرتے رہتے۔ آخر عمر تک مطالعہ کرنا ترک نہ کیا، بلکہ جب تک صحت ساتھ دیتی رہی لائبریری جانا اور وہاں دو چار گھنٹے گزارنا معمول تھا۔ اس کے علاوہ فیصل آباد کے سابقہ صدر بار جناب چودھری صفدر صاحب (متوفی: 17 دسمبر 2009ء) کے ہاں جانا بھی معمول تھا۔ چودھری صفدر صاحب کے ہاں صرف چچا جان ہی نہیں بلکہ اس دور کی فیصل آباد کی عقل و دانش اکٹھی ہوتی تھی۔ چودھری صاحب وکیل سے بڑھ کر سکالر تھے اور آخری عمر میں تو بار روم آپ کا ڈیرہ ہوتا تھا اور علم و دانش کی کہکشاں پوری رعنائی سے سجی رہتی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان خاک نشینوں کے ساتھ ہی یہ مجالس بھی نہ صرف اٹھ گئیں بلکہ عنقا ہو گئیں۔

چودھری صفدر صاحب نے تصوف کے بارے ایک اہم کتاب کا انگریزی سے اردو ترجمہ بھی کر رکھا تھا۔ ابوبکر سراج الدین کے نام سے اسلام قبول کرنے والے برطانوی سکالر مارٹن لنگز کی کتاب "What is Sufiism?" کا چودھری صفدر نے ترجمہ ''تصوف کیا ہے؟'' کے نام سے کیا تھا۔ عرمان اکادمی فیصل آباد سے یہ ترجمہ شائع ہوا۔ اشاعت اول رمضان المبارک 1403ھ بمطابق جون 1983ء کو وقوع پذیر ہوئی۔ اس کے تا حال دوبارہ شائع ہونے کی خبر نہیں۔ چودھری صاحب کے انتہائی قریبی دوست بھی فوٹو کاپی پر گزارا کر رہے ہیں۔ یہ ترجمہ چودھری صاحب نے اپنے ایک بیٹے کی تیمارداری میں صرف کردہ راتوں میں کیا تھا۔ وہ بیٹا آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

چچا جان ایک طرف میل ملاقات کے خوگر تھے بلکہ سماجی تعلقات نباہنے کے ماہر تھے۔ لیکن یہ خوشگوار رویہ ہر ایک کے لیے نہیں ہوتا تھا، بلکہ جس سے آپ کسی نہ کسی حوالے سے تعلق رکھنا اور نباہنا چاہتے تھے اس کے لیے دیدہ و دل فرش راہ کیے رہتے تھے۔ اس کے برعکس جس پر آپ مہربان نہ ہوتے اس سے راہ و رسم پسند نہیں کرتے تھے چاہے کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہوتا، اسے منہ نہ لگاتے اور بڑی بے رخی سے اسے دور کر دیتے۔ اس کی بات سنی ان سنی کر دیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایسے لوگوں کو دروازہ کھول کر دیکھتے، کورا سا جواب دیتے اور دروازہ بند کر لیتے۔ ایک دفعہ تعزیت کی غرض سے آپ ایک گھر میں آرام فرما تھے۔ خاندان کی کچھ عورتوں نے اس گھر کی مالکن کے ساتھ اس کا مکان دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے دروازہ کھولا، سامنے چند رشتہ دار عورتوں کو گھر کی مالکن کے ساتھ کھڑا دیکھا تو جھٹ سے فرمایا: ''ہم نے مزید ایک دن ٹھہرنا ہے، کل تک صبر کرو اور ٹھک سے دروازہ بند کر دیا۔'' تمام عورتوں ایک حیرت کے ساتھ اپنا سا منہ لے کر واپس چلی گئیں۔

بظاہر یہ رویہ نا قابل فہم ہے۔ لیکن عم محترم کے مزاج کی روشنی میں پرکھا جائے تو ان کے ہاں وقت کی قدر سب سے اہم تھی۔ عام سادہ سی عورتیں چاہے رشتہ دار ہی تھیں مگر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی آمد سے کچھ نہ کچھ وقت تو ضائع ہونا ناگزیر تھا۔ ان کی ناراضگی مول لے لی مگر وقت برباد کرنا قبول نہ کیا۔

عم محترم کے بیرونی زندگی کے اختیار کردہ اصولوں کی طرح گھر کے اندر بھی ایک اصول بڑا اٹل تھا کہ دہلیز کے اندر دخل دینا اور دہلیز سے باہر مداخلت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ گھر کے اندر ہماری چچی جان مرحومہ جن کا اسم گرامی بلقیس تھا، اگر چچا جان سلیمان نام کی نسبت سے سلیمانی رویہ رکھتے تھے تو چچی جان بھی نام کی مناسبت سے ملکہ بلقیس شمار ہوتی تھیں۔ انتہائی سگھڑ اور دانا عورت تھیں۔ اپنے حالات کے مطابق اپنا گھر چلانا، ان کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ ایک ملازم چاہے آفیسر ہی کیوں نہ ہو اگر اوپر کی آمدنی کے قریب بھی نہ پھٹکتا ہو تو تنخواہ میں گزارا کرنا انتہائی سمجھ داری کا متقاضی ہوتا ہے۔ گھر کے اخراجات، بچوں کے تعلیمی اخراجات، خوشی اور غمی میں شرکت کے اخراجات۔ غرض سب کچھ بطریق احسن نباہا جاتا اور کسی جگہ کوئی کمی دکھائی نہ دیتی۔ لیکن پس پردہ وافر آمدن نہ ہونے کے باوجود بظاہر بہت اچھا رہن سہن، رکھ رکھاؤ، میل ملاقات، آمدورفت سب کچھ اگر بہت ہی عمدہ ہوتا تھا تو اس میں چچی جان محترمہ کا کمال تھا۔

چچا جان نے تو گھر کے اندر کوئی دخل نہ دینے کی پالیسی ہی اپنا رکھی تھی۔ یوں گھریلو ذمہ داری سے تقریباً بے فکر رہتے اور اپنے لکھنے پڑھنے میں مگن یا پھر دوستوں کے ساتھ علمی، فکری گفتگو میں مصروف۔ چچا جان کے بڑے بیٹے، ہمارے برادر اکبر، ڈاکٹر شاہد الطاف رندھاوا حفظہ اللہ اپنی ڈیوٹی سے واپس گھر قدم رکھتے اور چچا جان اس کے ساتھ ہی باہر قدم رکھتے اور یہ جا، وہ جا۔ صرف احباب کی مجلس ہوتی اور وہاں کی رونق ہوتے۔

یہ مجلس اگر کسی دن پہلے پہر گھر سے نکلنے کی گنجائش پیدا ہوگئی تو فیصل آباد بار میں چودھری صفدر صاحب کا ڈیرہ۔ یہاں پر جمی ہوئی محفل میں فیصل آباد کی نامور ہستیاں اکثر و بیشتر حصہ ہوتی تھیں۔ چودھری صفدر صاحب عم محترم حافظ محمد سلیمان، ڈاکٹر زاہد عطا چیمہ (پروفیسر آف ایگرانومی، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) ملک اکرام صاحب (سرکاری آفیسر) قاری اکبر صاحب (دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے عالم، لیکن عالم دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھ کر نام ور پراپرٹی ڈیلر) اور چودھری امین صاحب، شیخ تاج صاحب (نام ور وکلا) بھی کبھی کبھار تشریف لے آتے۔ اسی محفل کے نام ور معزز بزرگ ممبران میں سب سے کم عمر اور آخر میں شریک ہونے والے میاں محمد یٰسین عمر صاحب (سابقہ ایڈیٹر مجلّہ علم وآگہی فیصل آباد) تھے۔ لیکن سب سے آخر پر شریک مجلس ہونے والے میاں یٰسین عمر صاحب کا تا آخر چودھری صفدر صاحب سے رابطہ میں رہے۔ جب چودھری صاحب کی عمر اور صحت کے سبب سے یہ ڈیرہ اجڑ گیا تو چودھری صفدر صاحب کے فیصل آباد سے لاہور شفٹ ہونے پر یٰسین عمر صاحب ان کی تیمار داری کے لیے لاہور جاتے تھے۔ چودھری صاحب کینسر کے جان لیوا مرض میں مبتلا تھے اور ڈاکٹر صاحبان ان کی زندگی کے دن گن چکے تھے، انھوں نے اس حال میں بھی یٰسین عمر کے ہاتھوں اپنے ذوق کی کتابیں منگوائی تھیں۔ یہ تھے چودھری صفدر صاحب جن کے ہاں اتنے اہل علم کشاں کشاں چلے آتے تھے۔

چچا جان کے تین ڈیرے مزید تھے۔ جھنڈے کا ہوٹل (کچہری بازار) جہاں اکثر انکم ٹیکس والے چودھری طارق صاحب سے گپ شپ ہوتی تھی۔ علامہ اقبال لائبریری (بیرون کچہری بازار) جہاں نام ور سکالر، شرافت کے پیکر جناب پروفیسر آغا سلیم صاحب (28 مارچ 2016ء بروز سوموار، جی سی یونیورسٹی) سے میل ملاقات ہوتی تھی۔ اور شام پچھلے پہر چنیوٹ بازار میں تھری سٹار ہوٹل فیصل آباد کے اہل ذوق کا ڈیرہ ہوتا تھا، جس میں پروفیسر علامہ جہانگیر صاحب، پروفیسر ریاض مجید صاحب، پروفیسر ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب، پروفیسر اشرف عارف صاحب، حکیم شریف احسن صاحب اور دیگر بہت سے سکالرز جمع ہوتے اور علم وادب کی محفل خوب جمتی تھی۔ اب تو شاید ہوٹل بھی ختم اور فیصل آباد کی پہچان، آسمان علم وادب کے ان ستاروں میں سے کچھ ڈوب چکے، کچھ گردش دوراں کا شکار اور کچھ ارزل العمر میں سوسو بیماریوں میں مبتلا بے بس ولاچار۔ خدا رحمت کرے ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

عم محترم دینی و مذہبی سکالرز سے بھی راہ ورسم میں یک گونہ خوشی محسوس کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت اہل حدیث کے انتہائی دانا اور جہاں دیدہ بزرگ حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ صاحب سے خصوصی تعلق خاطر رکھتے تھے۔ اس محبت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ برادرم ڈاکٹر طاہر رندھاوا کی بارات ڈسکہ جانی تھی، نکاح پڑھانے کی خاطر محترم چیمہ صاحب کو خاص طور پر فیصل آباد سے ساتھ لے کر گئے تھے۔ ان کے علاوہ نامور محقق دوراں مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا حافظ مسعود عالم، مولانا حافظ محمد شریف آف گلستان کالونی سے بھی وقتاً فوقتاً حاضری والا تعلق خاطر تھا۔ ان کے علم وفضل اور شرافت ونجابت کے معترف تھے۔ نامور لکھاری مولانا مجاہد الحسینی، نامور نعت گو حافظ لدھیانوی کے ہاں بھی حاضری رہتی تھی۔ ہر جگہ حاضری اپنے پرخلوص اصول پر یعنی خالی ہاتھ جانا قطعاً ممکن نہ تھا۔ مولانا محمد اسحاق صاحب کے ہاں مختصر جامع مطالعہ اور ان کی متحرک شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ ان کے ہاں جمعہ پڑھنا اور اس کے علاوہ بھی گاہے گاہے چکر لگانا علمی اعتبار سے بہت مفید گردانتے تھے۔ (1)

چچا جان کے ایک قدردان ہمارے مرحوم دوست محمد رمضان یوسف سلفی ” (دسمبر 2016ء) تھے۔ دونوں کی رہائشوں کے درمیان مشترکہ مسجد اہل حدیث نثار کالونی تھی۔ رمضان سلفی صاحب نوجوان لکھاری تھے۔ محنت مزدوری سے ایک صاحب قلم کا سفر ان کی داستان حیات کا اہم باب تھا۔ جماعت اہل حدیث میں عمومی طور پر اور جماعت غربا اہل حدیث میں خصوصی طور پر بہت محترم تھے۔ شخصیات بارے بہت دلچسپی اور معلومات رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس حوالے سے بہت اچھی لائبریری کے مالک بھی بن چکے تھے۔ شخصیات اور کتب پر تبصرے بکثرت لکھتے رہتے اور جماعتی رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے تھے۔

جناب رمضان یوسف سلفی صاحب سے مرحوم محمد الحق بھٹی صاحب کے بہت مشفقانہ تعلقات تھے۔ ان کے باہمی خطوط ہوں یا فیصل آباد میں بھٹی صاحب کی آمد

---

(1) فیصل آباد شہر میں مولانا اسحاق کی آمد کا یہ ابتدائی دور تھا اور ان کے افکار مخصوصہ ابھی کھل کر لوگوں کے سامنے نہیں آئے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

درمیان میں چچا جان کا ذکر خیر ضرور آ جاتا اور یہ ذکر خیر بھٹی صاحب کو بھی چچا جان کے ہاں لانے میں اس طرح کامیاب رہا جس طرح رمضان یوسف سلفی کی معیت میں حضرت مولانا عبداللہ گورداس پوری کی تشریف آوری کا ذریعہ ٹھہرتا تھا۔ بہرحال رمضان یوسف سلفی صاحب نے چچا جان کی مطبوعہ ہر دو کتب پر بہت جامع تبصرے بھی لکھے جو مختلف جماعتی جرائد میں چھپ چکے ہیں۔

رمضان سلفی صاحب بہت سے ارباب ذوق کے مرجع تھے۔ راقم السطور کی طرح فیصل آباد میں جو کوئی بھی لکھنے پڑھنے والا آتا، سلفی صاحب سے ملاقات ضرور کرتا۔ مکتبہ رحمانیہ امین پور بازار فیصل آباد ایسے اہل ذوق کی ملاقات کا ایک ٹھکانہ بن چکا تھا۔ اللہ رحمت کرے ایسے محنتی انسان پر۔

چچا جان کے ہاں جن لوگوں کو شرف پسندیدگی حاصل تھا، ان میں سے ایک راقم السطور بھی تھا۔ میں جب بھی حاضر ہوتا، بڑی ہی خوشی کا اظہار فرماتے، شفقت سے پاس بٹھاتے اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی۔ آپ کی مجلس میں یہ ناچیز علمی نکات، فکری آرا اور حاصل زندگی سے اپنے دامن طلب کو مالا مال کرتا رہتا۔ آج بھی بہت سی علمی وفکری باتیں کرتے ہوئے دل چچا جان کو دعائیں دے رہا ہوتا ہے اور ان کے پڑھائے ہوئے سبق ہم دہرا رہے ہوتے ہیں اور لوگ ہمیں عالم فاضل سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

گھر پر چچا جان اپنے کمرے میں آرام فرما رہتے یا اپنی پسند کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے۔ افراد خانہ سے ہر وقت گپ شپ میں مصروف رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی بزرگانہ بھاری بھرکم شخصیت کا رعب بھی تھا۔ ہر ایک ان سے جلدی بات چیت کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔ تاہم میرے حاضر ہونے پر ان کے چہرے پر ایک تازگی آ جاتی اور بھرپور گفتگو کی مجلس جاری ہو جاتی۔ جب چچا جان اتنی خوشی سے ماحول کو علمی فکری باتوں سے گرما رہے ہوتے تو چچی جان محترمہ فرماتیں: ''تیرے آون تے ہی تیرے چچے ہونی بولدے نے'' یعنی تیرے آنے پر تیرے چچا جان اس قدر خوشی سے بات چیت کرتے ہیں۔ اور میرے لیے یہ بات بڑے اعزاز کی تھی کہ عم محترم مجھے اپنا ایک بہترین سامع گردانتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کان اس لذت سماع کو ترستے ہیں اور ترستے ہی اس دنیا سے چلے جائیں گے۔

چچا جان کے عین حیات میں جب تک آبائی گاؤں 463 گ ب سمندری میں قیام پذیر تھا اور آپ کے ہاں 56۔ سی سمن آباد فیصل آباد چکر لگاتا۔ گھر پر آپ کے ہاں جو مجلس جمتی تو اکثر چچا جان کی طرف سے ایک سوال سامنے آتا کہ نبی علیہ السلام کی سنت اور سیرت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بڑے شہر میں قیام اختیار کیا یا کسی گاؤں کا بھی رخ کیا؟

بقول عم محترم نبی علیہ الصلاۃ والسلام پہلے قدیم مرکزی شہر ''مکہ مکرمہ'' میں ٹھہرے۔ جب یہاں سے مایوسی ہوئی تو قریبی بڑے شہر ''طائف'' کا رخ کیا۔ جب وہاں سے بھی پتھر کھا کر مایوس ہو کر پلٹے تو پھر ''مدینہ منورہ'' کا رخ کیا۔ کبھی کسی گاؤں میں جا بسنے کا بھی آپ نے سوچا تھا؟ چھوٹے اور بڑے گاؤں کا فرق یوں سمجھایا کرتے تھے کہ چھوٹے گاؤں کے نمبردار کے برابر بڑے گاؤں کے نائی کی پاس عقل ہوتی ہے۔ اسی سے گاؤں اور شہر کے فرق کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

اس حوالے سے چچا جان کی ہمیشہ یہی نصیحت ہوتی تھی کہ اگر کوئی دینی یا دنیاوی کارگر کام کرنا ہے تو اس کے لیے شہر بلکہ بڑے شہر کا رخ کرنا لازم ہے۔ ورنہ ساری عمر اپنی صلاحیتیں ضائع کرنے اور کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں ملتا اور وہ بندہ اس طرح قابل رحم ہوتا ہے جس طرح یہ عربی کہاوت ہے: ارحموا عالما ضاع بین الجھال۔

عالم ہونے کا تو کبھی زعم یا فریب پاس نہیں پھٹکا ہمیشہ طالب علم ہونے میں یک گونہ اطمینان ملا ہے۔ لیکن شہری اور دیہاتی زندگی کا فرق گاؤں چھوڑ کر کسی حد تک سامنے آ چکا ہے اور شاید چچا جان کی تلقین ایک عرصہ بعد کسی بڑے شہر بھی پہنچا دے۔

ع ہائے اُس زُود پشیماں کا پشیماں ہونا

دیگر خوبیوں کے علاوہ چچا جان کی شخصیت پر والدین کی تربیت کا گہرا اثر تھا جو تادم واپسیں قائم رہا۔ برادر مکرم ڈاکٹر شاہد صاحب نے ایک واقعہ بتایا کہ بچپن میں والد محترم اور چچا جان باہر گلی میں کھیل رہے تھے کہ وہاں چچا جان کا کسی بچے سے جھگڑا ہو گیا۔ آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس بچے کو غصے میں آ کر گالی دے دی۔ دادی جان کو بھی کسی طرح اس کی خبر ہو گئی۔ اس دور کے کلچر کے مطابق سب بچے والدہ سمیت چولہے کے گرد بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ دادی جان نے چمٹے سے انگارہ اٹھایا اور فرمایا: ''سلیمان! زبان نکال، تیری گالی دینے والی گندی زبان کو پاک کروں۔ وہ دن اور زندگی کا آخری دن چچا جان نے پھر کسی کو گالی نہیں دی۔ بہت غصہ آیا تو ''خبیث'' کہہ کر غبارِ خاطر نکال لیا۔

چچا جان کے مہربان پرنسپل چودھری گلزار صاحب نے بھی اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ بیان کیا ہے جس میں جھوٹ پکڑے جانے پر دادی اماں نے یہی معاملہ فرمایا، جس کے بعد چچا جان پچاس برس گزر چکے تھے لیکن کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ یہ تھی ان کی کردار کی پاکیزگی۔

جس طرح چچا جان کی طبیعت میں جھوٹ بالکل نہیں تھا اسی طرح حرام روزی تو دور کی بات ہے کبھی شبے والے لقمے کو بھی منہ نہیں لگایا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بطور A.D.I ایک سکول میں وزٹ کیا اور کسی ٹیچر کے بارے میں سخت ریمارکس لکھ دیے۔ اب وہ ٹیچر چچا جان کے گھر پہنچنے سے پہلے، گھر پر برادرم شاہد صاحب کو گنوں کا ایک گٹھا دے گیا۔ چچا جب دفتر سے واپس گھر تشریف لائے وہ پر گنے پڑے دیکھے تو پوچھا: یہ کیا؟ بھائی جان نے بتایا کہ فلاں نام کے ایک صاحب آئے تھے اور یہ گنے دے گئے۔ اور گنے ابھی تک گھر میں ایسے ہی پڑے تھے۔ چچا جان نے کہا: اچھا وہ خبیث آیا تھا جس کا سکول وزٹ کیا تھا.. ساتھ ہی سختی سے کہا: کہ ان کو اٹھا کر گلی میں پھینک دو... یوں اپنے بچوں کو رشوت کی حرام روزی سے بچایا۔

چچا جان کے ایسے صاف ستھرے پاکیزہ کردار اور حلال کمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جگہ آپ کو دلی احترام ملا اور دوسری طرف گھر پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں سے نوازا۔ الحمدللہ! تینوں ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ سروس کرتے ہوئے اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔

سب سے بڑے بیٹے شاہد الطاف صاحب صحت کے محکمہ میں میڈیکل آفیسر رہے ہیں۔ منجھلے بیٹے جناب زاہد اشفاق صاحب محکمہ زراعت میں بطور آفیسر رہے، اور سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے چھوٹے فرزند جناب ڈاکٹر طاہر محمود بھی اعلیٰ میڈیکل آفیسر کے طور پر کام کرتے رہے۔ عم محترم کے عین حیات ہی تینوں بیٹے جہاں گزیٹیڈ آفیسر کے طور پر جاب کرتے رہے وہاں کامیاب شادی شدہ زندگیاں بھی بسر کرتے رہے۔

چچا جان نے اپنے پوتے پوتیوں کی خوب ناز برداری اور ان کی اٹھکیلیوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ان کو تحائف سے خوب نوازتے رہے اور انعامات کی برکھا سے اس کا حوصلہ بھی بڑھاتے رہے۔ اور بچے بھی ماشاء اللہ ان کی توقعات پر پورا اتر کر ان کو خوب خوش رکھتے تھے۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ بعض چیزوں اور انسانوں کی طرح بعض بچے بھی زیادہ پیارے ہو جاتے ہیں، حالانکہ دادا اور دادی کو پوتے پوتیاں اپنے بیٹوں بیٹیوں سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں باہم فرق ہو جانا ایک فطری سا امر ہے، کوئی انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ چچا محترم بھی آخر انسان ہی تھے۔ جہاں پھول وہاں کانٹے، جہاں خوبیاں وہاں خامیاں بھی انسانی کردار کا لازمہ ہیں۔ اور مجموعی طور پر جہاں خیر غالب ہو وہ رویہ اور رجحان اچھا ہوتا ہے۔ چچا جان کو اپنے تمام پوتوں اور پوتیوں کا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بااخلاق ہونا انتہائی زیادہ پسند تھا، جس پر اللہ نے انھیں خوب نوازا ہے۔ تمام بچے بفضل اللہ بہت اچھی تعلیم حاصل کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں بارے عجیب اصول ہے۔ جسکو جتنی عزت، بزرگی اور بلندی عطا کرنی ہوتی ہے، اس کی آزمائش بھی اتنی ہی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ چچا محترم ایک دن مصلے سے اٹھنے کے لیے دونوں طرف پڑی کرسیوں کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کرتے تو کرسیاں آگے کھسک جاتی ہیں اور چچا جان کچھ اس طرح سے گرتے ہیں کہ دونوں کولہے کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ساٹھ سال سے زائد عمر میں اس طرح ایک ساتھ دونوں ہڈیوں کا ٹوٹ جانا کس قدر اذیت کا باعث ہوگا، چشم تصور اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن چچا جان پیکر صبر وثبات نکلے۔ اپریشن کے سخت مرحلے سے گزر کر پورے 120 دن کوئی حرکت کیے بغیر عین سیدھے لیٹے رہے۔ بس طبعی حاجات کے لیے معمولی حرکت مجبوراً ہوتی رہی ورنہ بالکل سیدھے لیٹے رہے۔ اور جو کام بظاہر ناممکن نظر آتا تھا، اس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممکن کر دکھایا۔ اس دوران فرمایا کرتے: زندگی کی آزمائشوں میں ایک بات یاد رکھنی چاہیے: ''یہ وقت بھی گزر جائے گا'' واقعی وہ وقت گزر گیا اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

بعدازاں وہ وقت بھی آن پہنچا جو بالآخر سب پر آنا ہی ہے۔ بقول حالی:

آ لگا ہے حالی کنارے پر جہاز
الوداع اے زندگی! الوداع

29 اگست 2008ء کی تاریخ اور تقریباً عصر کا وقت تھا جب آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! نماز عشاء کے بعد دکن پارک سمن آباد میں مولانا عبدالعزیز راشد ؒ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جس میں اعزہ واقارب، پرخلوص احباب اور عقیدت مند شاگردوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعدازاں آپ کے جسد خاکی کو ان کے آبائی گاؤں 463 گ۔ب میں لایا گیا اور اہل علاقہ کے ساتھ دوبارہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور راقم نے بوجھل دل کے ساتھ نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ کی میت کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

مٹے ناموروں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

عم محترم کو عمر بھر عمدہ کتب کے مطالعہ کا شوق دامن گیر رہا۔ اس کا پتا آپ کی بہت سی ڈائریوں، معلوماتی نوٹس اور اعلیٰ ذوق کو تسکین بخشنے والے اشعار اور قیمتی اقوال وغیرہ سے بخوبی چلتا ہے جو آپ دورانِ مطالعہ نقل کرتے رہے۔ اسی شوق مطالعہ کا نتیجہ تھا کہ آپ نے زندگی میں بہت سے قیمتی مقالے اور مضامین سپردِ قلم کیے، جن میں سے جو دستیاب ہو سکے ان کی فہرست درج ذیل ہے:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور نعت کے حوالے سے:

1- ''گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے''۔ سالانہ رپورٹ ''تدریس'' 1987-1988 گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد ص 26 تا 31

2- ''حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ'' ابن جوزی، قاضی سلیمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصور پوری، سید سلیمان ندوی کے افادات کا عمدہ انتخاب (غیر مطبوعہ صفحات 30)

3- ڈاکٹر ریاض مجید کے مجموعہ نعت ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کا تعارف۔ غیر مطبوع، بہت ادبی اور جامع تعارف، صفحات 5

تعلیمات اسلام دور جدید کے تقاضوں کے تناظر میں:

1- ''اسلام کی معاشی تعلیمات کے چند اہم پہلو'' ہفت روزہ اہل حدیث، لاہور 10 نومبر 1995ء، ص 9 تا 12۔

2- بھوک اور خوف کے خلاف تحفظ اور احترام آدمی اور شرف انسانیت کی بحالی (قرآنی جنت اور ارضی کی دو شاندار جھلکیاں)
سالانہ رپورٹ ''تدریس'' 1987-1988 گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد ص 13 تا 18

3- ''نماز، مومن کی معراج'' ایک مومن کو نماز سے معراج کی روح سے آشنا کر دینے والی بہت عمدہ اور جامع تحریر (غیر مطبوع، صفحات 6)

ملی بقا اور ثقافتی تشخص کے حوالے سے:

1- ''قومی بقا کے لیے ٹیکنالوجی اور قومی عصبیت کی اہمیت'' سہ ماہی ''علم کی دستک''، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ اپریل تا جون 1987ء ص: 57 تا 61۔

2- ''مغربی تہذیب کا کھوکھلا پن اور اسلامی تعلیمات کی جامعیت'' مجلّہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، مارچ اپریل 1995ء، ص: 23 تا 31۔

3- ''طلبا کی سیرت سازی میں معلم کا کردار'' مضامین کا مجموعہ، گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز لائل پور 1976ء ص: 73 تا 78۔

4- ''طلبا کی سیرت سازی ثقافتی تشخص کی بحالی کے تناظر میں''

5- ''دفاع پاکستان کے تقاضوں کے حوالے سے تعلیمی اداروں کے لیے مجوزہ عملی پروگرام'' مضامین کا مجموعہ، گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز لائل پور 1982ء ص:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16 تا 53۔

تعلیم وتدریس کے حوالے سے:

1- ”شرح خواندگی میں اضافہ کی کہانی“ رپورٹ 1986 تا 1987، گورنمنٹ کالج فار ایلی منٹری ٹیچرز فیصل آباد، ص: 7 تا 12

2- آتش شوق حصول تعلیم کی کہانی مختلف گروپوں کی زبانی

3- ”مثالی تعلیمی ادارے کے قیام کے لیے ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت“

4- ”تعلیمی اداروں میں ہم نصابی سرگرمیوں کی تنظیم کے رہنمائی اصول“ تدریس 1984-1985، گورنمنٹ کالج فار ایلی منٹری ٹیچرز فیصل آباد، ص: 17 تا 23

شخصیات

1- ”مولانا عبدالرحیم اشرف، ایک بہت پرانی یاد“ مکتبہ المنبر فیصل آباد 2017ء
”مولانا عبدالرحیم اشرف حیات وخدمات“، ص: 195-197

علاوہ ازیں ماہنامہ حکمت قرآن لاہور، اپریل 2001ء، مئی 2001ء اور جون 2001ء، پندرہ روزہ المنبر فیصل آباد، جون 2001ء، دسمبر 2001 اور ماہنامہ صدائے ہوش لاہور فروری 2002ء میں بھی مضامین شائع ہوئے لیکن یہ تمام مضامین عم محترم کی تالیف ”توحید پر ایمان اور شرک سے بے زاری“ کا حصہ بن چکے ہیں۔ آپ کی تالیفات کا قدرے تعارف پیش خدمت ہے۔

1- توحید پر ایمان اور شرک سے بے زاری:

آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں انتخاب وترتیب کا فریضہ عم محترم حافظ محمد سلیمان (ایم اے) نے ادا کیا۔ اس مجموعہ کے صفحات 184 ہیں اور طارق اکیڈمی فیصل آباد سے اشاعت اول دسمبر 2001ء میں ہوئی۔ کتاب ہذا میں توحید کی برکت واہمیت اور شرک کی قباحت وشناعت سے آگاہی کی بھرپور اور عمدہ کوشش کی گئی ہے۔ کتاب سات ابواب پر منقسم ہے، اور نہایت خلوص نیت سے مواد جمع کیا گیا ہے، اور بہت سی نادر باتیں بھی اس میں آ گئی ہیں۔ قارئین کرام اس درد کو ضرور محسوس کرتے ہیں جو مولف کے قلب بے قرار

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں دوران تالیف موجزن تھا۔ اور یہی اصل میں مقصود و مطلوب ہے۔

2- درود وسلام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی فرضیت، تاکید اور فضائل کلام ربانی اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں عقیدت و محبت میں ڈوبی ہوئی یہ کاوش ہے۔ المیز ان پبلشرز فیصل آباد کی طرف سے اس کی طبع اول جنوری 2000ء، طبع دوم جون 2001ء میں نظر نواز قارئین ہوئی۔ بعد ازاں طبع سوم جولائی 2013 اور طبع چہارم اکتوبر 2013ء میں سامنے آئی۔ اس کتاب کے 95 صفحات ہیں۔ اس کتاب کے سرورق پر مؤلف و مرتب حافظ محمد سلیمان (ایم اے) اور نظر ثانی پر وفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ بھی رقم ہے۔ یہ عم محترم کی شفقت تھی کہ ناچیز کو یہ شرف بخشا ورنہ ناموری سے قطع نظر ہمیشہ ان کی خدمت گزاری سے خاص کر علمی و تحقیقی معاملات میں بڑا ہی سکونِ قلبی حاصل ہوتا تھا۔ الٰہی! تو نے توفیق اور مہلت دی ہے اور ہم لوگ آپ کے منصوبوں میں کس طرح تعارف کے اہل ٹھہرے ہیں۔

بہر حال ''درود وسلام'' عم محترم کی بہت ہی کامیاب کاوش ہے۔ ہر ایک نے بڑے عقیدت و محبت سے اس کا مطالعہ کیا ہے اور اس بارے کئی ایک غلط فہمیاں دور ہوئی ہیں۔ کئی ایک مسائل سے آ گاہی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عم محترم کے حین حیات بھی اور پس مرگ بھی لوگ اس کو چھاپ چھاپ کر دنیا کما رہے ہیں۔ لیکن عم محترم کو ان شاءاللہ حسنات کا وافر حصہ بہم پہنچ رہا ہے۔

3- زندگی سیرت کے آئینے میں

قارئین ذی وقار! آپ کے ہاتھوں کی زینت یہ عم محترم کی حدیث نبوی سے عقیدت و محبت کا نذرانہ ہے۔ جس طرح عم محترم نے انتہائی پاکیزہ اور مثالی زندگی بسر کی، آپ کی دلی تمنا تھی کہ جملہ انسان ایسی ہی زندگی گزارتے دکھائی دیں۔ انسانی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہی مثالی نمونہ اور معیار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (33الاحزاب:21)

اس الٰہی درس سے فکری راہنمائی پا کر عم محترم نے احادیث صحیحہ کا ایک ایسا مجموعہ تیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ٹھانی کہ جس کی مدد سے مثالی، معیاری انسان بننے کا خواہاں مسلمان اپنی ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کو سنوار سکے۔ اہل علم سے بکثرت مشورہ اور جہد مسلسل کا یہ ثمرہ اب آپ کی نظر نواز ہے۔ اور اس کاوش کی کامیابی کا فیصلہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دلی سکون پانے پر عم محترم کو اپنی دعاؤں کا حصہ بنانے کی گزارش ہے تاکہ علم نافع کا اجر پس مرگ بھی ان کے لیے جاری وساری رہے۔ اس مسودہ کو آپ کے نظر نواز کرنے میں حکیم مدثر محمد خاں حفظہ اللہ کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہوگا۔ کمپوزنگ کی بار بار اصلاح کی غرض سے انتہائی باریک بینی سے دل جمعی سے پڑھا۔ اغلاط کی نشاندہی کی۔ احادیث وعناوین کو ترتیب نو بخشی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

4- قرآن پاک سے منتخب آیات مبارکہ کا اردو ترجمہ

مترجم: مولانا فتح محمد جالندھری (مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

انتخاب آیات: حافظ محمد سلیمان مرحوم ومغفور

نقل کنندہ: ڈاکٹر شاہد رندھاوا

یہ مجموعہ انتخاب عام سائز کے کاغذی دستہ کی ایکسرے بائنڈنگ میں 345 صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کے ٹائٹل سے سب کچھ عیاں ہے۔ صفحہ نمبر iii تا viii فہرست سور ہے۔ یہ فہرست نمبر شمار سورت، نام سورۃ اور اس صفحہ کے زیر عنوان مرتب کی گئی ہے۔ ترجمہ قرآن کی خاطر آیات کا انتخاب وترجیح کی سوچ وفکر تو عم محترم کے سینے ہی میں ساتھ ہی دفن ہوگئی۔ اس انتخاب میں بعض سورتوں کی کئی ایک آیات کا ترجمہ منقول ہے، اور بعض سورتوں میں سے دو، ایک اور بعض سے کوئی ایک آیت کا بھی انتخاب کر پائے۔ اب آغاز صفحہ میں سورہ کا نام ہے لیکن نیچے کسی آیت کا منتخب ترجمہ نہیں ہے۔ یہ انتخاب ان کے قرآن سے دلی لگاؤ کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں قرآن مجید سے محبت کی بدولت قرآن کی سفارش کا حق دار ٹھہرائے۔

5- انتخاب قرآن وحدیث (1-5 حصہ غیر مطبوعہ)

یہ انتخاب 518 صفحات اور پانچ الگ الگ اجزاء پر مشتمل ہے۔ مسودہ کی رنگ بائنڈنگ کر کے اس کو محفوظ کر لیا گیا ہے، تاہم صفحہ نمبر مسلسل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے وسیع تناظر میں اس انتخاب کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے ایک عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس سے متعلقہ آیت یا آیات مبارکہ اور پھر اس سے متعلقہ صحیح حدیث یا احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔آیات واحادیث کے عربی متون اور ان کے نیچے ترجمہ درج ہے۔عنوان قائم کرنے کی حد تک عم محترم اپنا فکری وعلمی حصہ ڈالتے ہیں بعد ازاں ان متعلقہ آیات وانتخاب کا حق ادا کرتے ہیں۔لیکن تشریح، حاشیہ آرائی یا فٹ نوٹ وغیرہ کہیں دکھائی نہیں دیتے۔عم محترم ایک فکر شخصی کا اکثر اظہار فرمایا کرتے تھے:عوام الناس کو براہ راست قرآن وحدیث سے جوڑنا ہی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے جملہ منتخب مجموعہ جات میں اپنی ذاتی سوچ، فکر اور علم وفضل کا کوئی دخل دکھائی نہیں دیتا۔ اللہ کرے عم محترم کی یہ فکر عام اور عوام الناس اس طور پر اپنی ایمانی وفکری اصلاح اور عملی و معاشرتی زندگی میں نکھار لاسکیں۔

6-زندگی کا منظرنامہ (شاعری کے دریچے سے)

انسان کے جذبات اور حسن جمالیات کا بھرپور اظہار شاعری کی بدولت ہو پاتا ہے۔اعلیٰ ذوق اعلیٰ درجے کی شاعری ہی سے تسکین قلب وجگر پاتا ہے۔عم محترم کا اس بارے میں ذوق کس قدر بلند وبالا تھا ان کا یہ حسن انتخاب اس کا بہترین آئینہ دار ہے، جس کا پس منظر اس کے نام سے عیاں ہے۔یہ انتخاب ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا۔ یہ مجموعہ کمپوزشدہ 58 صفحات پر مشتمل ہے۔ترتیب کے لحاظ سے یہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: 'ذکر جمیل' کے زیرعنوان ہے جوکہ حمد ونعت سے متعلق اشعار پر مشتمل ہے۔

دوسرا باب: 'انسان اور انسانی رشتے' کے نام سے ہے۔

تیسرا باب: 'اسلوب حیات' کے زیرعنوان ہے۔

چوتھا باب: 'حدیث دل' کے زیرعنوان دل کی دنیا کے بارے بہترین انتخاب ہے۔

اشعار کا یہ انتخاب نامور قدیم وجدید شعراء کے کلام سے ماخوذ ہے۔پڑھنے کی فرصت پانے پر ہی مرتب کے حسن انتخاب کی داد ممکن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

7-ذاتی ڈائریاں

محترم چچا جان نے بکثرت ڈائریاں لکھ لکھ کر چھوڑی ہیں۔آپ کی یہ ڈائریاں آمدن وخرچ کے بارے میں قطعاً نہیں۔تمام تر ڈائریوں میں پرحکمت اقوال، مذہب، سائنس ،سیاست اور سماج سے متعلق مفید معلومات ہیں۔کہیں کہیں طب سے متعلق مفید نسخہ جات بھی درج ہیں۔بلاشبہ ان ڈائریوں میں قیمتی اور علمی مواد محفوظ ہے۔ان ڈائریوں میں موجود مواد تو شاید چھپ نہ سکے مگر میں ان کی تادیر حفاظت بارے اللہ سے دعا گو ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے عالی دماغ ماموں

صلاح الدین ایوبی

میرے نانا جان، مولانا عطاء اللہ شہید کے بیٹوں میں حافظ محمد سلیمان کے ساتھ راقم الحروف کا رشتہ جذباتی سے بڑھ کر علمی وفکر سطح کا تھا۔ مجھے بچپن سے جوانی تک آٹھ دس برس کی عمر سے لے کر کالج پہنچنے تک ماموں سلیمان مرحوم کی وہ بحث وتکرار یاد ہے جو وہ امی جان اور مولانا محمد ایوب مرحوم کے ساتھ ٹھنڈے اور میٹھے انداز میں کیا کرتے تھے۔ پھر میں نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم. اے کے دوران (جب ماموں جان ایم. ایڈ کررہے تھے) ان کے دیرینہ دوست چودھری مظفر حسین سے ان کی سخت گاڑھی گفتگوئیں بھی کئی بار سنیں۔ عیاں ہے کہ حافظ سلیمان صاحب اپنی تمام تر شگفتہ مزاجی اور کھلے ذہن کے مالک ہونے کے باوجود اہل حدیث اور دوسری جانب چودھری مظفر حسین اقبال شیدائی ہونے کی وجہ سے مکمل صوفی تھے۔ یہ دونوں دوست اس فکری بعد کے باوصف بھی ہمیشہ شیر وشکر ہی دکھائی دیے۔

میرے بعض تفردات سن کر ایک روز فرمانے لگے: ''صلاح الدین! جو کچھ تم سوچ رہے ہو، اگر اسے لکھ کر عام نہ کیا تو عنداللہ جواب دہ ہوگے۔'' شاید یہی چیز میرے لکھاری بننے کی وجہ بنی۔ 1999ء میں راقم نے اپنی پہلی کتاب ''قرآن حکیم اور انسان'' کا مسودہ ماموں جان کو پیش کیا۔ آپ نے مختصر الفاظ میں جامع تبصرہ لکھ بھیجا: ''تمہیدی کلمات، قرآن، فلسفہ اور روایات بہت خوب ہیں۔ قرآن حکیم اور سنت متواترہ کی کسوٹی پر روایات کی چھان پھٹک کی ضرورت پر بہت زور دیا گیا۔ ایوبی صاحب کے الفاظ اس باب میں قول فیصل ہیں۔'' ایک مبتدی کے لیے اس کی پہلی کاوش پر ایسا تبصرہ مہمیز کا کام کر گیا۔ انہی دنوں میرا ایک مضمون روزنامہ نوائے وقت میں چھپا جس میں بعض اصطلاحات کے معنی واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مثلاً امت، ملت، خلافت وغیرہ۔ ماموں جان نے پڑھ کر فرمایا کہ اس طرح بنیادی concept واضح کرنے چاہئیں۔

ماموں جان چھوٹوں اور بڑوں کو بھی چھیڑ کر ان کی چٹکیاں لے کر خوب محظوظ ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ نہایت خوش طبع بلکہ بذلہ سنج تھے۔ دوست داری میں طاق، سیر وتفریح کے شوقین تھے۔ ہمارے اردگرد کیا ہورہا ہے اس کو جاننے کی کوشش میں لگے رہتے۔ ایک بار ہمارے ہاں کراچی تشریف لائے۔ روزانہ ہی گھر سے نکل جاتے اور شام پڑے واپس آتے۔ پوچھا: کہاں سے ہوکر آئے ہیں؟ کہنے لگے: جس روٹ کی بس مل جائے اس کے آخری سٹاپ تک ہوکر آتا ہوں۔ میری والدہ محترمہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب مجھ سے یونیورسٹی ہاسٹل کا کمرہ واپس لے لیا گیا تو چند روز ماموں جان کے کمرے میں ہی گزارے۔ انھیں ہمہ وقت مطالعہ میں مصروف پایا۔ اور جب کبھی کینٹین میں انھیں پایا تو دوستوں کے حلقے میں اس طرح خوش گپیوں میں مصروف پایا گویا ان کا علم وفضل سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ ہمارے ماموں حافظ محمد سلیمان جیسے روشن خیال تاہم دین حق پر قائم، عالم وفاضل اکابر اب کہاں؟ اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابا جی مرحوم

زاہد اشفاق احمد

میرے نزدیک دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سرفہرست اولاد کا والدین کے بارے میں اظہار خیال کرنا ہے۔ اور آج میں: زاہد اشفاق احمد، اپنے ابا جی مرحوم (حافظ محمد سلیمان) کے بارے میں اظہار خیال کرنے کا یہی مشکل کام کرنے جا رہا ہوں۔

ابا جی مرحوم ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں "دین" کو ہمیشہ "دنیا" پر ترجیح دی گئی۔ بتانے والے بتاتے ہیں کہ میرے پردادا مرحوم حلال وحرام کے بارے میں اتنے حساس تھے کہ جب وہ گھر سے اپنے پالتو جانوروں کو لے کر کھیتوں کی طرف جاتے تو جانوروں کے منہ پر "چھکو" چڑھا لیتے تا کہ جانور کسی اور کے کھیت کی فصل چر نہ سکیں۔ دادا جان مرحوم تو کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ دینی علوم کے اتنے دل دادہ ہوئے کہ جلد ہی وہ متحدہ ہندوستان میں بطور "اہل حدیث عالم دین" اپنی ایک علیحدہ شناخت اور حیثیت کے حامل بن گئے۔

میرے ابا جی مرحوم "حافظ قرآن" ہونے کے ساتھ ساتھ بطور ماہر تعلیم بھی ایک مسلمہ حیثیت کے حامل تھے۔ فیصل آباد ڈویژن سے تعلق رکھنے والے دینی حلقے اور محکمہ تعلیم سے وابستہ لوگ ابا جی مرحوم کی دینی اور تعلیمی حیثیت سے بخوبی واقف ہیں۔ ادبی ذوق رکھنے والے حلقوں میں ابا جی مرحوم اپنے اعلیٰ شعری ذوق اردو ادب کی تقریباً تمام اور عالمی ادب کی نمایاں ترین تصنیفات سے استفادہ کرنے والی ہستی کے طور پر بھی خاصے جانے پہچانے جاتے تھے۔ فیصل آباد کی تقریباً ہر ادبی نشست میں ان کی شرکت کو خصوصی پذیرائی ملتی تھی۔

ہر مرد گھر کی ضروریات پوری کرنے اور گھر کو in order رکھنے کے لیے مالی اور انتظامی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ میں اولاد ہونے کے ناطے اس بات کی گواہی دے سکتا ہوں کہ گھر کی ہر جائز ضرورت حلال آمدنی سے بطور احسن پوری کرنے والے میرے ابا جی مرحوم نے ہمیں ہمیشہ اپنی اقدار سے جڑے رہنے کا سبق نہایت دلنشین اور غیر محسوس طریقے پر ازبر کروا دیا تھا۔ انتظامی طور پر ہر معاملے میں بالواسطہ اثر انداز ہونے کی بجائے ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریقہ اختیار کرتے کہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا اور "ڈکٹیٹر" کا تصور بھی گھر کے کسی فرد کے ذہن میں نہ ابھرتا۔

ابا جی مرحوم کے چند ایک قیمتی اور آزمودہ مشوروں نے مجھے میری زندگی میں بہت آسودہ رکھا۔ مثلاً جب میں اپنی تعلیم مکمل کر کے سرکاری ملازمت میں آیا تو ان اولین دنوں میں ابا جی مرحوم نے مجھے ایک بار سمجھایا کہ" کام تو تم اپنے رتبے اور حیثیت کے مطابق کرتے ہی رہو گے مگر ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ کبھی اپنے سینئرز (seniors) کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہ (lose talk) نہ کرنا کیونکہ یہ وہ عادت ہے جو کسی بھی حالت میں کبھی بھی، کہیں بھی قابل قبول نہیں ہوتی۔

میں نے اپنے چھتیس سالہ سرکاری دور ملازمت میں ابا جی مرحوم کے اس فرمان سے کبھی روگردانی نہیں کی اور شاید اسی وجہ سے ہمیشہ ایک قابل اعتماد ساتھی (colleague) کے طور پر جانا پہچانا گیا۔

میری ازدواجی زندگی کو ہمیشہ خوشگوار بنائے رکھنے والی ابا جی مرحوم کی وہ نصیحت تھی جو انھوں نے میری شادی کے اولین دنوں میں مجھے کی۔ فرمانے لگے: "جولڑکی آج بیوی کی حیثیت سے تمھارے گھر آئی ہے اس کی عزت وتوقیر میں کمی نہ آنے دینا اور اس کی ہر بات، ہر کام میں ٹوکا ٹاکی نہ کرنا۔" میں سمجھتا ہوں کہ اگر مجھے یہ نصیحت نہ کی جاتی تو شاید میری ازدواجی زندگی اتنی خوش گوار نہ ہوتی۔

ایک ایسی ہی نصیحت یہ تھی کہ جب میں اللہ کے کرم سے صاحب اولاد ہوا اور میرے بچے محلے میں کھیلنے کودنے اور سکول جانے کے قابل ہوئے تو ایک دن ابا جی مرحوم نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر سمجھایا کہ "بچوں پر نظر رکھنا تو بطور باپ تمھاری ذمہ داری ہے ہی لیکن یاد رکھنا کہ بے جا روک ٹوک کبھی نہ کرنا اور بچوں کو ان کی زندگی کا ہر دور جائز طریقے سے انجوائے کرنے دینا۔ ابا جی مرحوم کی اس نصیحت پر عمل کرنے کا صلہ آج اللہ نے مجھے اس شکل میں دیا ہے کہ ماشاء اللہ آج میرے تینوں بیٹے فرماں بردار ہونے کے ساتھ ساتھ گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے میں پوری طرح میرے مدد ومعاون ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

1986ء میں جامع مسجد محمدی اہل حدیث نثار کالونی فیصل آباد میں حضرت مولانا حکیم ثناء اللہ ثاقب صاحب خطیب مقرر ہوئے۔ ان دنوں ایک صاحب کو میں نے محمدی مسجد میں دیکھا جو خطیب کے سامنے چوتھی صف میں داہنے جانب دیوار کے ساتھ بیٹھتے تھے اور نہایت توجہ، انہماک اور دل جمعی سے خطبہ جمعہ سماعت فرماتے۔ اس دور میں ان کو فیصل آباد میں انعقاد پذیر اہل حدیث کے بعض تبلیغی پروگراموں میں بھی بطور سامع مجمع میں موجود پایا۔ 1998ء میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب اور ڈاکٹر ساجد اسد اللہ صاحب سے میرے دوستانہ مراسم قائم تھے۔ انھی کے توسط سے ان صاحب سے میرا تعارف اور پھر دوستی ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ حافظ سلیمان ایم. ایڈ ہیں۔ آپ مولانا عطاء اللہ شہید بھینی سدھواں ضلع امرتسر کے صاحب زادے مولانا داؤد سمندری والوں کے برادر صغیر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ کے سگے چچا اور بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہ، کے ہم درس ہیں۔ حافظ صاحب سے میرا دوستانہ تعلقات کا دورانیہ دس برسوں پر محیط ہے۔ اس عرصہ میں میں نے ان کو بڑے قریب سے دیکھا۔ وہ بڑے متواضع، ملن سار، خوش اخلاق، نیک اطوار، خوددار اور صاحب علم انسان تھے۔ انھوں نے نیکی اور پارسائی کے ماحول میں تعلیم وتربیت پائی تھی۔ ان کے والد مولانا عطاء اللہ شہید اپنے دور کے عظیم الرتبت عالم دین تھے۔ ان کی تعلیم وتربیت کے اثرات حافظ کے قلب و ذہن پر نقش تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے متحدہ ہندوستان کے زمانے میں مولانا عطاء اللہ شہید کی شخصیت مرجع خلائق تھی۔ وہ سادی وضع کے درویش منش آدمی تھے۔ انھوں نے بھینی سدھواں، بٹالہ اور اس کے گردونواح میں توحید وسنت کے ساتھ اور غیر شرعی رسوم ورواج کے خلاف بے پناہ کام کیا۔

بھینی سدھواں ضلع امرتسر میں انھوں نے ایک دینی مدرسہ بھی قائم کر رکھا تھا۔ اس مدرسہ میں وہ خود قرآن وحدیث، تفسیر قرآن اور دیگر علوم وفنون اسلامی کی کتب کی تدریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے۔ ان کے تلامذہ میں بہت بڑے بڑے نامی گرامی لوگ ہیں۔ مولانا عبدالعزیز سعیدی، مولانا اسماعیل ذبیح، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا عبدالعظیم انصاری، مولانا ہدایت اللہ بٹالوی، حافظ عبدالحق صدیقی، حکیم عبدالرحیم اشرف، حافظ محمد یوسف کمیر پوری، اور مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمہم اللہ کا شماران کے نامور شاگردوں میں ہوتا ہے۔

مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ ہر سال بھینی سدھواں میں سالانہ جلسہ کروایا کرتے تھے۔ اس میں جماعت اہل حدیث کے تمام بڑے بڑے علماء شریک ہوتے۔ ان کی شخصیت اس قدر محترم تھے کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا عبدالستار دہلوی، مولانا عبداللہ روپڑی، مولانا محمد جوناگڑھی، مولانا اسماعیل غزنوی رحمہم اللہ اور دیگر بہت سے علما آپس کے بعض تنظیمی اور علمی اختلافات کے باوجود ان کی دعوت پر ان کے ہاں سالانہ جلسے میں تشریف لاتے اور لوگوں کو اپنے مواعظ عالیہ سے مستفید فرماتے۔

مولانا عطاء اللہ شہید امرت سر کے نواحی گاؤں رام دیوالی میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم مدرسہ غزنویہ امرتسر اور حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے حاصل کی اور آخر میں جامعہ محمدیہ لکھو کے میں مولانا عطاء اللہ لکھوی مرحوم سے کتب حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ 1920ء میں انھوں نے بھینی سدھواں میں درس وتدریس شروع کی۔ 1937ء میں اپنے آبائی گاؤں واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ بٹالہ میں مصروف تدریس رہے۔ انھوں نے بھرپور زندگی گزار کر 14 اگست 1947 کو تقسیم ملک کے وقت جام شہادت نوش کیا۔

ہمارے ممدوح حضرت حافظ سلیمان رحمہ اللہ اسی نیک طینت عالم کے فرزند گرامی تھے۔ آپ یکم دسمبر 1928ء کو بھینی سدھواں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ہوش سنبھالا تو انھیں مقامی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ حافظ صاحب تیسری جماعت میں پڑھتے تھے کہ ماسٹر صاحب کی مار سے دل برداشتہ ہو گئے اور سکول کی تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ ان کے والد محترم نے ان حالات میں انھیں اپنے مدرسہ میں داخل کر لیا۔ حافظ صاحب نے دینی تعلیم شروع کی تو ان کے علمی جوہر کھل کر ظاہر ہوئے۔ ان کا اندازہ اس سے کیجیے کہ فقط 13 سال کی عمر میں انھوں نے صحاح ستہ اور درس نظامی کی کتب پڑھ لی تھیں۔ اور اپنے ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمروں سے بازی لے گئے تھے۔

حافظ سلیمان صاحب نے 1941ء میں قادیان سنٹر سے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور اس میں کامیاب رہے۔ بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری ان دنوں دولن مل دھاریوال میں خطیب تھے۔ وہ مولانا عطاء اللہ شہید کے چہیتے شاگرد اور حافظ صاحب کے ہم درس اور دوست تھے۔ میرے دوستانہ مراسم ان سے بھی ہیں۔ ان کے صاحب زادہ گرامی قدر مؤرخ اہل حدیث ڈاکٹر بہاؤالدین سلفی صاحب سے بھی ہیں اور ان کے پوتے عزیزم محمد سہیل اظہر سے بھی دوستی ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب فیصل آباد تشریف لائیں تو ان سے ملاقات ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے باباجی کا فیصل آباد میں ورودِ مسعود ہوا تو رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار راقم کے ہاں ان کی تشریف آوری ہوئی۔ اثنائے گفتگو حافظ صاحب کا ذکر خیر ہوا تو بابا جی عبداللہ صاحب پون صدی پہلے کی یادیں بیان کرتے ہوئے کہنے لگے حافظ سلیمان صاحب بڑے ذہین و فطین اور ہونہار طالب علم تھے۔ میں جب ان کو مولوی فاضل کے امتحان کے لیے قادیان سنٹر لے کر گیا تو ان کی نوعمری کے باعث سنٹر کا سپرنٹنڈنٹ اور دیگر عملہ کے لوگ حیران تھے کہ اتنی چھوٹی عمر کا بچہ کیسے مولوی فاضل کا امتحان دے گا؟ میں نے ان کو یقین دلایا تو انھوں نے حافظ صاحب کو امتحان میں بٹھالیا۔

پھر جب پرچہ شروع ہوا تو حافظ سلیمان نے منٹوں میں پرچے کے تمام سوال حل کر کے دے دیے۔ ان کی علمی استعداد سے وہ لوگ ششدر رہ گئے کہ اتنی چھوٹی عمر کا بچہ اس قدر ذہین اور صاحب علم ہے!! پھر مولانا عبداللہ گورداس پوری حفظہ اللہ گویا ہوئے: میں نے اپنے استاد گرامی کے اس فرزند ارجمند کی علمی لیاقت اور ذہانت سے متاثر ہو کر اپنے بڑے بیٹے کا نام محمد سلیمان رکھا جس نے آگے چل کر ڈاکٹر بہاؤالدین سلفی کے قلمی نام سے شہرت پائی۔ اس نے تحریک ختم نبوت اور تاریخ اہل حدیث پر کئی کئی جلدوں پر محیط کتابیں لکھ کر مسلک اہل حدیث کی بڑی خدمت کی ہے۔

1942ء میں حافظ صاحب کے ماموں جان انھیں لاہور لے آئے اور سکول کی

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں جماعت میں داخل کروادیا۔ یہاں حافظ صاحب کا دل نہ لگا۔ تو پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس چلے گئے اور بٹالہ ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ وہاں انھوں نے وظیفے کے امتحان میں 498 نمبر میں لے کر پورے پنجاب میں ٹاپ کیا۔ اس دور کا پنجاب بہت بڑا تھا، جس کی حدیں دہلی سے شروع ہو کر بلوچستان اور سندھ کو چھوتی تھیں۔ حافظ صاحب کا امتحانی نمبر 41-Z-5795 تھا۔ بٹالہ کے اس ہائی سکول کے بورڈ پر سرفہرست حافظ صاحب کا نام ''محمد سلیمان'' لکھا ہوا تھا۔ حفظ قرآن کی سعادت حافظ نے بٹالہ کے حافظ محمد احمد سے حاصل کی۔ وہ اپنے گھر میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور باقاعدہ ٹیوشن فیس وصول کرتے تھے۔ حافظ صاحب کے بیان کے مطابق سن تو یاد نہیں البتہ انھوں نے 5 شوال کو قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا تھا اور 15 شعبان سے پہلے پہلے پورا قرآن یاد کر لیا تھا۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد انھوں نے اپنے گاؤں بھینی سدھواں میں، جہاں ان کے والد مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب اقامت پذیر تھے، مسجد اہل حدیث میں نماز فجر میں ترتیب کے ساتھ پورا قرآن سنایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھینی سدھواں کے لوگ فیصل آباد کے محلے مدن پورہ میں سکونت پذیر ہوئے اور انھوں نے یہاں آتے ہی مسجد اہل حدیث قائم کی۔ پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ سایہ فگن ہوا تو انھوں نے حافظ صاحب کی خدمت میں گزارش کی اور حافظ صاحب نے نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا۔ حافظ صاحب قرآن مجید خوش الحانی سے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھتے تھے اور صحت الفاظ کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔

حافظ صاحب تقسیم ملک سے پہلے کچھ عرصہ بٹالہ میں بریلوی مکتب فکر کے ایک مدرسہ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم مولانا سلطان قادری صاحب تھے، جو حافظ صاحب کی علمی قابلیت سے بہت متاثر تھے۔ ایک بار وہ حافظ صاحب کو اپنے گھر لے گئے اور گھر والوں کو بتایا کہ یہ بچہ بڑا لائق اور ذہین اور عالم فاضل ہے۔ خواتین یہ سن کر بہت متاثر ہوئیں اور انھوں نے انواع واقسام کے کھانوں سے حافظ صاحب کی مہمان نوازی کی۔ اسی مدرسے میں ایک بار مہتمم صاحب کو ان کے غیر مسلکی طلبا سے کوئی شکایت ہوئی تو ایک صاحب سے کہا کہ اگر آپ ان لڑکوں کی کسی بات پر معترض ہیں تو پھر ان کو داخلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں دیا، اس پر وہ گویا ہوئے کہ ... جامعہ از ہر میں کوئی شافعی فقہ پڑھاتا ہے تو کوئی حنبلی اور کوئی مالکی حتی کہ بعض علوم عیسائی استاد بھی پڑھاتے ہیں۔ ہم تو یہاں علوم پڑھاتے ہیں کوئی ہماری فکر سے متفق ہو تو ہم اس سے دست بستہ معذرت کر لیتے ہیں۔ اس سے الجھتے نہیں۔

حافظ صاحب 19,18 سال کی عمر کو پہنچے تو دینی ودنیوی علوم سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ان کا تعلیمی اور علمی سفر جاری تھا کہ اگست 1947ء میں ملک کی تقسیم ہوگئی۔اس موقع پر پورا ہندوستان فسادات کی لپیٹ میں آ گیا، بالخصوص پنجاب کے بعض اضلاع امرتسر وغیرہ میں بڑی خون ریزی ہوئی، ہزاروں، لاکھوں مسلمان لٹ گئے۔انھیں سکھوں نے بڑی بے دردی سے قتل کیا، دینی مدارس اجڑ گئے۔ مساجد ویران ہوگئیں۔ان فسادات کی لپٹ میں امرتسر کا گاؤں بھینی سدھواں بھی آ گیا۔ حافظ کے والد مکرم پاکستان کے لیے قافلے کے ہمراہ گاؤں سے نکلے ہی تھے کہ انھیں راستے میں روک کر سکھوں نے شہید کر دیا۔ حافظ صاحب اپنے بھائیوں اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ کسی طرح پاکستان پہنچ گئے اور چک نمبر 463 سمندری ضلع فیصل آباد میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں آ کر جب حالات سازگار ہوئے تو حافظ صاحب محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے اور بطور سکول ٹیچر پرائمری سکول میں انھوں نے ملازمت شروع کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے مزید تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ پہلے انھوں نے ایف. ایس سی کی، پھر بی. اے کا امتحان پاس کیا اور آخر میں ایم ایڈ کی ڈگری حاصل کی۔ پرائمری سکول کی معلمی سے ترقی کرتے ہوئے گورنمنٹ کالج فار ایلی منٹری ٹیچرز فیصل آباد میں وائس پرنسپل مقرر کیے گئے اور اسی کالج سے 1988ء میں ریٹائر ہوئے۔ دوران سروس محکمہ تعلیم کے ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ بڑے محنتی تھے۔ انھوں نے تعلیمی میدان میں بڑے نیک نام افسر کی حیثیت سے شہرت پائی۔

حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ مطالعہ کثرت سے کرتے تھے۔ حدیث رسول اور اس کے متعلقات سے پوری طرح آگاہ تھے۔ان کی تحقیق کی چھلنی بڑی باریک تھی۔ جب تک ہر طرح تسلی نہ کر لیتے کوئی چیز درج نہ کرتے۔ حافظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب بڑے باذوق اور صاحب علم تھے۔ ان کے بہت سے مضامین اہل حدیث لاہور، صحیفہ اہل حدیث کراچی، صدائے ہوش لاہور، اور ماہنامہ ترجمان الحدیث فیصل آباد میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ تصنیف وتالیف سے بھی انھیں بڑی دلچسپی تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ تیز کر دیا تھا اور انھوں نے تین کتب تصنیف کیں۔ ''توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری'' اس کتاب میں بڑی عمدگی سے انھوں نے مسئلہ توحید کی وضاحت کی ہے، اور شرک کی تباہ کاریوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کتاب اپنے مندرجات کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔

''سیرت النبی صحیح احادیث کی روشنی میں'' اس کتاب میں حافظ صاحب نے نبی علیہ السلام کی سیرت کے بعض گوشے خوب صورتی سے اجاگر کیے ہیں۔ اپنے مشتملات کے اعتبار سے یہ قابل قدر کتاب ہے، جو ابھی تک غیر مطبوع ہے۔

حافظ صاحب اپنے حسن اخلاق، مہمان نوازی، تواضع، حلم، بردباری اور علم دوستی کے باعث اونچے مقام پر فائز تھے۔ وہ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی کے ماہر تھے۔ ان کا حلقہ احباب ہر طرح کے مذہبی، سیاسی اور علمی لوگوں پر مشتمل تھا۔ مولانا عبداللہ گورداس پوری، مولانا اسحاق چیمہ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا مجاہد الحسینی اور مفتی اسحاق سے ان کا بڑا دوستانہ تعلق تھا۔

علم کے وہ حد درجہ تک قدر دان تھے اور اہل علم سے ہمیشہ دوستانہ مراسم قائم رکھتے۔ وہ پرانی وضع کے اور پرانے دور کے آدمی تھے۔ نہایت مرنجاں مرنج اور باغ وبہار طبیعت تھی۔ خشک وعبوس بالکل نہ تھے۔ وہ دھیمے لہجے میں بڑی پیاری گفتگو کرتے تھے۔ راقم نے اپنی شادی پر بہت سے دوستوں کو ولیمے پر بلایا تھا لیکن کسی وجہ سے حافظ صاحب کو دعوت نہ دے سکا، حالانکہ ان سے میرا قریبی دوستانہ تعلق تھا۔ حافظ صاحب سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے محبت بھرا شکوہ کیا، ساتھ ہی کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں مجھے عقیقہ پر یاد رکھیے گا۔

حافظ صاحب شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے علم وفضل اور اخلاق وکردار کے بہت سے واقعات سنایا کرتے تھے۔ ایک واقعہ انھوں نے یہ سنایا کہ ایک بار مولانا ثناء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ امرتسری مرحوم بٹالہ تشریف لائے ، ان کا قیام رات کو ہمارے ہاں تھا۔ صبح بٹالہ کی عدالت میں کسی کیس کے سلسلے میں ان کی پیشی تھی۔ صبح ہی والد صاحب مولانا صاحب کے ہمراہ عدالت چلے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ وہاں پہنچے تو ابھی کچھ دیر باقی تھی۔ مولانا کے لیے عدالت سے باہر ایک درخت کے نیچے میز اور کرسی رکھ دی گئی اور آپ اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ مولانا والد صاحب سے فرمانے لگے: مولانا میرے لیے دودھ اور باقر خانی منگوائیں، ناشتہ کرنا ہے۔ کینٹین سے ان کے لیے دودھ اور باقر خانی منگوائی گئی۔ مولانا صاحب نے جتنا جی چاہا کھایا، اس کے بعد ادھر ادھر دیکھا اور مجھے آواز دی۔ سلیمان یہ کھاؤ۔ حافظ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ مولانا صاحب کی بچوں پر شفقت تھی۔ یہ واقعہ سنا کر وہ بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں نے مولانا ثناءاللہ کی جھوٹی کھائی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب بڑے نیک انسان تھے۔ خیر و بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ رمضان المبارک میں اپنے گھر دوست واحباب اور اہل علم کو مدعو کر کے افطار پارٹیوں کا اہتمام کرتے تھے۔

چند سال پہلے نماز عصر پڑھ کر اٹھنے لگے تو گر پڑے۔ اس سے ان کی ٹانگ فریکچر ہوگئی۔ کئی ماہ بستر پر رہے۔ شوگر کے مریض تھے۔ اب باہر نکلنا مشکل ہوگیا تھا۔ دو سال پہلے رمضان المبارک میں مولانا عبداللہ صاحب گورداس پوری فیصل آباد تشریف لائے تو ان کے ہمراہ میں حافظ صاحب کو ملا، وہ خاصے کمزور ہو چکے تھے اور پہلے والی بات ختم ہوگئی تھی۔ آخر طویل علالت کے بعد 29 اگست 2008ء کو حافظ صاحب نے سمن آباد فیصل آباد میں وفات پائی۔ اسی رات نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اگلے روز چک نمبر 463 سمندری میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ حافظ صاحب کے دو بیٹے: شاہد صاحب اور طاہر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہیں، اور ایک صاحب زادہ ایوب ریسرچ میں آفیسر ہے۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بااصول آدمی

ڈاکٹر عبدالسمیع (قرآن اکیڈمی، تنظیم اسلامی فیصل آباد)

حافظ محمد سلیمان ایک غیر معمولی شخصیت تھے۔ آپ حفظ اور علم دین کی تحصیل کے بعد دنیاوی تعلیم کی طرف آئے اور انجینئرنگ کالج میں داخل ہوئے، لیکن رشوت اور کمیشن جیسے معاملات کے پیش نظر انجینئرنگ کو خیرباد کہہ دیا۔ بی۔اے، بی۔ایڈ کے بعد سینئر انگلش ٹیچر کی حیثیت سے سرکاری ملازمت اختیار کی۔ بعدازاں پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایڈ کی ڈگری حاصل کی اور قناعت کے ساتھ ایلیمنٹری ٹیچر ٹریننگ کالج فیصل آباد سے بطور سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ ریٹائر ہوئے۔ موصوف میرے چچا (محمد شریف) اور پھر دو مرتبہ والد محترم (چودھری محمد صدیق) کے رفیق کار رہے۔ پانچویں جماعت کے وظیفے کے امتحان کی تیاری میں راقم نے بھی ان سے استفادہ کیا۔ موصوف انتہائی ذہین اور وضع دار دانش ور تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد شاید ہی کوئی دن ہوگا جب وہ پیدل لائبریری نہ گئے ہوں۔ زیرنظر کتاب ان کے وسیع مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ

اہل علم اور اصحاب دانش کی نظر میں

ترتیب: حکیم مدثر محمد خاں

ممتاز ماہر تعلیم، استاذ الاساتذہ، مولانا حافظ محمد سلیمان بن مولانا عطاء اللہ شہید رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے عہد کی عبقری شخصیت تھے۔ ان کی شرافت، دیانت، علم، حسن اخلاق، وضع داری، اعتدال پسندی اور ان کی تحریری وتدریسی خدمات اور اوصاف کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں ان کے عہد کے چند اہل علم اور اصحاب دانش کی گواہیاں یہاں درج کی جارہی ہیں تاکہ ہمیں ان کی شخصیت کی علمیت کے مختلف پہلوؤں سے واقفیت حاصل ہو سکے۔

1۔ مورخ العصر مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ حضرت مولانا عطاء اللہ شہید رحمہ اللہ کے تذکرے کے ضمن میں حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ کے بارے میں رقم طراز ہیں جب کہ وہ حیات تھے:

حافظ محمد سلیمان: یہ دوسرے بیٹے ہیں جو 1928ء کو بھینی سدھواں میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت ان کی عمر انیس برس تھی۔ ظاہر ہے کہ ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم اور بھینی سدھواں کے پرائمری سکول کے معلموں سے حاصل کی ہوگی۔ پاکستان آنے کے بعد 1948ء میں انھوں نے ایک پرائمری سکول کے معلم کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا، حافظ قرآن تھے، علوم دینیہ کی تکمیل تحصیل کی تھی اور پھر ایف۔ ایس سی کیا۔ اس کے بعد بی۔ اے اور پھر ایم۔ ایڈ تک پہنچے۔ پرائمری سکول کی معلمی سے یہاں تک ترقی کی کہ فیصل آباد کے گورنمنٹ کالج فار ایلمنٹری ٹیچرز میں وائس پرنسپل مقرر کیے گئے اور اسی کالج سے 1988ء میں ریٹائر ہوئے۔ سروس کے دوران محکمہ تعلیم کے لیے ذمہ دارانہ عہدوں پر فائز رہے۔ نہایت محنتی استاد اور نیک نام افسر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے شہرت پائی۔

ان کے دو بیٹے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہیں اور ایک ایگری کلچر ریسرچ آفیسر ہیں۔ ماشاء اللہ کئی پوتے پوتیاں ہیں، جن کے ساتھ رندھاوا ہاؤس 56۔سی، سمن آباد، فیصل آباد میں اقامت گزیں ہیں اور اپنی جگہ نہایت خوش وخرم۔!''عربی، اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ مطالعہ وسیع ہے اور مختلف موضوعات کی کتابیں اور رسائل و جرائد پڑھتے رہتے ہیں۔ حلقہ احباب ہر ذوق کے حضرات پر مشتمل ہے، جن کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔'' (کاروان سلف، ص86)

ایک دوسرے مقام پر مولانا عطاء اللہ شہید کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''1938ء میں وہ بٹالہ سے اپنے بیٹے حافظ محمد سلیمان کے ساتھ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے دارالسلام پٹھان کوٹ گئے۔ مولانا مودودی نے ان کو اپنی تازہ تصنیف ''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' کے حصہ اول کے چالیس نسخے ان کے مدرسے کے لیے بطور ہدیہ دیے۔

بٹالہ کے دوران قیام میں اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے چک 10/38 آر کیپٹل فارم نزد جہانیاں منڈی (ضلع خانیوال) گئے اور وہاں سے گھر میں خط بھجوا دیا کہ میں حج بیت اللہ کے لیے جا رہا ہوں۔ حج کے موقع پر مولانا اسماعیل غزنوی سے ملاقات ہوئی جو ان کے دوست تھے۔ انھوں نے ان کو سلطان عبدالعزیز (ابن سعود) سے ملاقات کرائی۔ سلطان نے ان کو تحفے کے طور پر جبہ عطا کیا۔ بعد میں اس جبے کا کوٹ ان کے بیٹے حافظ محمد سلیمان نے بنوایا جو طویل عرصے تک ان کے استعمال میں رہا۔ (کاروان سلف، ص70)

مولانا اسحاق بھٹی حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''دوردوسلام'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تقسیم ملک سے قبل ضلع امرتسر کے ایک ممتاز عالم دین حضرت مولانا عطاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ شہید کی خدمات علمی کا بڑا شہرہ تھا۔ انھوں نے اگست 1947ء میں مرتبہ شہادت پایا۔ حافظ محمد سلیمان اسی فاضل شخصیت کے لائق فرزند ہیں؛ جن کو اللہ تعالیٰ نے قدیم وجدید علوم سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ ''درود وسلام'' ان کی نہایت قابل قدر تصنیف ہے۔

فاضل مصنف نے آسان پیرایہ بیان میں مسئلے کی تفصیل سے لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ ہر شخص کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ مصنف کا یہ بہت بڑا عمل خیر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دنیوی زندگی میں برکت فرمائے اور آخرت میں یہ عمل ان کے لیے نجات کا ذریعہ بنے۔'' (درود وسلام، ص:78)

2- نامور عالم اور محقق مولانا مفتی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی فرضیت، تاکید اور فضائل کے آغاز میں اپنے ''تعارفی اور توصیفی کلمات'' کے صفحہ 9 پر لکھتے ہیں:

'' حافظ محمد سلیمان حفظہ اللہ راقم سطور ھٰذا کے خطبہ جمعہ میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد سوال و جواب کی جو مجلس ہوتی ہے؛ اس میں بھی بھرپور شرکت کرتے ہیں اس دوران میرے، ایک خطبہ جمعہ پر مبنی نہایت ہی مقبول کتاب ''وحدتِ امت'' کی اشاعت کی ابتدائی کوششوں میں ان کا حصہ قابل ذکر ہے۔ فجزاہ اللہ عنا و عن سائر المومنین۔!

ان کی ایک بات مجھے بہت پسند ہے کہ انھوں نے اپنے طالب علمانہ ذوق و شوق کو اس عمر میں بھی برقرار رکھا ہے۔ مطالعہ کتب میں وہ اپنی ترجیحات کے مطابق اہداف برقرار رکھتے ہیں۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک اور احادیث مبارکہ اس ضمن میں سرفہرست ہیں۔

3- پروفیسر ڈاکٹر آغا سلیم اختر رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر آغا سلیم اختر کا اسم گرامی علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، وہ جامعہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایم ۔ فل عربی اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے پی ایچ ۔ ڈی عربی تھے۔ ان کی عربی زبان وادب سے محبت اور اس کی خدمت بے مثال ہے۔ انھوں نے حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''درود وسلام'' کی دو اشاعتوں پر مقدمے لکھے، طبع اول کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''موصوف (حافظ محمد سلیمان) پر اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے اور بارہ برس کی عمر تک پہنچنے سے قبل دورۂ حدیث اور حفظِ قرآن کی تکمیل کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ حافظ صاحب تجربہ کار ماہر تعلیم، شعر وادب کے دلدادہ، علم وتحقیق کے چاہنے والے اور جناب رسولؐ سے والہانہ عشق رکھنے والے بزرگ ہیں عشق چاہے دیوانگی کی حد تک بڑھ جائے لیکن ہوش کا دامن ہاتھ سے چھٹنے نہیں دیتے۔ حدیث کے باب میں، میں نے انھیں بہت محتاط پایا ہے۔ انھوں نے اس رسالہ میں وہی روایات نقل کی ہیں جن کی صحت میں کوئی شبہ نہ تھا۔'' (درود وسلام، ص:13)

اس کتاب کی طبع دوم کے مقدمے میں انھوں نے حافظ صاحب کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا، لکھتے ہیں:

''اور جہاں تک اخلاص فی العمل کا تعلق ہے تو اس رسالہ نافعہ کے مرتب جناب حافظ محمد سلیمان صاحب، اطال اللہ بقاءہ و بارك فيه و في علمه عالم خدا رسا، فاضل باصفا، قدیمی ماہر تعلیم اور تدریسی میدان کے شہسوار ہیں۔ انھیں ایک ایک حدیث کو اکٹھا کرتے، اس کی صحت وثقاہت کے بارے میں معلومات لیتے، اردو میں اس کے معانی لینے میں جان کھپاتے تو دیکھا ہی تھا، پھر جس ذوق ولگن سے اس کی طباعت واشاعت کے مختلف مراحل سے گزر کر اس رسالہ کی ایک ایک کاپی لیے قارئین کے ہاتھوں تک پہنچاتے وقت نظروں میں ایک التجا سمیٹے دیکھا جو چھپائے نہیں چھپتی تھی: ''اگر وقت بہم ہو جائے تو ضرور پڑھ لیجیے گا۔'' اور جب دل کو پھر بھی اطمینان حاصل نہ ہو پاتا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہاتھ میں یہ رسالہ تھماتے تو دوسرے ہاتھ کو اپنے دست ریشمی سے ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے فرماتے: ''اس میں کوئی کمی بیشی ہو تو ضرور بتایئے گا۔ اپنے قیمتی مشورہ سے مطلع فرمایئے گا تاکہ آئندہ طبع میں درستی ہو سکے۔''

(درود وسلام، ص: 17)

4- مولانا مجاہد الحسینی رحمہ اللہ

مولانا مجاہد الحسینی رحمہ اللہ فیصل آبادی معروف عالم دین، مصنف اور سیرت ایوارڈ یافتہ اور رسالہ ''صوت الاسلام'' کے ایڈیٹر تھے۔ ان کی دینی، سیاسی اور صحافتی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ وہ مولانا حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ کی کتاب ''درود وسلام'' پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ صاحب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

ملک کی نامور علمی شخصیت اور معروف ماہر تعلیم محترم حافظ محمد سلیمان صاحب (ایم اے) نے اپنے اعلیٰ ذوق وشوق کے ساتھ احادیث صحیحہ پر مشتمل نہایت دیدہ زیب اور جدید تقاضوں کے مطابق رسالہ: ''درود وسلام'' کے زیر عنوان شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ (درود وسلام، ص: 77)

5- پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر:

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر صاحب مدیر رسالہ ''التجوید''، فیصل آباد کے صدر شعبہ اسلامیات رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس اور نامور مصنف نے پروفیسر حافظ محمد سلیمان کی خدمات دینیہ کی تعریف کی ہے۔

حافظ محمد سلیمان صاحب نے بڑی کاوش سے معتبر اور مستند حوالوں کو تلاش کیا اور صلاۃ وسلام کے حوالہ سے احادیث صحیحہ کا مجموعہ تیار کیا ہے' جسے انھوں نے دس عنوانات پر تقسیم کر کے درود وسلام کی فرضیت' فضیلت اور تاکید کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

(درود وسلام، ص 81)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6-صاحب زادہ میاں ضمیر الحق:

میاں محمد ضمیر الحق صاحب ایک ممتاز ماہر تعلیم اور اتحاد بین المسلمین کے بڑے داعی تھے، جماعت سراجیہ فیصل آباد کے امیر تھے۔ ہاورڈ یونیورسٹی امریکہ کے فل برائٹ سکالر تھے۔ حافظ محمد سلیمان کے بارے میں اپنی یادوں کے دریچے وا کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

حافظ محمد سلیمان صاحب مرتب رسالہ ھذا سے میرا تعلق چالیس سال سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ سب سے پہلے 1950ء کی دہائی کے آخر میں ہم دونوں ایک تعلیمی اجتماع میں اکٹھے ہوئے۔ یہ اجتماع اعلیٰ ترین سطح پر منعقد ہوا اور اس میں منتخب ہیڈ ماسٹر صاحبان شریک تھے۔ صرف ایک کلاس ٹیچر کو اس کی حسن کارکردگی کی بنا پر خصوصی طور پر شریک اجتماع کیا گیا اور وہ حافظ صاحب موصوف تھے۔!

وقت گزرتا گیا۔ 1960ء کی دہائی میں موصوف کو پرانی سرگودھا ڈویژن میں تعلیمی منصوبہ بندی کے فرائض سونپے گئے جو انھوں نے آٹھ سال تک بخیر وخوبی سرانجام دیے۔ 1970ء کی دہائی میں گورنمنٹ کالج فار ایلمنٹری ٹیچرز فیصل آباد میں بطور ماہر مضمون تعینات ہوئے۔ جہاں سے 1988ء میں بطور وائس پرنسپل ریٹائر ہوئے۔ اس سارے عرصہ میں ہم اکثر آپس میں ملتے رہے اور محکمانہ تعلیمی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں مل جل کر مختلف فعالیتوں میں حصہ لیتے رہے۔

مجھے خوشی ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی انھوں نے پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں حصہ لینا ترک نہیں کیا اور مزید برآں لکھنے پڑھنے کا عمل جاری رکھا۔

(درود وسلام، ص:79)

7-پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی

نام ور استاد اور حدیث کی متعدد اربعینات کے مرتب و مؤلف پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی نے حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''درود وسلام'' پر اپنے ارشادات تحریر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے حضرت حافظ صاحب کے علمی کارناموں کی بے حد تحسین فرمائی ہے۔
اس گراں قدر پیش کش کے مرتب حافظ محمد سلیمان صاحب کا میں کن الفاظ میں شکریہ ادا کروں جنھوں نے ایسے بابرکت کام میں مجھ جیسے ہیچمدان کو ایسے چیدہ اور برگزیدہ گروہ میں شمولیت کا شرف بخشا۔ بات دراصل کریم کے کرم کی ہے، وہ جسے چاہیں نوازدیں۔

ذکر خیر چاہے رب العالمین کا ہو، یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، جتنا باعث رحمت و برکت ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔ میری ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ میں اپنی کمزوریوں سے واقف نہیں ہوں۔ دراصل جانتے صرف وہی تھے جنھیں جب حج کے دن عرفات کے میدان میں تین بار پوچھا گیا، جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟ تو ہر بار یہی عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ان کا ایمان تھا کہ حقیقی جاننے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے یا وہ لوگ جنھیں اللہ رب العزت علم وادب سکھلا دے۔

دریں حالات میری عافیت اس میں ہے کہ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند کلمات میں رب کائنات ہی سے مستعار لے لوں تاکہ اپنے کیے کرائے کو بے خبری میں ضائع نہ کر بیٹھوں [49:الحجرات:2]

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

8- مولانا محمد خالد سیف:

وطن عزیز کی ایک جانی پہچانی علمی شخصیت مولانا محمد خالد سیف ہیں۔ وہ ایک عرصہ تک اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد میں تحقیقی وتصنیفی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان کی تحریری خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، انھوں نے پروفیسر حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری'' پر ''حرف آغاز'' کے عنوان سے افتتاحیہ لکھا اور اس میں مولف نامدار کی دینی خدمات کی تعریف وتوصیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائی ہے:

توحید کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر دور میں اہل علم نے بھی بہت سی کتب تصنیف فرمائی ہیں، یہ کتاب بھی اسی مبارک سلسلہ ہی کی ایک کڑی ہے، جسے محترم حافظ سلیمان صاحب (ایم اے) نے بہت سلیس، شگفتہ اور عام فہم انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ محترم حافظ صاحب نے مختلف عنوانات کے تحت آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کا انتخاب کر کے ان کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے اور ہلکے پھلکے انداز میں ان کی تشریح بھی کی ہے تاکہ عامۃ المسلمین کے لیے استفادہ آسان ہو اور انھیں توحید کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

9-پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید

معروف نعت گو ایوارڈ یافتہ شاعر، محقق اور استاد پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید صاحب پروفیسر حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''درود وسلام'' پر اپنے تاثرات رقم کرتے ہوئے ان کی علمی وتحقیقی کاوشوں کی تحسین فرماتے ہیں:

جناب حافظ محمد سلیمان صاحب کا زیرِ نظر گلدستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات سے ارادت مندی اور شیفتگی کا مظہر ہے۔ انھوں نے درود شریف کے فضائل فرضیت' اور تاکید کے ضمن میں کلام ربانی اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں جو جائزہ پیش کیا ہے اس کی پیشکش میں شائستگی' خوش سلیقگی کے ساتھ تحقیق وتوثیق کا بھی اہتمام کیا ہے۔ خیر وخوبی کے حوالے سے کبھی کوئی محنت رائیگاں نہیں جاتی۔ یہ سعیٔ جمیلہ خدا کے ہاں مقبول اور بندگان خدا میں بہت مقبول ہے۔

(درود وسلام، ص:86)

10-پروفیسر عارف رضا:

معروف استاد، ماہر نفسیات، ایوارڈ یافتہ نعت گو شاعر پروفیسر عارف رضا نے پروفیسر حافظ محمد سلیمان کی علمی کاوش ''درود وسلام'' پر اپنے قلبی محسوسات کو صفحات پر مرتسم کیا ہے اور حضرت حافظ صاحب کے تحقیقی وعلمی کاموں کی تعریف فرمائی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''موصوف کی تالیف میں جو بات مجھے نمایاں نظر آئی اور بہت بھلی لگی وہ یہ ہے کہ موصوف نے ہر باب کے شروع میں نہایت ہی مختصر عنوان دیا' اس کے بعد اس باب کے عنوان کے تحت احادیث مبارکہ' عربی متن' حوالہ اور ترجمے کے ساتھ درج کیں اور ہر باب کے آخر میں مذکورہ احادیث کا خلاصہ سادہ اور سلیس الفاظ میں بیان کر دیا۔ یہ انداز آپ نے دس کے دس ابواب میں اپنائے رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابلاغ کے لیے یہ اسلوب ان شاء اللہ نہایت مؤثر ثابت ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر بفرض محال کوئی عدیم الفرصت قاری سارا مقالہ نہ پڑھ سکے تو وہ بھی صرف عنوانات اور خلاصہ جات ہی پڑھ کر موضوع سے کماحقہ واقفیت حاصل کر لے گا۔'' (درود وسلام،ص: 87)

11-جناب حفیظ تائب:

اپنے عہد کے معروف ومقبول نعت گو ایوارڈ یافتہ شاعر جناب حفیظ تائب، حافظ محمد سلیمان کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

حافظ محمد سلیمان ایم اے نے 2000 عیسوی/1420 ہجری میں کتاب ''درود وسلام بھیجنے کی فرضیت' تاکید اور فضائل'' میں مختلف عنوانات کے تحت ضروری احادیث صحیحہ جمع کرنے کی سعادت حاصل کی جو مختصر مگر جامع صورت میں سرمایہ قرطاس وقلم میں علمی وروحانی اضافہ کا موجب ہوئی۔ یہ کتاب حافظ صاحب کی بصیرت اور ترتیب وتدوین کے جدید تقاضوں سے آگاہی کی آئینہ دار ہے اور میں حافظ محمد سلیمان ایم اے کو اس کی مقبولیت اور دوسری اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ ان کی یہ سعی جمیل مفید ومقبول ہو۔

12-چودھری محمد اشرف عارف:

اپنے زمانے کے مشہور استاد، منتظم، اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن آف سکولز اور عظیم شاعر چودھری محمد اشرف عارف، پروفیسر حافظ محمد سلیمان اور ان کے علمی کارناموں کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان صاحب درس وتدریس کے پیشے سے منسلک رہے ہیں۔ تحقیق اور غور وفکر ان کا شعار ہے۔ کامیاب تدریس کے لیے ضروری ہے کہ استاد اپنے متعلمین کو سبق میں برابر کا شریک رکھے۔ اس سنہری اصول پر حافظ صاحب ہمیشہ کاربند رہے۔ چنانچہ موجودہ تالیف میں بھی انھوں نے بہت سے صاحب علم حضرات اور احباب کو شریک کار رکھا۔ مجھے بھی اردو ترجمے کی زبان وبیان پر نظر ثانی کا موقع ملا۔ اس نیک کام میں حصہ لینے پر مجھے نہ صرف بے اندازہ مسرت ہے بلکہ میری معلومات میں بھی بہت سا اضافہ ہوا ہے۔

(درودوسلام،ص:88)

13-جناب نذر محمد جالندھری

جناب نذر محی الدین نذر جالندھری شعر وادب سے بے حد تعلق رکھتے تھے۔ وہ ایک ماہر تعلیم اور بہترین استاد تھے۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کی ذمہ داری بھی نباہی۔ حافظ محمد سلیمان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ماضی میں بہت سے بزرگان دین نے درود وسلام کے فضائل سے آگاہ کرنے کے لیے متعلقہ احادیث پر مشتمل کتابچے شائع کیے۔ حال میں جناب حافظ محمد سلیمان صاحب کے حصہ میں یہ سعادت آئی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ایک نئے انداز میں درود وسلام کی فرضیت' فضائل اور تاکید سے متعلق احادیث صحیحہ کو یکجا کر کے نہ صرف قابل قدر خدمت انجام دی ہے بلکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لیے ایک درخواست رقم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ منظور فرمائے' آمین۔!
>
> ''حافظ صاحب موصوف کا سینہ قرآن کے نور سے منور ہے۔ محکمہ تعلیم میں درس وتدریس اور انتظامیہ سے وابستہ رہے ہیں۔ انتہائی رقیق القلب اور محب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دوران ملازمت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریٹائرمنٹ کے بعد وہ ان احادیث کی تدوین میں منہمک ہو گئے جو مسلمانوں میں دین وایمان کا صحیح شعور پیدا کرنے اور تطہیرِ اذہان کے لیے خاص اہمیت کی حامل ہیں۔'' (درود وسلام،ص:89)

14- چودھری مظفر حسین:

آل پاکستان ایجوکیشن کانگریس کے سربراہ اور صوبائی سطح پر زرعی اصلاحات کے ڈائریکٹر رہنے والے جناب چودھری مظفر حسین نے حافظ محمد سلیمان کی کتاب ''درود وسلام'' کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں فرمایا:

''حافظ محمد سلیمان صاحب لاریب ایک خوش قسمت انسان ہیں جنھیں درود وسلام کی فرضیت' تاکید اور فضائل کے موضوعات پر مستند احادیث کا ایسا عمدہ مجموعہ مرتب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس چھوٹی سی کتاب میں انھوں نے نور ہدایت کی ایک ایسی راہ کی نشان دہی کی ہے جس پر گامزن ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور بخششوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

''اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ الگ الگ دس عنوانات کے تحت مختلف موضوعات پر متعلقہ احادیث صحیحہ جمع کر دی گئی ہیں۔ اس طرح سے درود وسلام کی فرضیت' تاکید اور فضائل بڑی خوبی سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ ابلاغ کا یہ طریقہ صرف وہی شخص اختیار کر سکتا ہے جو تعلیم کے جدید ترین اصولوں سے کماحقہٗ واقفیت رکھتا ہو۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ کتاب کی ترتیب و تدوین میں جدید ذہن کی جو رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے' وہ قارئین کے لیے بے حد مؤثر ثابت ہوگی۔

فاضل مصنف حافظ محمد سلیمان صاحب کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ انھیں یہ کتابچہ مرتب اور شائع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (درود وسلام،ص:92)

15- جناب طارق اسماعیل ساگر:

وطن عزیز پاکستان کے نہایت مقبول اور ہر دل عزیز ادیب اور نامور مصنف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب طارق اسماعیل ساگر نے پروفیسر حافظ محمد سلیمان کے تحریری کام کو لائق اعتنا اور قابل تعریف سمجھا۔

عتیق صاحب کی وساطت سے آپ کا کتابچہ مجھ تک پہنچا۔ بلاشبہ آپ نے امام الانبیاء علیہ السلام پر درود مسعود کی بے پناہ برکات و فضائل سے عام مسلمان کو باخبر کر کے جہاں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کو اجاگر کیا وہاں آقائے نامدار سے ہر مسلمان کے تعلق کو مضبوط کرنے کی بھی کامیاب کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سلام و درود گذارنے کی توفیق ارزانی کریں۔

اللھم زد فزد (درود وسلام، ص:93)

16-جناب محمد رفیق:

امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بے تاب اور اس کے لیے اپنے پہلو میں ایک درد مند دل رکھنے والے جناب محمد رفیق صاحب نے حافظ محمد سلیمان کی قلمی کاوشوں کو اصول تحقیق کے مطابق اور عوام وخواص ہر ایک کے لیے مفید گردانا ہے۔

(درود وسلام، ص94)

17-چودھری گل زار محمد:

چودھری گل زار محمد صاحب کے زیر اہتمام گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد سے سالانہ رپورٹ شائع ہوتی تھی۔ 1987-1986 کی رپورٹ بعنوان پاکستان میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے ابتدائی معلمین کا کردار شائع ہوئی تھی۔ چودھری گلزار محمد نے افتتاحیہ میں حافظ محمد سلیمان کا خصوصی طور پر تذکرہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا (ص40) جب کہ اس رپورٹ کے مرتبین کے مطابق:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جناب حافظ محمد سلیمان وائس پرنسپل نہ صرف اس موضوع کے خالق ہیں بلکہ انھوں نے زیر تربیت مدرسین کی بھرپور راہ نمائی کی۔ یہ رپورٹ ان کی محنت شاقہ کے طفیل منظر عام پر آ رہی ہے۔ وہ مبارک باد اور ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔'' (دیکھیے: مذکورہ رپورٹ ،ص6)

18-پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب محتاج تعارف نہیں ہیں۔ ایک عظیم علمی خاندان کے وارث ہیں، علم اور اہل علم کے قدر دان ہیں، ان کی دینی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وہ اپنے چچا محترم حافظ محمد سلیمان صاحب کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''جد محترم (حضرت مولانا عطاء اللہ شہید) کے چھوٹے بیٹے عم محترم حافظ محمد سلیمان (1928-2008) ایم ایڈ نے 1948 میں بطور پرائمری سکول اپنی سروسز کا آغاز کیا اور 1988 میں بطور وائس پرنسپل ایلی منٹری کالج فیصل آباد سے ریٹائر ہوئے۔ دوران سروس محکمہ تعلیم کے ذمہ دار عہدوں پر بھی فائز رہے۔ انتہائی محنتی اور کامیاب استاد اور ایک دیانت دار، قابل، ذمہ دار آفیسر کی نیک نامی پائی۔

عم محترم فیصل آباد کی اعلیٰ علمی مجالس کی رونق تھے۔ اس دور کے غنیمت لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حفظ قرآن اور علوم دینیہ کی مکمل تحصیل کر رکھی تھی۔ بعد ازاں ایف ایس سی تک سائنسی تعلیم حاصل اور پھر بی اے، ایم ایڈ کی اعلیٰ تعلیم رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور انگریزی پر مکمل عبور تھا۔ مطالعہ کا انتہائی بلند ذوق، جس میں شاعری کا بھی خوب انتخاب فرماتے تھے۔ مختلف ملکی رسائل وجرائد میں ان کی تخلیقی کاوشیں شائع ہوتی رہتی تھیں۔

(میرے اسلاف ص:124)

دلی دعا ہے کہ اللہ پاک حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے، ان کی سیئات سے درگزر فرمائے اور انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے محسن حافظ محمد سلیمان مرحوم ومغفور

ریاض احمد چودھری (ریٹائرڈ چیئرمین تعلیمی بورڈ، فیصل آباد)

شاید 1964ء کی بات ہے۔ میری تعیناتی بطور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز جڑانوالہ میں تھی۔ گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ کے ہیڈ ماسر صاحب با قاعدگی سے بیڈمنٹن کھیلنے کے لیے شام کو سکول کے ایک چھوٹے سے پلاٹ میں تشریف لاتے تھے۔ بہت شریف النفس انسان تھے۔ وہ میرے جیسے جونیئر آدمی کی بھی مکمل عزت افزائی کرتے اور مجھے وہاں کھیلنے کا موقع فراہم کرتے۔ ایک دن کھیل کے دوران ایک خاموش طبع مہمان سے ملاقات کا موقع ملا جو بطور تماشائی وہاں تشریف فرما تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں رومال اور دوسرے میں کتاب تھی۔ بظاہر وہ کھیل دیکھنے کے لیے وہاں بیٹھے تھے لیکن میں نے محسوس کیا کہ انھیں صرف اپنی کتاب سے دلچسپی تھی یا رومال سے اپنے ناک کو رگڑنے سے کیوں کہ بظاہر ایسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نزکام کے پرانے مریض ہیں۔

میں بھی شرماتا اور جھجکتا ہوا ان کے قریب پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرا اس سے قبل ان سے کوئی تعارف نہ تھا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے بتانے پر پتا چلا کہ یہ صاحب بطور اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن آفس میں تعینات ہیں اور گورنمنٹ ہائی سکول جڑانوالہ کے میٹرک کے سنٹر میں بطور سپرنٹنڈنٹ فرائض سرانجام دینے کے لیے اوپر سکول کے ایک کمرے میں قیام پذیر ہیں۔

مجھے اس وقت تک محکمہ تعلیم کی تمام اسامیوں سے ابھی تک شناسائی نہ ہوئی تھی، اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں پوسٹنگ کی وجہ سے میں ان سے خوف زدہ بھی تھا کہ یہ ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز سرگودھا کے ساتھ بطور آفیسر کام کر رہے ہیں اور یقیناً میرے افسر ہوں گے۔ والد مرحوم نے بھی محکمہ تعلیم میں ہی ملازمت کی تھی اور انھوں نے انسپکٹر آف سکولز کے عہدے کا جو نقشہ ہمارے ذہن میں راسخ کیا ہوا تھا اسے ہم کبھی بھول نہیں سکتے تھے۔ میں تو اتنا مؤدب ماتحت رہا ہوں کہ انسپکٹر آف سکولز کی خستہ حال جیپ کے ڈرائیور شکر دین کا رد یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہمارے ساتھ متکبرانہ اور افسرانہ ہوتا تھا۔ ہم تو اس کے گھڑے کی مچھلی تھے اور جب چاہے وہ کوئی بھی مطالبہ کر سکتا تھا خواہ اس کی بجا آوری کے لیے ہماری جیب متحمل ہو یا نہ ہو۔ بات دوسری طرف نکل رہی ہے ، میری تحریر کا موضوع تو وہی ذات گرامی ہیں جن کا قرب میں نے صرف زبانی خوشامد کرتے ہوئے حاصل کر لیا تھا۔ جب انھوں نے بتایا کہ ان کا نام حافظ محمد سلیمان ہے اور ان کا مستقل مسکن ضلع فیصل آباد کا ایک گاؤں ہے تو مجھے دل ہی دل میں خوشی ہوئی کہ چلو یہ افسر ہمارے ضلعے سے تو تعلق رکھتا ہے۔

جڑانوالہ تحصیل میں ہم دو آدمی بطور اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز کام کر رہے تھے، دوسرے صاحب مجھ سے سروس میں سینئر تھے۔ خوشامد کرنے کے جو انداز انھوں نے ابتدائی ملازمت میں سکھائے اگر وہ تمام میں تحریر کرنا شروع کر دوں تو اس کے لیے ایک کتاب کی ضرورت ہوگی۔ اس کا ایک ہلکا سا نمونہ آپ یوں دیکھ لیں کہ جب وہ حافظ محمد سلیمان صاحب کو ملنے کے لیے تشریف لائے تو اس وقت تک کرسی پر بیٹھنے کی جسارت نہ کی جب تک حافظ صاحب نے نشست نہ سنبھالی۔ میں نے حتی المقدور ذلت کی آخری سٹیج تک خوشامد کرتے ہوئے ان کی نقل کرنے کی پوری کوشش کی۔ متذکرہ میرے سینئر ساتھی نے خوشامد کی آخری حدود تک پہنچانے کی پوری کوشش کی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں ان تمام عادات کو مستقل اپنے کردار کا حصہ بنا لوں تو ملازمت میں بہت کامیاب رہوں گا۔ حالانکہ وہ خود تمام عمر کسی نہ کسی انکوائری میں پھنسے ہوئے پائے گئے۔

ایک دن میں اور حافظ محمد سلیمان صاحب دونوں مسجد سے نماز پڑھ کر واپس سکول کی طرف آ رہے تھے تو حافظ صاحب نے مجھے محکمہ تعلیم کی تمام اسامیوں کے متعلق سمجھایا اور بتایا کہ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز دونوں برابر ہیں اور انھوں نے خواہش کا بھی اظہار کیا کہ وہ بطور A.D.I فیصل آباد ضلع میں تعیناتی کے خواہش مند ہیں۔ اس لیے مجھے ان کی بہت زیادہ خوشامد کی بجائے بڑے بھائی جیسا احترام دینا چاہیے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا یہ تعلق ان سے تمام عمر قائم رہا۔

متذکرہ بالا امتحان کے چند ماہ بعد حافظ محمد سلیمان صاحب بطور ہمارے رفیق کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فیصل آباد ضلع میں تشریف لائے اور میرے Colleage بن گئے۔ زندگی میں میرے بہت سے رفیق کار رہے ہیں لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان جیسا علم دوست، ایماندار اور خیر خواہ دوست مجھے نہیں مل سکا۔

اللہ کے فضل سے میری پبلک سروس کمیشن میں براہ راست بطور ہیڈ ماسٹر سلیکشن ہو گئی اور میں دینوی اسامیوں میں حافظ صاحب سے تھوڑا سا آگے بھی چلا گیا۔ لیکن مجھے اس بات پر فخر ہے کہ انھوں نے مجھے ہمیشہ ہر جگہ رہنمائی دی۔ صحیح معنوں میں وہ میرے خیر خواہ تھے۔

میں بطور ڈسٹرکٹ آفیسر فیصل آباد تعینات تھا۔ میں بہت سخت ایڈمنسٹریٹر تھا۔ ایک دن حافظ صاحب میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: تھانیدار نہ بنو، لوگوں کا دوست بن کر ان کے مسائل حل کر کے ان کی دعائیں لو۔ ان کی اس نصیحت نے میرا پورے کا پورا کردار ہی بدل دیا۔

میں بطور ڈائریکٹر آف ایجوکیشن فیصل آباد ڈویژن تعینات تھا تو مختلف ادارے اپنے جلسہ تقسیم انعامات میں مجھے بلایا کرتے تھے۔ خدا گواہ ہے کہ شاید ہی فیصل آباد کا کوئی بھی جلسہ ایسا نہ ہوگا جس میں حافظ صاحب تشریف فرما نہ ہوں۔ میں بڑے ادب سے حافظ سے سوال کیا کہ آپ کو کس طرح پتا چل جاتا ہے کہ فلاں ادارے میں جلسہ ہے۔ فرمانے لگے: میں ہر تقریر میں تمھاری غلطیاں نوٹ کرتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ کسی اور شخص میں اتنا حوصلہ نہیں کہ تمھیں بتا سکے کہ تم نے اپنی تقریر میں یہ غلطی کی ہے۔ میرا اعتراف کرتا ہوں کہ میں بہت بڑا عالم نہیں ہوں۔ یہ صرف خدا کا فضل ہے کہ میں محکمہ تعلیم کا واحد فرد ہوں جو اس محکمہ کی ہر اسامی پر فائز رہ چکا ہوں۔ یہ صرف میرے بزرگوں کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ میرے جیسا نالائق آدمی بطور SST نوکری شروع کر کے DPI سکولز اور چیئر مین بورڈ کی اسامی پر کام کر چکا ہے۔

میری کم علمی کا ایک واقعہ ہے کہ میں بطور ADI تعینات تھا کہ کسی جلسہ میں جہاں حافظ صاحب بھی موجود تھے، مجھ سے ایک غلط فقرہ ادا ہو گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ وَ مُلْكِهٖ وَ عِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ

یہ تقریباً 52 سال پہلے کی بات ہے حافظ صاحب نے اس سیمینار کے بعد مجھے پکڑ لیا۔ کہنے لگے: اسلام میں ''مُلْکْ'' کا کوئی تصور ہی نہیں یہ لفظ ''مِلْکْ'' ہے۔ میں حافظ صاحب کا احسان مند ہوں کہ انھوں نے مجھے ہر موقع پر رہنمائی دی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

حافظ صاحب کی عادات میں ایک خاص عادت کتاب بینی اور مطالعہ کی تھی۔ ڈسٹرکٹ لائبریری کا میں نے بھی اندرونی حصہ نہیں دیکھا تھا۔ پہلی دفعہ وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو حافظ صاحب کو وہاں میز پر بیٹھے کتاب پڑھتے دیکھا۔ مجھے کہنے لگے کتاب انسان کا بہترین دوست ہے، آپ کو جب بھی موقع ملے لائبریری میں آ کر بیٹھیں اور کتاب کا مطالعہ کریں۔ علم سے انسان کی عزت ہوتی ہے۔ افسوس در افسوس کہ میں ان کی اس نصیحت پر عمل نہ سکا۔

میں نے حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم ومغفور سے ایک دفعہ گزارش کی کہ آپ اتنا مطالعہ کرتے ہیں اس کا کچھ اظہار کتابی شکل میں کر دیں۔ انھوں نے کہا جو کتاب محکمہ تعلیم سے منظور نہ ہو اس کی سکولوں میں کوئی پذیرائی نہیں ہوتی، آپ محکمہ سے منظور کروا دیں میں لکھ دیتا ہوں۔ میں نے وعدہ کر لیا کہ یہ میرے ذمہ ہے، میں اسی مہینے کے انڈر سیکریٹری تعلیمات سے اس کی منظوری کرا دوں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک بطور تہدید مجھے سنا دی:

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ،وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور وہ کتاب محکمہ تعلیم سے منظور کرا دی۔

میں گوجرانوالہ بورڈ میں بطور چیئرمین تعینات تھا تو مجھے حافظ صاحب نے حکم دیا کہ میرے ایک سدھی چودھری محمد اسماعیل نے وہاں سکول کھول رکھا ہے۔ آپ وہ ضرور وزٹ کریں۔ ڈسکہ میں ان کا بہت بڑا اسکول تھا۔ میں حافظ صاحب کے حوالہ سے وہاں پہنچا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورا دن اس سکول میں گزارا۔ مجھے وہ سکول دیکھ کر بڑی روحانی خوشی ہوئی۔

میری اور حافظ صاحب کی رفاقت کا عرصہ 1964ء سے شروع ہو کر تقریباً 29 راگست 2008ء (ان کی وفات) تک جاری رہا اور مسلسل ہم ایک دوسرے سے رابطے میں رہے۔ ان کی جو سب سے اچھی عادت میں یاد ہے وہ یہ کہ انھوں نے کسی افسر کی خوشامد یا تعریف نہیں کی۔ میں نے بطور آفیسر بہت عرصہ ان کے ساتھ گزارا لیکن اگر انھوں نے کوئی بھی خامی مجھ میں دیکھی تو وہ پیار سے دوٹوک الفاظ میں میرے سامنے کہہ دی۔ کبھی کبھی تو وہ مجھے کڑوی محسوس ہوتی تھی لیکن چند منٹ کے بعد جب میں حقیقت کی عینک سے اسے دیکھتا تو میرا دل صاف ہو جاتا۔ میں نے حافظ صاحب سے کہا: آپ واحد آدمی ہیں جو میرے سامنے میری غلطی کا ذکر کرتے ہیں، اس لیے آپ میرے بہت بڑے محسن ہیں۔

میری آخری ملاقات حافظ محمد سلیمان صاحب سے ان کے گھر پر اس وقت ہوئی جب میں بشیر احمد مرحوم (سابق ڈی پی آئی سکولز پنجاب) میرے ہمراہ تھے، اور حافظ صاحب سے ملاقات کے لیے خاص طور پر انھیں لاہور سے لے کر آیا تھا۔

اس وقت حافظ صاحب مرحوم کی ٹانگ میں فریکچر تھا اور چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ باتیں تو لکھنے اور کہنے کو اتنی ہیں شاید کبھی ختم نہ ہوں میں نے اہتمام حجت کے لیے ڈاکٹر خالد ظفر اللہ رندھاوا کے حکم کے تحت چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ان کا اظہار کر دیا۔ اللہ قبول فرمائے۔ اور حضرت حافظ صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند گلہائے عقیدت

بخدمت یادش بخیر حافظ محمد سلیمان مرحوم ومغفور

چودھری گلزار احمد (ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد)

کل شام محترم جناب ڈاکٹر شاہد صاحب خلف رشید جناب حافظ محمد سلیمان مرحوم کا فون آیا کہ میں اپنی اور جناب حافظ محمد سلیمان مرحوم کی رفاقت پر اپنے تاثرات لکھ بھیجوں۔

میں پہلے تو عزیزم ڈاکٹر محمد شاہد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی خوشحال زندگی اور درازی عمر کی دعا کروں گا کہ انھوں نے اچانک مجھے اپنے ایک ہمدم دیرینہ کی یاد دلائی۔ یقین مانیے کہ میرے لیے ان کی یاد اتنی خوش کن اور راحت بخش تھی کہ بقول فیض احمد فیض مرحوم:

رات یوں دل میں تیری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے باد نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

رات بھر تقریباً سات سالہ رفاقت کے مختلف واقعات، مختلف اوقات کے مختلف معاملات اور ان کے پرخلوص مشورے ایک طویل فلم کی طرح میرے ذہن میں گھومتے رہے اور میں ان سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

حافظ محمد سلیمان مرحوم سے یوں تو میری شناسائی اور دوستی اس وقت شروع ہوئی جب وہ اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز سرگودھا ڈویژن تھے، مگر اس نابغۂ روزگار شخصیت کے اوصاف ان سات سالوں میں کھل کر سامنے آئے، جب میں گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد میں پرنسپل تھا اور جناب حافظ صاحب مرحوم میرے ساتھ بطور وائس پرنسپل کام کر رہے تھے۔ میں نے اس تمام عرصے میں کالج میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں زیادہ انحصار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب حافظ صاحب کی فراست وتدبر، انتظامی امور کا تجربہ، مردم شناسی اور علمی وسعت پر کرتا رہا۔ بعد میں الحمد للہ! میں کامیاب رہا۔ میری کامیابی دراصل مرحوم کی مخلصانہ مشاورت کی مرہون منت رہی۔

موصوف منکسر المزاج، خداترس، راست گو، راست باز اصول پرست اور صفائی پسند سادہ اور قناعت بھری زندگی کے حامل اور مخلص ساتھی تھے۔ حصول علم کا آخری عمر تک شوق رہا۔ وہ ان دنوں گریڈ 18 کے آفیسر تھے۔ بچوں کی تعلیم، ملازمت اور شادیوں وغیرہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ روزانہ سمن آباد سے علامہ اقبال لائبریری نزد ضلع کچہری جانا اور تین چار گھنٹے مطالعہ کرنا ان کا باقاعدہ معمول تھا۔ کالج کی لائبریری میں تمام معروف مفسرین کی تفاسیر قرآن کا مکمل سیٹ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ اور تاریخ اسلام اور دیگر مستند اسلامی اور اخلاقی کتابیں اس دور میں ان کے مشورے اور ان کی سفارش پر خریدی گئیں۔ مارننگ اسمبلی میں روزانہ ایک گھنٹے کا درس قرآن جس میں شمولیت تمام اساتذہ اور طلبا کے لیے لازم تھی۔ حافظ صاحب کی زیرنگرانی باقاعدگی سے چلتا رہا۔

حافظ صاحب مرحوم کو شدت سے اس بات کا احساس تھا کہ ہمارے طالب علم اٹھارہ سال سے 23 سال کی عمر کے دوران ایک سالہ تربیتی کورس میں داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ ہماری نئی نسلوں کے معلم بنتے ہیں۔ ان کی عمر اور تربیتی کورس کا کم دورانیہ انھیں اچھا مدرس بننے میں زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان کو تدریسی مہارتیں سکھانے کے ساتھ ساتھ ان کی کردار سازی اور اخلاقی تربیت بہت ضروری ہے۔ اسی بنیادی ضرورت کی طرف وہ دیگر سٹاف ممبران کو بھی متوجہ رکھنے کے لیے ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔

ابن خلدون اور امام غزالی کے نظریات تعلیم سے بے حد متاثر تھے۔ ان کی پیشہ ورانہ لگن، مہارت، سلیقہ شعاری اور خلوص کو دیکھ کر اس شعر کے معنی اور مفہوم سمجھ میں آیا:

یہ فیضان نظر بخشا گیا ہے اہل مکتب کو
خزف ریزوں سے کر لیتے ہیں لعل و گوہر پیدا

میں ان کی نجی اور خاندانی زندگی سے اتنا واقف ہوں کہ ان پر ایک مکمل کتاب لکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہوں۔ بچوں کی تعلیم کے دوران خالصتاً رزق حلال سے کم آمدنی میں گھر چلانا ان کی سادگی، قناعت اور دوراندیشی کا مظہر ہے۔ ان کے اپنے بیان کے مطابق سال 1982 تک انھیں motton کا نرخ معلوم نہ تھا۔ کیونکہ کبھی خریدا ہی تھا اور نہ اس کی استطاعت تھی۔ ان دنوں ان کے پاس صرف دو سفید بوشرٹس اور دو پتلونیں تھیں۔ جو ملازمت کے دوران استعمال ہوتی تھیں۔ ان کی خودداری اور قناعت اور سادگی نے ان کے تینوں بیٹوں کو ان کی زندگی میں اعلیٰ مقام اور مرتبہ دیا۔ انھوں نے اپنی نئی نسلوں کو اچھی تربیت دی۔

اپنی تو وہ مثال ہے جیسے کوئی درخت
اوروں کو سایہ بخش دے ، خود دھوپ میں رہے

ریٹائرمنٹ کے بعد ان کا مرتب کردہ رسالہ: درودسلام کی فرضیت، ان کی مذہبی اور دینی محبت کا ثبوت ہے۔

اصول پسندی، قناعت، سچائی، کم گوئی اور راست گوئی ہمیشہ ان کا شعار رہی۔ ان کی راست گفتاری کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ ایک دفعہ حافظ صاحب کہنے لگے:

چودھری صاحب! اس وقت میری عمر ساڑھے ستاون برس (57 سال، 6 ماہ) ہے۔ بچپن میں جب کہ میری عمر ابھی ساڑھے سات سال تھی، میں نے ایک جھوٹ بولا، اور میرا جھوٹ پکڑا گیا۔ والدہ محترمہ نے بلایا اور کہا: سلیمان! ادھر آ ؤ۔ ان کے ہاتھ میں اس وقت چمٹا تھا جس میں دہکتا ہوا انگارہ تھا۔ کہنے لگیں: باقی غلطیاں پانی سے دھل جاتی ہیں اور جھوٹ آگ سے پاک ہوتا ہے، آ ؤ! میں تمھاری جھوٹی زبان کو پاک کروں۔ ورنہ اللہ پاک جہنم کی آگ سے پاک کرے گا۔ میں نے اسی وقت اپنی والدہ سے معافی مانگی اور جھوٹ سے توبہ کر لی اور پکا وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ اس پر آج پچاس برس گزر گئے اور الحمدللہ! میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آہ! آج ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں؟

میری یہ خواہش اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور آئندہ نسل کو ان کی عادات حمیدہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور شان کی زندگی اور ایمان کی موت دے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادیں: حافظ محمد سلیمان مرحوم

نذر جالندھری (سبجیکٹ سپیشلسٹ)

حافظ محمد سلیمان مرحوم ومغفور سے محکمہ تعلیم میں ہونے کے باعث آشنائی تھی۔ وہ ایک دانش ور استاد اور منتظم کی حیثیت سے معروف تھے۔ ان کا تعارف (جو بعد ازاں دوستی میں بدل گیا) گورنمنٹ کالج فار ایلی منٹری ٹیچرز میں ہوا، جہاں وہ بطور ماہر مضمون ہمارے کولیگ (ساتھی) تھے۔ انتہائی شفیق، مرنجاں مرنج اور علم وادب کے شائق انسان تھے۔ کالج کے جن ساتھیوں سے ان کے دوستانہ مراسم تھے، ان میں صوفی احمد علی، چودھری اشرف عارف اور راقم الحروف شامل تھے۔ کالج ہذا کا آغاز کسی ماہر مضمون کی قرآن آیات کی تلاوت اور تفسیر سے ہوتا۔ اس ضمن میں حافظ صاحب کا انداز منفرد، مؤثر اور جداگانہ ہوتا۔ ہمیں بھی استفادہ کے مواقع میسر آ گئے۔ حافظ صاحب کالج میں فرائض کی انجام دہی کے بعد اکثر علامہ اقبال لائبریری تشریف لے جاتے۔ وہ اس لائبریری کے ممبر تھے، مجھے بھی ان کے ساتھ وہاں جانے کا کئی دفعہ موقع ملا۔ وہ وہاں کسی معروف شاعر، جید عالم دین یا دانش ور کی کتاب لے کر بیٹھ جاتے۔ مطالعہ کے دوران جو جملے متاثر کرتے وہ کاغذ کے پرزوں پر لکھتے جاتے۔ عالم دین، مصنف ومولف جناب مولانا محمد اسحاق مرحوم سے بھی تعارف حافظ صاحب کے توسط سے ہوا۔ اشرف عارف اور میں حافظ کے ساتھ مسجد میں جہاں مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب تھے، جمعے کی ادائی کے لیے جاتے۔ مولانا نماز کی امامت سے فارغ ہونے کے بعد مسجد کے ایک کمرے میں چارپائی پر بیٹھ جاتے اور ہم سب نیچے بیٹھ کا سوال وجوابات کی بزم میں دین کی باتیں سیکھتے۔ مولانا مرحوم پنجابی میں تقریر کیا کرتے تھے۔ ایک روز حافظ صاحب مرحوم غریب خانے پر تشریف لائے اور مولانا کی پنجابی تقریر کی کیسٹ مجھے دی کہ اسے اردو میں منتقل کروں۔ تعمیل ارشاد میں کئی روز کی محنت شاقہ کے بعد اسے اردو میں منتقل کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وحدت امت'' کے عنوان سے کتابچہ شائع ہوا اور حافظ صاحب نے اہل ذکر اور معروف علما سے آرا حاصل کر کے کتاب میں شامل کیں۔ بعدازاں مولانا مرحوم اور ان کے معتقدین نے اس میں اضافے کر کے اس کو کتابی صورت میں شائع کیا۔ لیکن اس ساری مساعی میں حافظ صاحب کی کاوش کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

حافظ صاحب فیصل آباد کے شعرا اور علما سے رابطہ میں رہتے تھے اور روزانہ کسی نہ کسی سے ملاقات کرتے۔ کالج میں پرنسپل کے بعد وہ سب سے سینئر تھے، لہٰذا وہ وائس پرنسپل کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

حافظ صاحب بہت سے اوصاف کے مالک تھے۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کی عزت کرتے تھے۔ میں نے کبھی کسی سے تلخ کلامی کرتے ہوئے نہیں سنا، کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے موقع پر میں نے منظوم ہدیہ عقیدت پیش کیا، ممکن ہے وہ ان کے نیک سیرت اور فرمانبردار پسران کے پاس موجود ہو، میرے پاس موجود نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سنتے وقت ان کے آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ انھوں نے درود وسلام کے عنوان سے ایک کتابچہ 2001ء میں شائع کروایا تھا۔ میری رائے ہے کہ ان کے پاس دین کے علم کا جو ذخیرہ تھا وہ شائع نہیں ہو سکا۔ ان کے ساتھ بہت سی یادیں وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک قابل فخر جگری دوست

راوی: رانا مشتاق احمد (ریٹائرڈ لائبریرین گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد)

تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ملازمت جیسے نشیب وفراز کے زمانے میں مجھے ایک ایسی شخصیت کی رفاقت میسر آئی جس پر ہمیشہ فخر رہے گا۔ میری مراد ہے: پروفیسر حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم۔ وہ قرآن پاک کے حافظ اور عربی زبان کے فاضل اور درس نظامی کے عالم تھے۔ اور ایجوکیشن میں ماسٹر کی ڈگری رکھتے تھے۔ انھیں علم وادب سے شغف کی وجہ سے کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ میری ان سے قربت کا سبب بھی ان کا ذوق کتب بینی ہی تھا۔ وہ کالج شروع ہونے سے پہلے تشریف لاتے اور کالج ٹائم کے بعد گھر جاتے۔ کالج میں ان کا فارغ وقت زیادہ تر میرے پاس لائبریری میں ہی گزرتا تھا۔ وہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے جس کی ضرورت محسوس کرتے اور جسے مفید جانتے۔

مطالعہ کرنا ان کی ضرورت بھی تھی اور مجبوری بھی۔ مطالعہ کی بنیاد پر انھوں نے صبح سویرے اسمبلی میں درس دینا ہوتا تھا اور طلبا کو پڑھانا بھی ہوتا تھا۔ اپنے انداز میں تبلیغ کا فرض بھی ادا کرتے تھے اور کثرت مطالعہ کی وجہ سے ادبی مجالس کی رونق بھی تھے۔ اسلامیات اور عربی کتب کا مطالعہ کرنا ان کا خاندانی ذوق تھا۔ ان کے بڑے بھائی مولانا محمد داؤد صاحب مرحوم بھی عالم دین تھے، اور ابا جان مولانا عطاء اللہ شہید بھی اپنے عہد کے جید عالم دین تھے۔ حافظ محمد سلیمان صاحب بذات خود اہل حدیث عالم تھے لیکن فرقہ پرستی ان میں بالکل بھی نہیں تھی۔ وہ پکے سچے مسلمان تھے۔

وہ شعر وادب سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اور ادبی تراشے ایک ڈائری میں محفوظ کرتے جاتے تھے۔ انھیں مضمون نگاری کا شوق تھا اور ایک اچھے لکھاری تھے۔ جو لکھتے پوری چھان بین اور تحقیق کے بعد لکھتے اور یقیناً ایسی تحریروں کے لیے ان کو وسیع مطالعہ کی ضرورت پڑتی تھی، جو وہ کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی ایسا ہوتا کہ وہ کالج ٹائم کے بعد بھی ہمارے پاس پہلے لائبریری میں، پھر ہمارے ساتھ ہاسٹل میں چلے آتے۔ وہاں وقت کھلا ہوتا۔ دنیا جہاں کی باتیں ہوتیں، مسلکے مسائل بھی حل کیے جاتے۔ دنیاوی گفتگو بھی ہوتی، سیاست اور حالات حاضرہ بھی تبصرے ہوتے، مزاح بھی ساتھ ساتھ چلتا رہتا۔ ان کی علمی گفتگو سے ہم بہت فائدہ پہنچتا۔

ہم ان کا بے حد احترام کرتے تھے کہ وہ علم وعمل، عمر اور منصب ہر لحاظ سے ہم سے برتر اور سینئر تھے۔ ہم ہر وقت ان سے سیکھنے کی کوشش کرتے اور وہ بھی سکھانے میں کبھی بخل نہ کرتے تھے۔

وہ چھوٹوں پر شفقت کرتے اور بڑوں کا ادب بجالاتے۔ چنانچہ میں نے حافظ صاحب کو اپنے بھائی مولانا داؤد صاحب کا بہت احترام کرتے دیکھا ہے۔ اور اس طرح میں نے پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب کو اپنے چچا جان کا ادب کرتے دیکھا ہے۔ وہ صلح جو آدمی تھے اور کسی سے بلاوجہ بگاڑنے، تعلقات خراب کرنے کے خوگر نہ تھے اور ناراض ہونا تو ان کی لغت زندگی میں تھا ہی نہیں۔ وہ اپنے کولیگ سے محبت سے پیش آتے، طلبا سے نرمی کا معاملہ کرتے اور ان سے شفقت سے پیش آتے تھے۔

وہ آتے جاتے سلام ضرور کہتے، لوگوں کی خبر گیری بھی کرتے۔ بیماروں کی تیمارداری کرتے، محتاجوں کی مدد کرتے۔ جھوٹ، غیبت اور اس قسم کی اخلاقی بیماریوں سے انھیں فطرتاً نفرت تھی۔ وہ صوم وصلاۃ کے پابند تھے اور اولاد کی اچھی تربیت کرتے تھے۔ وہ نہ صرف اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ دیتے بلکہ دوسروں کی اولاد کی بھی تربیت کرتے۔ وہ برائیوں اور خامیوں کی بڑے اچھے انداز میں اصلاح کرتے تھے۔

میرا خیال ہے کہ انھوں نے پوری دیانت داری کے ساتھ اپنی ملازمت کی مدت بہ خیر وخوبی تمام کی، ورنہ یہ سکون وآرام ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا۔

زندگی کے آخری ایام میں انھیں چوٹ کی تکلیف نے آلیا اور وہ صاحب فراش ہو گئے۔ ایک عرصہ تک چلنے پھرنے سے معذور رہے مگر تقدیر سے شکوہ نہ کیا۔ اس وقت بھی ہم کئی مرتبہ ان کی تیمارداری کے لیے گئے اور انھیں صبر وشکر کا مجسمہ ہی پایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موت کا ایک وقت مقرر ہے جو سب پر آتا ہے۔ان پر بھی آیا اور انھیں ہم سے چھین لے گیا۔ان کے جسد خاکی کو 463 گ ب سمندری لایا گیا اور یہاں پر ان کے بھتیجے پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔صدمے سے آواز نہایت رقت انگیز تھی اور اکثر لوگ اشک بار تھے۔اللہ پاک مغفرت فرمائے،آمین۔!

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان رحمہ اللہ کی یاد میں

راوی: رانا نذیر احمد خاں، سابق ڈی ای او ایجوکیشن، فیصل آباد

تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

میں 1985ء میں گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں بطور SST(subject Specialist) گیا اور مولانا حافظ محمد سلیمان 1988ء میں وہاں سے ریٹائر ہو گئے۔ گویا 1985ء سے 1988ء تک ہم اس کالج میں اکٹھے رہے۔ اس عرصہ میں مجھے قریب سے ان کو دیکھنے کا مواقع ملا اور ان کے اخلاق و اطوار کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کی ذات کے بارے میں جو باتیں مجھے یاد آ رہی ہیں، وہ یہ ہیں: وہ کالج سے ریٹائر ہو گئے لیکن کالج میں ان کی آمدورفت جاری رہی، کبھی وہ خود تشریف لے آتے اور کبھی ہم انھیں کسی خاص موقع پر مدعو (invite) کر لیتے اور مل بیٹھنے کا سامان بہم پہنچ جاتا۔

کالج میں .C.T وغیرہ کے خواہش مند امیدواران کو داخل کرنا ان کے ذمے تھا، میں اس سلسلے میں ان کا معاون ہوتا تھا۔

وہ اصول پسند اور ایماندار آدمی تھے۔ خواہش مندوں کو merit پر داخلہ دیتے تھے۔ مجھے یاد نہیں، کبھی انھوں نے کسی کی حق تلفی کی ہو یا کسی سے ناانصافی کی ہو۔

وہ وقت کے بہت پابند تھے اور اپنی ہر ذمہ داری اچھے طریقے سے نباہنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے اور اس میں کامیاب بھی رہتے تھے۔ وہ کالج اوقات کار سے پندرہ بیس منٹ پہلے کالج میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ میں کالج کے ہاسٹل کا سپرنٹنڈنٹ بھی تھا۔ میرے پاس ہوسٹل میں آ جاتے۔ اعلیٰ ادبی ذوق کے مالک نذر جالندھری بھی وہاں موجود ہوتے تھے۔ حافظ صاحب اور نذر صاحب ادبی ذوق کے اشتراک کی وجہ سے زیادہ قریب تھے اور خوب مجلس جمتی تھی۔ رانا مشتاق صاحب کالج میں لائبریرین کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کے پاس لائبریری میں حافظ صاحب کا فارغ وقت گزرتا تھا۔ میرے پاس گھر میں بھی کبھی کبھار تشریف لے آتے تھے اور میں بھی ان کے ہاں چلا جاتا تھا۔ میرے بیٹے نصیر احمد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت پیار کرتے تھے۔ پیار سے اس کو ''ملنگ'' کہتے تھے۔

حافظ صاحب کے پاس پیشہ وارانہ knowledge بھی تھا اور وہ ایک بہترین ماہر تعلیم (educationist) تھے۔ اس لیے ان کی ذات سے طلبا اور زیر تربیت مدرسین کو کماحقہ فائدہ پہنچتا تھا۔ وہ اپنے پیشے سے مخلص تھے۔ کالج میں تمام تر ادبی پروگراموں کی تیاری اور انعقاد میں پوری دلچسپی لیتے تھے، بلکہ سرپرستی فرماتے تھے۔ طلبا کے لیے تقریری مقابلوں کے لیے عنوانات کا انتخاب ہو یا ان کی تیاری و مشق کا مرحلہ، مختلف قسم کے کوئز پروگرام ہوں یا نعت گوئی کے مقابلے یا طالب علموں کے ذہنی آزمائشوں کی تیاری اور اطلاق، وہ دل جمعی، شوق اور ذمہ داری سے یہ فریضہ بخوشی انجام دیتے تھے۔ فیصل آباد کی علمی وادبی مجالس میں اکثر شرکت کرتے تھے۔

انھوں نے بچپن میں اپنے والد گرامی سے درس نظامی اور مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کی تھی، قرآن مجید کے بھی وہ حافظ تھے اور بہترین مقرر تھے۔ مجھے پہلے معلوم نہ تھا کہ وہ عالم دین بھی ہیں۔ پھر ایک دن بات سے بات نکلی اور مجھے معلوم ہوا۔ بات یہ تھی کہ مولانا حکیم محمد یعقوب کا ذکر ہوا تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ جب میں سرگودھا میں تعینات تھا، مولانا یعقوب صاحب، رانا عبدالرحمٰن، ہیڈ ماسٹر جاوید ماڈل ہائی سکول چک نمبر 483 گ ب سمندری، فیصل آباد کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے۔ اس سکول کے سلسلے میں کچھ کام تھا۔ یہ ایک پرائیویٹ سکول تھا جس کے سربراہ رانا عبدالرحمٰن (کمالیہ) مرحوم تھے اور مولانا محمد یعقوب صاحب وہاں اوٹی اردو تھے اور نویں دسویں جماعتوں کو اردو، اسلامیات اور فارسی پڑھاتے تھے۔ 1972ء میں یہ سکول قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ تب وہاں میں ہیڈ ماسٹر تھا اور حافظ صاحب نے بتایا کہ وہ قیام پاکستان سے پہلے سے مولانا محمد یعقوب صاحب کو جانتے ہیں۔ وہ دونوں حافظ صاحب کے والد کے پاس دینی تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ تب مجھے پتا چلا کہ حافظ صاحب عالم دین بھی ہیں۔

حافظ صاحب پڑھنے پڑھانے کی دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور گہرا تعلق رکھتے تھے۔ انتظامی معاملات سے ان کو دلچسپی کم تھی وہ کچھ عرصہ چک نمبر 2 رام دیوالی، فیصل آباد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیڈ ماسٹر بھی رہے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ منتظم کی بجائے استاد تھے۔ ماہر تعلیم تھے، محقق عالم تھے، صاحب تصنیف تھے۔ اور بہت کچھ تھے۔ ایک دو مرتبہ کالج کی سالانہ رپورٹ بھی شائع کی گئی تھی اور اس کی planning سے لے کر printing تک حافظ صاحب نے اس کی نگرانی فرمائی، حتیٰ کہ وہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر کتابی صورت میں وجود میں آئیں۔

وہ کالج میں most senior تھے بلکہ وائس پرنسپل تھے لیکن عام معمول سے ہٹ کر وہ پرنسپل کی زیادہ عزت کرتے تھے اور اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ سربراہ ادارہ کے خلاف کسی بھی محاذ کا حصہ نہ بنتے تھے۔ اس کے برعکس سٹاف اور سربراہ کے درمیان پل کا کردار ادا کر کے مسائل کے حل کرانے میں معاونت فرماتے تھے۔

حافظ صاحب اچھے طلبا کا بہت خیال رکھتے تھے حتیٰ کہ ضرورت مندوں کی مالی امداد بھی خوش دلی سے کیا کرتے تھے۔

وہ کردار کے غازی تھے، بڑے خوددار اور دیانت دار آدمی تھے۔ وہ ایک عرصہ تک A.D.I رہے تھے۔ وہ اپنے حلقے میں سکولوں کے معائنے کے لیے جاتے تو وہاں کھانے پینے سے گریز کرتے تھے۔ اس ضمن میں کسی ہدیے، تحفے اور دعوت کو رشوت سمجھتے تھے۔ مگر دوستوں کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔ ہمارے ایک مشترکہ دوست میاں مشتاق تھے۔ وہ ڈپٹی ڈی او ایجوکیشن بن کر چنیوٹ گئے۔ انھوں نے ہماری دعوت کی، ہم سب چنیوٹ گئے اور ان کی دعوت سے لطف اندوز ہوئے۔ انھوں نے ہمیں دریائے چناب میں کشتی رانی سے بھی محظوظ کیا۔ حافظ صاحب شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض تھے۔ وہ کشتی میں سوار ہونے سے کتراتے تھے۔ بڑی مشکل سے ان کو کشتی میں سوار ہونے پر راضی کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ کشتی دریا کے درمیان جا کر بے قابو ہوگئی۔ ملاح بے بس ہوگیا، ہم نے ملاح سے کہا کہ کشتی کو قابو کرے کیونکہ حافظ صاحب تو پہلے ہی کشتی میں بیٹھنے سے گھبراتے تھے۔ ہم سب پریشان ہو گئے۔ مگر جلد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کشتی خطرے سے باہر آ گئی اور ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ بیماری کی وجہ سے حافظ صاحب کی طبیعت بہت حساس ہوگئی تھی۔ وہ کالج میں کھیلوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ہمارے کالج کا ٹورنامنٹ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن میں منعقد ہوتے تھے، وہ وہاں نہیں جاتے تھے۔

ان کی طبیعت میں فیاضی کا عنصر بہت غالب تھا، ان کا گھر کالج سے قریب ہی تھا۔ وہ اکثر پیدل آیا کرتے تھے۔ راستے میں سائل ومحتاج مل جاتا تو دس بیس روپے دیتے تھے۔ دس روپے اس زمانے میں بہت رقم ہوتی تھی اور وہ بیس روپے بھی دے دیا کرتے تھے۔

وہ اہل حدیث تھے اور عالم دین تھے، مگر تنگ نظری اور تعصب سے بہت دور، وسیع النظر اور کھلے دل کے مالک تھے۔ کالج میں ایک عبدالخالق توکلی اہل سنت والجماعت بریلوی مسلک سے وابستہ تھے۔ حافظ صاحب ان کے ساتھ بھی adjustment کر لیتے تھے۔ کبھی منافرت نہیں پھیلاتے تھے۔ ہمیشہ اخوت، اتحاد اور محبت کا درس دیتے تھے۔ دوسرے مسالک کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور میل جول رکھتے تھے۔ خواہ مخواہ دل تنگ نہیں کرتے تھے۔

فیصل آباد کے معروف اہل علم مفتی محمد اسحاق کے ساتھ حافظ صاحب کی بہت دوستی تھی۔ ان کی اقتدا میں جمعہ بھی ادا کرتے اور جمعے کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوتی تھی، اس میں بھی شریک ہوتے تھے۔ مفتی صاحب بھی ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ مجھے بھی انھوں نے مفتی صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھنے کی دعوت دی۔ میں نے بھی ان کے پیچھے دو چار جمعے پڑھے۔ وہ جمعے کا خطبہ ایک منفرد انداز میں دیتے تھے۔ سامنے refrence کی کتب رکھتے اور بوقت ضرورت کتاب کھول کر باحوالہ دلیل دیتے تھے۔ بالکل جیسے وکلا کسی مقدمے میں جج کے روبرو دلائل دیتے ہیں۔ میں نے سنا تھا کہ مفتی صاحب بہت ذہین وفطین آدمی ہیں۔ میٹرک تک عصری تعلیم پائی تھی اور میٹرک میں بورڈ میں ٹاپ کیا تھا۔ پھر دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ ان کی تحقیقات اور نظریات سے لوگوں کو ان کی زندگی میں بھی اختلاف تھا اور اب بھی ہے۔ مفتی صاحب، حافظ صاحب کا بہت احترام کرتے تھے۔

حافظ صاحب شوگر کے مریض تھے اور بالآخر مرض نے ان پر غلبہ پالیا۔ وہ صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

134299

فراش ہو گئے۔ میں کئی بار رانا مشتاق صاحب (لائبریرین) کے ہم راہ ان کی رہائش گاہ پر ان کی عیادت کے لیے گیا۔ آخر ایک دن افسوس ناک اطلاع ملی کہ حافظ محمد سلیمان صاحب اس جہان رنگ و بو کو چھوڑ کر خلد بریں کی طرف کوچ کر گئے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی نیکیوں کو قبول کرے اور خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان مرحوم

پروفیسر زاہد عطا چیمہ (زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد)

غالباً اکتوبر 1996ء کی سہ پہر حسب معمول چودھری صفدر علی مرحوم سے ملنے حاضر ہوا تو وہاں ایک شخصیت تشریف فرما تھی۔ چودھری صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ حافظ سلیمان رندھاوا صاحب ہیں اور میرا تعارف حافظ صاحب سے کروایا۔ یہ ہماری پہلی ملاقات تھی، جس میں حافظ صاحب نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا۔ یونیورسٹی سے چھٹی کے بعد میں چودھری صفدر صاحب کے پاس بارروم میں روزانہ حاضری دیتا۔ عصر کے وقت حافظ صاحب بھی وہاں تشریف لے آتے۔ شام تک وہاں نشست رہتی۔ مغرب کے وقت ہم ''تھری سٹار'' ہوٹل چنیوٹ بازار چلے جاتے۔ حافظ صاحب اور چودھری صاحب کو اتار کر میں گاڑی پارک کر کے آتا۔ عشاء تک ہم وہاں رہتے۔ ان دنوں حکیم شریف احسن صاحب بھی وہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ حافظ صاحب، حکیم صاحب، چودھری صاحب اور کچھ دیگر احباب علمی گفتگو کرتے اور ہم ان سے استفادہ کرتے۔

حافظ صاحب کبھی کبھی عصر کے وقت ویگن پر بیٹھ کر میری رہائش گاہ نزد عزیز فاطمہ ہسپتال تشریف لے آتے۔ پھر ہم دونوں وہاں سے مختلف احباب کے پاس چلے جاتے۔ ان میں چودھری صفدر، چودھری رفیق حسین، ڈاکٹر ریاض مجید صاحب شامل ہیں۔ حافظ صاحب میٹھی چیزوں کے بڑے دل دادہ تھے۔ مجھے کبھی نشاط سینما کے سامنے فالودہ کھانے لے جاتے اور کبھی سلیمی چوک ستیانہ روڈ پر جلیبیاں کھانے کے لیے لے جاتے۔ دوران سفر ہم مختلف موضوعات پر گفتگو بھی کرتے۔

ایک دو مرتبہ مجھے جھال خانوآنہ کے قریب مولانا اسحاق صاحب کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لیے بھی لے گئے۔ جمعہ کے بعد مولانا اسحاق صاحب کے ساتھ نشست بھی ہوتی جس میں دینی موضوعات پر سوال وجواب ہوتے۔ وہاں حافظ صاحب نے مجھے مولانا اسحٰق صاحب کی تقریروں کا مجموعہ ''اتحاد امت'' پڑھنے کو دیا، جو حافظ صاحب اور مولانا کے کچھ شاگردوں نے مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب نے درود شریف کی اہمیت اور فضائل پر ایک کتاب مرتب کی جو احباب میں بہت مقبول ہوئی۔ اس کے بعد حافظ صاحب نے شرک کے حوالے سے بھی ایک کتاب مرتب کی۔ ان دونوں کتابوں کے بارے احباب کہتے ہیں: حافظ صاحب نے پہلے میٹھی گولی کے طور پر درود شریف کا کتابچہ لکھا اور اب کڑوی گولی کے طور پر اپنا اصلی مقصد بتایا۔

ایک مرتبہ میں نے حافظ صاحب سے مل کر پروگرام بنایا کہ ہم جمعہ کی نماز شہر کی مختلف مساجد میں ادا کیا کریں گے۔ جامعہ رضویہ جھنگ بازار، جامع مسجد کچہری بازار، تحصیل والی مسجد، دعوت اسلامی کی مسجد (واقعہ سوساں روڈ)، المرکز الاسلامی چنیوٹ بازار قابل ذکر مساجد ہیں، جہاں ہم نماز جمعہ ادا کرتے رہے۔

حافظ صاحب کچھ مخصوص نظریات رکھتے تھے۔ اہل حدیث کے قریب تر ہونے کے باوجود معتدل مزاج تھے اور کئی باتوں میں تو بالکل ہی مختلف خیالات کے حامل تھے۔ ہر مہینے میں ایک اتوار کو میرے گھر دوپہر سے پہلے کچھ احباب کی نشست ہوتی جن میں چودھری صفدر، ماسٹر عابد، پروفیسر عارف رضا، صوفی طفیل، حافظ سرور چشتی، صادق نہنگ حکیم سرفراز اور جاوید چیمہ شریک ہوتے۔ کھانے سے پہلے یہ نشست تقریباً عصر تک چلتی، جس میں تصوف کے موضوع پر گفتگو ہوتی۔ حافظ سرور چشتی کا گفتگو کرنے کا ایک خاص ڈھنگ تھا۔ وہ اونچی آواز میں قرآن، مثنوی مولانا روم اور دیگر کلام پڑھتے۔ ایک مرتبہ ابھی دوسرے احباب تو نہیں آئے تھے لیکن حافظ سلیمان اور حافظ سرور پہلے تشریف لے آئے۔ میں اندر پانی لینے گیا اور ان کی گفتگو شروع ہو گئی۔ حافظ سرور اونچی آواز میں بول رہے تھے اور حافظ سلیمان ان کے انداز تکلم پر معترض ہوتے ہوئے ان کو قرآن مجید کی ایک آیت سنا رہے تھے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ سب سے بدتر یا اونچی آواز گدھے کی آواز ہے

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ [31:لقمان:19]

اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز کو پست رکھو، بے شک آوازوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

حافظ سرور صاحب بھی تلخی سے جواب دے رہے تھے۔ میں نے آ کر ان کو تھوڑا ٹھنڈا کیا۔ دیگر احباب کی آمد تک یہ جھڑپ ختم ہو چکی تھی۔ میں نے اس بارے میں دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احباب کو بتایا، مجھے بھی حافظ سرور صاحب کا اونچی آواز میں بیان قدرے اچھا نہیں لگتا تھا، لیکن وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتے تھے۔ کرنا یہ ہوا کہ اس جھڑپ کے کچھ عرصہ بعد حافظ سرور صاحب کی گفتگو کا وہ جوش اور طنطنہ باقی نہ رہا اور حقیقت یہ ہے کہ حافظ سرور کی گفتگو کا پھر کبھی لطف نہیں آیا۔

ہم کبھی کبھی محمد یسٰین کے گھر سرفراز کالونی میں اونٹ کا گوشت کھانے جایا کرتے تھے۔ یسٰین کی بیوی کو کھانے کی خاص ترکیب آتی تھی۔ اگر پہلے سے معلوم نہ ہوتو کوئی بندہ یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ کون سا گوشت ہے۔ چودھری صفدر اور یٰسین گردے کپورے کھانے کے بہت شوقین تھے۔ حافظ صاحب اور میں کپورے نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہ ان کو مکروہ جانتے تھے، مگر یٰسین گردے کپوروں کے ساتھ مٹر وغیرہ مکس کر کے پکاتے تھے، اور حافظ صاحب ان کو سبزی سمجھ کر کھا جاتے تھے، اور یٰسین ان کو کہتا تھا کہ حافظ صاحب پھلیاں (beans) کھا رہے ہیں۔

ہمارا حافظ صاحب سے ہلکا پھلکا مزاح بھی چلتا رہتا تھا۔ میرے بیٹے فرقان کی خواہش ہوتی تھی کہ بندے اس کے ساتھ بات کریں یا ہاتھ ملائیں۔ کبھی کبھی فرقان بڑے سخت ناخن چبھوتا تھا جو حافظ صاحب سے برداشت نہیں ہوتے تھے تو بلا ساختہ کہتے: جاؤ اپنے والد کو ناخن مارو، اور ہم انھیں کہتے: حافظ صاحب اس سے بات کریں یا اس کا دل لگائیں۔ حافظ صاحب کو جب شوگر کا معلوم ہوا تو انھوں نے چینی اور میٹھی چیزوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ مثانہ اور پیشاب کا مسئلہ بھی ہو گیا، اس سے حافظ صاحب نے گھر پر رہنا شروع کر دیا۔

اب ہم بھی کبھی کبھار ان سے ملنے جاتے تھے اور حافظ صاحب بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ پھر گھر میں گر گئے اور ان کے دونوں کولہے ٹوٹ گئے۔ حافظ صاحب کے تینوں صاحب زادوں نے ان کی بہت خدمت کی۔ باتیں اور یادیں تو بہت ہیں لیکن اختصار کرتے ہوئے اختتام کرتا ہوں۔ حافظ صاحب ایک دن 29 اگست 2008ء کو ہمیں چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے اور اپنی یادیں ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آمین!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوست ایک ساتھی

طارق محمود صاحب (ایک صاحب علم ودانش)

اپنے ایک دوست کی وفات پر مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا: ''اگر آج بھی نہ روئے تو گریہ کس دن کے لیے بنا تھا۔ بندے نہیں جانتے اور مالک جانتا ہے سبھی کو اللہ اپنی امان میں رکھے۔ کبھی یہ خیال تسکین دیتا ہے کہ اس خاکدان میں جو بچھڑ گئے کبھی ان سے ملاقات ہوگی۔ (صحافی ہارون الرشید)

سمن آباد میں زرد رنگ کا ایک گھر ہے۔ بحر روم کے کنارے دھوپ میں جگمگاتے ہسپانوی گھروں کی سی شباہت لیے ہوئے، اک گونہ تمکنت اور تشرف کے احساس کے ساتھ شرف جو مکان کو مکین سے ہوتا ہے۔

ہمارے ممدوح حافظ سلیمان نے امرت سر کے مردم خیز خطے سے زندگی کے سفر کا آغاز کیا۔ ذہین، رواداراور مرنجاں مرنج طالب علم تھے۔

حفظ القرآن اور عربی فارسی زبانوں کے علم وادب سے آشنا ہو کر ایک دل آویز شخصیت نے تشکیل پائی۔ امرت سری جٹ ہونے کے باوجود وہ مولانا مودودی، مولانا غلام رسول مہر کی محفلوں میں گفتگو کے اہل تھے۔ جوش کے الفاظ مستعار لیے ہوئے، ان کی ذات میں خلاقی کے کئی شہر آباد تھے۔ تقسیم سے قبل وہ انجینئرنگ کالج میں داخل ہوئے مگر تقسیم کے ہنگاموں میں یہ تعلیم ادھوری ہی رہ گئی، جس کا کوئی افسوس نہ کرتے تھے۔ انھوں نے اپنا کیریئر تعلیم وتدریس میں بنایا اور وائس پرنسپل کے عہدے تک پہنچے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے ایک متحرک زندگی گزاری۔ دوست دار اور دوست پرور تھے۔ ان کے دوستوں کے کئی حلقے تھے، جن کے ساتھ اکثر نشست رہتی تھی۔ مجھے بھی آپ ان کا جونیئر دوست یا برخوردار سمجھ لیں۔ دراصل وہ میرے والد صاحب کو بھی جانتے تھے، جنھوں نے حافظ صاحب کا ذکر بہت اچھے الفاظ میں مجھ سے کیا ہوا تھا۔ شاید اسی حوالے سے بھی حافظ صاحب مجھ پر خاص شفقت فرماتے تھے۔ تاہم ان کے چاہنے والوں میں ہر عمر کے افراد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شامل تھے۔ ہم جونیئر لوگوں کے ساتھ ان کے رویے میں کچھ دوستی اور کچھ بزرگانہ شفقت کا دل کش امتزاج تھا، جیسا کہ مولانا ابوالخیر مودودی نے کہیں لکھا ہے:

''بزرگی میں دوستی کا دل کش امتزاج، بے تکلفی میں تکلف، تکلف میں بے تکلفی، چھوٹا سا غیر مبہم ایک خط، حد فاصل بھی، حد اشتراک بھی۔''

علم و ادب کی الجھنوں کی الجھنوں اور دقیق نکتوں کو چٹکی بجانے میں واضح کر دیتے۔ زندگی میں انھوں نے بہت پڑھا لکھا۔ ایک دفعہ انھوں نے مشرق و مغرب کے فلسفہ پر ایک ضخیم کتاب مجھے دی جسے فلسفہ کا چھوٹا سا انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے۔ حاشیوں پر لکھے ہوئے ان کے نوٹس اور حوالہ جات سے پتا چل رہا تھا کہ کس عرق ریزی سے مطالعہ کر چکے تھے۔

ان کی زندگی محکمہ تعلیم کے انتظامی اور تدریسی مشاغل میں گزری۔ اس ضمن میں مشاہدات و تجربات کا بڑا ذخیرہ ان کے پاس تھا جسے قلم بند کرنے کی درخواست میں ہمیشہ سے ان سے کرتا رہا کہ میں نے ان کی کچھ نثری تحریریں دیکھی تھیں۔

ان کے طرز تحریر میں سادگی، دل کشی اور شگفتگی تھی۔ تاہم تعلیم مشاہدات پر لکھنے کی میری درخواست ہمیشہ ٹال دیتے۔ دراصل ان کی پوری توجہ مطالعہ قرآن و حدیث پر مرکوز ہو چکی تھی۔ انھوں نے دور حاضر کے مسائل و معاشرت کو سامنے رکھ کر احادیث کا ایک مجموعہ شائع کروایا تھا۔ جسے وہ بجا طور پر توشۂ آخرت سمجھتے تھے۔

انھوں نے سچائی اور اصول پرستی کی اعلیٰ اقدار کی روشنی میں سلامت روی اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کی۔ احترام آدمیت، مروت اور ایثار ان کے اوصاف تھے۔ شائستگی اور شیریں بیانی پر زور دیتے۔ اکثر اپنا ماٹو بیان کرتے: ''ذرا میٹھا پا کے''

روز و شب کا کارواں چلتا جاتا ہے، اجلے آسمان پر پرندے اڑتے ہیں، خوب صورت کناروں کے بیچ بہتی نہر کا پانی جنوب کی طرف رواں ہے۔ ایسی میں کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ نہر کے پاس اپنے گھر سے نکلوں اور نہر کے کنارے خوب صورت پھولوں سے لدے اشجار سے باتیں کرتا ہوا زرد رنگ کے ہسپانوی گھر جاؤں۔ ایک نظم کے مصرعے گنگناتے ہوئے جوان کو بہت پسند تھے۔ سنگ ریزے اور گلاب سب کے سب اچھے لگے اس کے گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہوئے"، لیکن زرد رنگ کے مکان میں وہ مکین تو رہا نہیں اور مکاں کا شرف تو مکین سے ہوتا ہے۔

ہاں البتہ کبھی یہ خیال تسکین دیتا ہے کہ اس خاک دان میں جو بچھڑ گئے ان سے ملاقات ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان ﷫

میاں محمد یٰسین (ایک صحافی ہم نشیں)

29 اگست 2008ء کی حبس آلود شام اچانک میرے موبائل کی گھنٹی بجی محترمی چودھری صفدر علی نے افسردہ آواز میں افسوس ناک خبر سنائی کہ حافظ سلیمان صاحب فوت ہو گئے۔ عشاء کے بعد جنازہ ہوگا۔ اس خبر کے سنتے ہی یادوں کا دبستان کھل گیا۔ دو دہائیوں پر محیط تعلقات کی فلم ذہن کی سکرین پر چلنے لگی، یادوں کا دریچہ کھلا تو ان کا شفیق چہرہ، دل آویز مسکراہٹ اور پر مغز گفتگو یاد آئی۔

حافظ محمد سلیمان ممتاز ماہر تعلیم، جید عالم دین، مستند دانش ور اور اعلیٰ پائے کے منتظم تھے۔ وہ شہر کے علمی اور ادبی حلقوں میں انتہائی مقبول تھے۔ وہ دو کتب اور بے شمار علمی و تحقیقی مقالوں کے مؤلف تھے۔ حلقہ احباب میں علما، شعرا، ادیب اور صحافی، پروفیسر، وکیل، تاجر سبھی شامل تھے۔ مسلک اور نظریات کبھی تعلق اور دوستی کے درمیان رکاوٹ نہیں بنے۔ تقریباً تمام مقامی مشاہیر سے ان کے تعلقات تھے۔ دوستوں میں مفتی محمد اسحاق، ڈاکٹر ریاض مجید، عارف رضا، نذر محی الدین، اشرف عارف، حافظ لدھیانوی مرحوم، قاری محمد اکبر، ڈاکٹر طاہر رضا چیمہ شامل تھے۔ بعض مسائل میں وہ اپنی الگ رائے رکھتے تھے، اپنے نظریات پر سختی سے کاربند رہنے کے باوجود بحث میں کبھی ذاتیات کو نہ لاتے تھے۔ فریق مخالف کی بات خندہ پیشانی سے سنتے۔ گھنٹوں ان سے بحث ومباحثہ رہتا مگر مجال ہے کہ کبھی محفل سے مکدر اٹھے ہوں۔ اگر کسی بات کا جواب نہ دینا چاہا تو ہلکی مسکراہٹ سے طرح دے جاتے۔ ممتاز دانش ور مارٹن لنگر کی کتاب ''تصوف کیا ہے؟'' کے مترجم ڈسٹرکٹ بار کے سابق صدر چودھری صفدر علی کے پاس شہر بھر کے ادبا، شعرا، صحافیوں اور اہل علم کی محفل سجتی تھی۔ حافظ سلیمان صاحب کئی سال ان محافل میں باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے اور اپنی دلچسپ شخصیت کی وجہ سے اہل علم کی مجلس میں مقبول تھے۔ یہ مجلس آج ان کے بغیر سونی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ درجے کے سخن فہم تھے۔ ہزاروں اشعار یاد تھے جنھیں اپنی گفتگو اور تحریروں میں شامل کرتے۔ اعلیٰ پائے کے منتظم تھے۔ محکمہ تعلیم میں بہت سے انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ ہمیشہ محنت، توجہ اور لگن سے کام کیا۔ انتہائی شفیق اور مہربان استاد تھے۔ مطالعہ بہت وسیع تھا، طلبا کو بھی مطالعہ کی طرف راغب کرتے، طلبا کی صلاحیتوں کو نکھارنے پر خاص توجہ دیتے۔

بہت مہمان نواز تھے۔ گھر پر دوستوں کو بلاتے اور لذیذ کھانوں سے ان کی خاطر تواضع کرتے۔ خود میٹھی چیزیں بہت پسند کرتے تھے۔ مگر وفات سے چند سال قبل شوگر کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ بیماری شدید نوعیت کی نہ تھی پھر بھی اپنے پسندیدہ کھانوں کا سلسلہ موقوف کر دیا۔

مفتی محمد اسحاق ﷫ کے علم کے بہت قدر دان تھے۔ انھوں نے ایک خطبہ ''وحدت امت'' کے عنوان سے دیا جس کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ اشاعت کے بعد ملک بھر کے علما کرام، دانش وروں، صحافیوں، سیاست دانوں تک اس کی ترسیل کو ممکن بنایا۔ اس وقت شیعہ سنی جنگ عروج پر تھی۔ تکفیر کے فتوے عام تھے۔ ایسے حالات میں وحدت امت کی بات کرنا بہت جرأت، دلیری اور حوصلے کا کام تھا۔ اب تک اس کتاب کے بیسیوں ایڈیشن چھپ کر لاکھوں قلوب کو منور کر چکے ہیں۔ حافظ صاحب نے مختلف عنوانات کے تحت احادیث کا انتخاب کیا۔ اپنے بہت سے دوستوں کو بھی شریک کیا۔ بعد میں اس کی تخریج کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ جان جوکھوں کا کام تھا لیکن اپنے بڑھاپے اور بیماری کے باوجود یہ کٹھن مرحلہ طے کیا۔ اس سلسلے کی دو کتب: ''درود وسلام''، ''توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری'' کے عنوان کے نام سے طارق اکیڈمی نے شائع کی۔ بعد میں صحت نے اجازت نہ دی کہ وہ اس سلسلے کو آگے بڑھا سکیں۔

حافظ صاحب کا تعلق رندھاوا خاندان سے تھا جو اپنے اکھڑپن کی وجہ سے مشہور ہے مگر حافظ صاحب بڑے مہربان، متواضع اور حلیم الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ امرتسر کے ایک گاؤں بھینی سدھواں میں یکم دسمبر 1928ء کو پیدا ہوئے۔ والد مولانا عطاء اللہ جید عالم دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا داؤد غزنوی کے ہم سبق، مولانا عبدالجبار غزنوی سے دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے آبائی گاؤں بھینی سدھواں میں مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم فرمایا، اور وہیں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے علما کرام شامل ہیں، جن میں مولانا اسماعیل ذبیح، حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا محمد حسین شیخوپوری اور مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور لوگ شامل ہیں۔

حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔ 13 سال کی عمر تک درس نظامی کے ساتھ قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔ 1945 میں ایم بی ہائی سکول جنڈیالہ ضلع امرتسر سے میٹرک میں ضلع بھر سے اول پوزیشن حاصل کی۔ 1938ء میں پٹھان کوٹ میں مولانا مودودی رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات کی اور وہ مولانا کے تبحر علمی اور شخصی عظمت کے معترف تھے۔

حافظ صاحب انتہائی خوددار اور self-made انسان تھے۔ انتہائی نامساعد حالات میں تعلیم حاصل کی۔ اپنی لیاقت اور محنت سے اعلیٰ عہدوں تک رسائی حاصل کی۔ ایف، ایس سی اعلیٰ نمبروں سے پاس کی۔ داخلہ میرٹ پر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ہوگیا۔ مگر وسائل نہ تھے اس لیے ارادہ ترک کردیا۔ اس بات کا علم ایک مخیر شخص کو ہوا اس نے بلایا اور کہا کہ تم تعلیم حاصل کرو۔ اس کے تمام اخراجات میں ادا کروں گا۔ اس نے 400 روپے ان کے حوالے کیا، تم لاہور جا کر فیس جمع کرواؤ۔ حافظ صاحب لاہور گئے، ابھی فیس جمع نہ کروائی تھی کہ دل میں یہ خیال آیا کہ میں ساری زندگی اس شخص کے زیر احسان رہوں گا۔ یہ سوچ کر واپس آ گئے، جتنی رقم آمدورفت میں خرچ ہوئی تھی، اس کا انتظام کر کے اس شخص کو 400 روپے واپس لوٹا دیے۔

ہجرت کے دوران ان کے والد مولانا عطاء اللہ شہید ہو گئے۔ پاکستان آئے تو انتہائی نامساعد حالات تھے۔ نیا وطن اور روزگار کے ذرائع مفقود۔ مگر انھوں نے ہمت نہ ہاری، اور حالات کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کیا۔ پرائیویٹ بی۔ اے کیا۔ ضلع بورے والا کے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکول میں بطور استاد تعینات ہوئے۔ جلد ہی سکول کا رزلٹ ضلع بھر میں نمایاں ہو گیا۔ بطور اے ڈی آئی ملتان تعینات کر دیا گیا۔ بعد میں اسی حیثیت سے ٹوبہ اور سرگودھا میں فرائض سرانجام دیے۔ سرگودھا میں اسسٹنٹ انسپکٹر کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ بعد میں بطور S.S.T. گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز میں تعینات ہوئے اور وائس پرنسپل کی حیثیت سے 1988ء میں ریٹائر ہوئے۔ مجلہ ''تعلیم وتحقیق'' کے حصہ انگریزی کے چیف ایڈیٹر بھی رہے۔ ان کے تینوں صاحبزادے انتہائی سعادت منداور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ بڑے صاحبزادے ڈاکٹر شاہد احمد، منجھلے اشفاق احمد ایوب ریسرچ میں ریسرچ آفیسر ہیں اور سب سے چھوٹے ڈاکٹر طاہر احمد ہیں۔

حافظ صاحب نے بھرپور زندگی گزاری، دوستیاں بنائی اور انھیں خوب نباہیا۔ ساری زندگی جدوجہد میں گزری۔ سکون سے بیٹھنا ان کے لیے محال تھا۔ اقبال نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

دعا ہے اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو ان کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے مہربان حافظ محمد سلیمان ؒ

عبدالرحمن صاحب (نامور ماہر مختلف مکاتیب فکر)

یہ 1989ء کی جولائی کی بات ہے کہ میں ایک دن اپنے استاد محترم مولانا محمد اسحاق ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مسجد کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ چارپائی پر بیٹھے تھے اور میں نیچے دری پر بیٹھا تھا۔ ایک بزرگ تشریف لائے، مولانا ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کو چارپائی پر بیٹھنے کا کہا۔ انھوں نے جواب دیا: مولانا میں اہل حدیث ضرور ہوں مگر گستاخ نہیں۔ میں آپ کے برابر چارپائی پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اچھے فقرے کا میں بڑا قدردان ہوں، میں نے استادِ محترم سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا: حافظ سلیمان صاحب ہیں۔ پھر انھوں نے ہم دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا۔ اس دن کے بعد پوری زندگی حافظ صاحب نے میرے ساتھ بڑی شفقت کا معاملہ کیا۔

حافظ صاحب ہر اتوار مجھے کسی اہل علم سے ملواتے۔ ان کی وجہ سے میں نے چودھری صفدر صاحب، پروفیسر ڈاکٹر آغا سلیم صاحب، حافظ لدھیانوی صاحب، علامہ اقبال کے دوست چودھری لطیف رندھاوا صاحب کی زیارت کی۔ حافظ صاحب اچھے دوست، اچھی کتاب اور اچھی بات میں دوستوں کو ضرور شریک کرتے تھے۔

ان سے ہمیں علمی مدد بھی ملی اور ان کی زیرنگرانی استادِ محترم کا خطبہ ''وحدت امت'' نامی کتابچہ کی صورت میں سامنے آیا۔ جب بھی میرے منہ سے کوئی ایسی بات نکلتی جو حافظ صاحب کو اچھی لگی تو انھوں نے حوصلہ افزائی ضرور کی۔ اس کا ناغہ وہ نہیں کرتے تھے۔ ان کو دوستوں کی ذاتی مدد کا بھی بڑا خیال تھا۔ 1993ء میں حادثہ میں میری ٹانگ ٹوٹی تو میرا حال پوچھنے گھر تشریف لائے اور ساتھ میں اپنے ڈاکٹر بیٹے کو بھی لائے۔ ہمارا اس دوران بار بار حال پوچھتے رہے۔

وہ محفل کی رونق تھے۔ چوں کہ ان کا مطالعہ بہت زیادہ تھا، ہم بھی دھیان سے ان کی بات سنتے۔ وہ بیٹھے بیٹھے ہماری رہنمائی کرتے تھے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم عموماً کم آمیز ہوتے ہیں کیونکہ زیادہ مراسم ہوں تو علمی کام میں حرج ہوتا ہے لیکن حافظ صاحب لوگوں سے تعلقات نباہتے تھے۔ان کی ملاقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ وہ بڑے چھوٹے سب سے ملتے اور ہر آدمی یہ سمجھتا کہ زیادہ پیار مجھ ہی سے ہے۔اپنے تعلیمی پس منظر، وسیع مطالعہ اور علمی مجلس کی وجہ سے ان کا علمی معیار بھی بہت بلند تھا۔کم درجہ کی کتاب یا بات میں ان کے لیے کوئی کشش نہ تھی۔معیاری کتب کے شوقین تھے۔اعلیٰ علمی شخصیات کے قدر دان تھے۔ان کے بقول فیصل آباد شہر میں اس وقت عالم آغا سلیم تھے۔ اور محقق استاد محترم مولانا محمد اسحٰق تھے۔

حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سعادت مند بیٹے عطا کیے جو ان کا نام روشن رکھے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ یادیں، کچھ باتیں

محمد امین (کمپوزنگ سنٹر)

محترم حافظ محمد سلیمان ﷫ ایک دل آویز شخصیت کے مالک انسان تھے۔ بنیادی طور پر وہ ایک استاد تھے اور تعلیم وتعلم ان کا پیشہ تھا۔ ایک اچھے استاد کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ ابلاغ کے تمام قاعدوں اور ضابطوں سے آگاہ ہوتا ہے اور مشکل سے مشکل بات کو بھی نہایت سہل انداز میں طلبا کو ذہن نشین کروا دیتا ہے۔ حضرت حافظ صاحب کی تحریروں میں یہ پہلو بہت نمایاں ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی باتیں نہایت مہارت سے کر جاتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ ایک ماہر سنار نہایت خوبی سے سچائی کو زبان وادب کی انگشتری میں سجائے جا رہا ہے۔

موصوف کی دوسری خوبی یہ تھی کہ وہ کتاب وسنت سے والہانہ حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ جو بات لکھتے، قرآن وحدیث کے عین مطابق لکھتے اور پڑھنے والا بڑی آسانی سے بات کی تہ تک پہنچ جاتا۔ وہ ان دونوں ماخذوں سے باہر نہ جاتے۔ مبہم بات کرنا، ذومعنی جملے استعمال کرنا، دور کی کوڑی لانا اور باریک بات کرنا ان کی عادت نہ تھی۔ وہ دوٹوک کہتے تھے اور واضح انداز میں کہتے تھے۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے وہ مطلب کشید کرنے کی ہرگز کوشش نہ فرماتے جو نہایت دقیق اور غریب ہو اور سمجھ میں آنے والا نہ ہو۔ اس چیز کو وہ سعی لاحاصل خیال کرتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا کسی عبارت کا عنوان قائم کرتے تو قرآنی آیت کا ترجمہ یا حدیث کا مطلب مختصر طور پر استعمال کر لیتے۔ اگر عنوان ذرا لمبا بھی ہو جاتا تو چنداں تردد نہ کرتے۔ اکثر کہتے: عنوان، زیرِ عنوان مواد کی جان ہوتا ہے اور اس کو جان دار اور شان دار ہی ہونا چاہیے کہ بندہ پڑھے اور اولین لمحات میں دل نشین ہو جائے۔

حضرت حافظ صاحب بڑے حوصلے والے انسان تھے۔ کتاب لکھنا، کمپوز کروانا، پروف پڑھنا، پڑھوانا، کتاب کو منطقی انجام یعنی طباعت کے سب مراحل بحسن وخوبی طے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا ایک کارِ جاں گسل اور شغلِ سینہ کاوی ہے۔ یہ نقش ناتمام ہی رہتا ہے جب تک کہ خونِ جگر کی آمیزش نہ ہو۔ ہر کسی کے بس کی بات نہیں، وہی کر سکتے ہیں جن کے حوصلے زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب واقعتاً ایک حوصلہ مند انسان تھے اور نہایت خوبی سے ان تمام مراحل کو طے کر جاتے تھے۔

موصوف میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ تعلیم اور صحت کے میدان میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔ کام کے قدر شناس تھے اور کسی کا حق محنت بخوشی ادا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ان کے پوتے: ڈاکٹر شاہد صاحب کے فرزند ارجمند ایف. ایس سی. کے بعد کسی اچھے ادارے میں داخلے کے خواہش مند تھے۔ میں اور میرا ایک دوست (جو کہ الیکٹریکل انجینئر تھے) شریک مشورہ تھے۔ نظر انتخاب ''غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ'' پر ٹک گئی۔ میرے دوست نے کہا: ''نہایت مہنگا ادارہ ہے۔'' فرمانے لگے: ''صحت اور تعلیم پر خرچ کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہیے۔'' یعنی کوئی بات نہیں، گوہر علم انمول ہے، جس قیمت پر بھی ملے، لے لینا چاہیے۔

حضرت حافظ سلیمان ؒ کے ساتھ میری طویل رفاقت رہی ہے اور ان کی رفاقت کی کئی خوش گوار یادیں میرے سینے میں ان مٹ نقوش کی طرح نقش ہیں اور میں نے یادوں کی اس شمع کو جلا کر اپنی شاہ راہِ زندگی پر رکھا ہوا ہے اور اکثر اس سے ضیا پاتا رہتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَـــهٗ وَارْحَمْهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متاثر کن شخصیت

راوی: رانا محمد افضل طاہر (ریٹائرڈ سینئر ہیڈ ماسٹر)

تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

میں نے دوران ملازمت گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد میں ایم. ایڈ میں داخلہ لیا، میرا سیشن تھا(2000-1999)۔ محترم جناب حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم ومغفور ایک عرصہ پہلے گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ ان کے علم وتجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں ہمارے کالج میں توسیعی لیکچرز دینے کے لیے مدعو کیا جاتا تھا۔ یوں ہمیں ان کی زیارت کرنے، ان سے باتیں سننے اور ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ اس دوران میں انھیں بہت مرتبہ کالج میں بلایا گیا اور وہ تشریف لاتے رہے۔

ان کے لیکچر میں نصیحت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو دوستانہ ماحول میں ہوا کرتی تھی۔ اپنے لیکچرز کے دوران وہ استاد اور شاگرد کے روایتی ومصنوعی فرق کو ایک طرف رکھ کر تدریس کی ذمہ داریاں نبھاتے تھے۔ اس طرح سیکھنے والے ذرا کھلے ماحول میں بہت کچھ سیکھ جاتے تھے۔ حافظ صاحب کبھی کالج سے باہر ملتے تو دوستانہ ماحول میں ملتے اور انداز گفتگو بھی دوستانہ ہی ہوتا تھا۔

حافظ صاحب وقت کے بہت پابند اور قدر شناس تھے۔ طلبا میں بھی پابندی وقت کی صفت دیکھنا چاہتے۔ انھوں نے ایک دن سی ٹی کے ایک سٹوڈنٹ کا واقعہ سنایا۔ وہ روزانہ کلاس میں لیٹ آیا کرتا۔ انھوں نے اسے ایک دن جرمانہ کر دیا کہ شاید اس طرح وہ پابندی وقت کا خوگر ہو جائے ورنہ وہ سزا اور جرمانے کے قائل نہ تھے۔

حافظ صاحب روایتی ورسمی تعلیم کے مقابلے میں فنی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کو اکثر اجاگر کرتے رہتے۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارے یہاں میٹرک تک بابو بنائے جاتے ہیں، انھیں بابو بنانے کی بجائے فنی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہیے۔ وہ فرمایا کرتے کہ میٹرک تک تعلیم کو تین گروپس میں رکھنا چاہیے: سائنس گروپ، آرٹس گروپ اور ٹیکنیکل گروپ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فنی تعلیم کے سلسلے میں انھوں نے ایک ایسے وفد کا واقعہ سنایا جو تعلیمی دورے پر چین گیا تھا، غالباً بیجنگ کے کسی سکول میں گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ چوتھی کلاس خالی پڑی ہے۔ اس میں کوئی سٹوڈنٹ موجود نہیں۔ انھوں نے کلاس روم کے خالی ہونے کی وجہ دریافت کی تو بتایا گیا کہ بچے پریکٹیکل کے لیے ورک شاپ میں گئے ہیں۔ چوتھی کلاس اور پریکٹیکل؟ جی ہاں، جب وفد کو ورک شاپ لے جایا گیا تو وہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے، کہ اتنی چھوٹی عمر کے بچے اس قدر شوق، جذبے اور دلچسپی سے مختلف دست کاریوں میں مصروف ہیں۔ کوئی کرسی بن رہا ہے اور کوئی جوتا بنا رہا ہے، کوئی کچھ سیکھ رہا ہے اور کوئی کچھ۔ حافظ صاحب کی شدید خواہش تھی کہ اس ملک میں فنی تعلیم کو رواج دیا جائے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی ان کے سامنے پوری دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی حالت موجود تھی۔

جہاں تک میں نے مشاہدہ کیا ہے، ان کی شخصیت میرے لیے بہت متاثر کن اور قابل نمونہ تھی۔ اس کی چند ایک وجوہات تھیں:

ایک تو وہ نمازی تھے اور نماز کے بہت پابند تھے۔

دوسرے وہ وقت کی پابندی کا بے حد خیال رکھنے والے اور رکھوانے والے تھے۔

تیسرے وہ نظم و ضبط کے بہت پابند تھے اور اس کی پابندی اپنے ماتحتوں سے کروایا کرتے تھے۔

چوتھے وہ اپنے سبق یا لیکچر کو اسلامی تعلیمات سے جوڑ کر پیش کرتے تھے۔

پانچویں وہ اسلام کے بے لوث خادم اور بے باک مبلغ تھے۔

چھٹے وہ فرقہ واریت سے سخت متنفر تھے اور اہل اسلام میں فرقہ وارانہ روش سے سخت بے زار تھے۔

ساتویں وہ ایک مستند اہل حدیث عالم دین تھے مگر متعصب، متشدد، تنگ نظر اور خشک مزاج نہ تھے۔ حافظے پر مان تھا نہ علم کا غرور، وہ ان سب رذائل سے کوسوں دور تھے۔

حافظ صاحب ہر مسلمان کے لیے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے اور اس کی اصلاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ سب سے بڑھ کر اپنے سننے والوں، چاہنے والوں اور تعلق والوں کے دل میں بامقصد زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے، علمی وادبی مجلسوں میں شرکت کی وجہ سے ان سے تعلق رکھنے والوں کا دائرہ بہت وسیع تھا۔

ع خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

دعا ہے کہ اللہ پاک انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر حافظ محمد سلیمان

راوی: ماسٹر محمد اقبال، ایم۔اے علوم اسلامیہ، ایم۔ایڈ

تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

میں 1986ء میں گورنمنٹ ایلی منٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں P.T.C میں داخل ہوا۔ حافظ محمد سلیمان صاحب کالج کے وائس پرنسپل تھے۔ پہلی نظر ہی میں ان کی سادگی اور شرافت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ لباس میں پینٹ شرٹ استعمال کرتے لیکن تنگ و چست نہیں، بلکہ کھلی ڈھلی ہوا کرتی تھی۔ شرٹ کو پینٹ کے اوپر باہر ہی رکھتے تھے، ٹائی استعمال نہیں کرتے تھے۔ سر ننگا رکھتے اور داڑھی صاف۔ میں P.T.C میں پڑھتا تھا، ان کا کوئی پیریڈ میری کلاس کے اس سیکشن میں نہ تھا، جس میں میں داخل تھا، لیکن کبھی کبھار وہ کلاس لے لیا کرتے تھے۔ اس طرح ان سے استفادہ کا موقع مل جاتا تھا۔ ایک دن وہ ہماری کلاس میں آئے، انھوں نے مجھ سے سوال کیا:

''استحسانی ذوق کیا ہوتا ہے؟ کیا ہر شخص کا استحسانی ذوق یکساں ہوتا ہے؟''

میں نے اپنی معلومات کے مطابق استحسانی ذوق کی وضاحت کی اور عرض کیا: ہر شخص کا استحسانی ذوق یکساں نہیں ہوتا، بلکہ مختلف ہوتا ہے۔

انھوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

میں نے عرض کیا: جب بارش ہوتی ہے تو ایک آدمی اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے اور لحاف اوڑھ کر سو جاتا ہے، جب کہ دوسرا باہر نکل جاتا ہے، دھلے ہوئے ماحول اور اجلے اجلے گرد و پیش کا مشاہدہ کرتا ہے اور قدرت و فطرت کے مناظر و مظاہر سے لطف اٹھاتا ہے۔ دو آدمیوں کے الگ الگ استحسانی ذوق کی مثال ہے۔

انھوں نے فرمایا: درست ہے، بلکہ بارش کے بعد باہر نکل کر دیگر اجزائے کائنات سے لطف اندوزی کے ساتھ گیلی مٹی کی سوندھی سوندھی خوش بو کا لطف بھی اٹھاتا ہے۔ جب کہ دوسرا اس سے محروم رہتا ہے۔

جب ہم کالج میں پڑھتے تھے، صبح کی اسمبلی میں درسِ قرآن ہوتا تھا۔ اس مقصد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے تین چار استاد مقرر تھے۔

ایک جناب عبدالخالق توکلی صاحب ایم اے اسلامیات، سبجیکٹ سپیشلسٹ بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے جناب ڈاکٹر چودھری محمد یعقوب صاحب تھے، وہ جماعت اسلامی سے منسلک تھے۔ تیسرے جناب حافظ محمد سلیمان صاحب وائس پرنسپل، اور چوتھا نام مجھے یاد نہیں رہا۔

ان سب میں محترم حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم کا درس مفید ہوتا تھا۔ ان کے پرتاثیر درس میں جامعیت بھی ہوتی تھی، طوالت اور اکتاہٹ نہیں ہوتی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے، ایک مرتبہ درس دینے کی باری حافظ صاحب کی نہیں تھی اور جس استاد کی باری تھی وہ موجود نہ تھے۔ پرنسپل چودھری گلزار صاحب نے حافظ صاحب سے درس دینے کی گزارش کی۔ قرآن مجید سامنے موجود تھا۔ انھوں نے کھولا۔ جہاں سے کھلا، وہیں سے ایک مقام سے درس دینا شروع کر دیا اور بغیر تیاری کے کامیاب درس دیا۔ اس کے بعد پرنسپل نے طلبا کو حضرت حافظ صاحب کی علمیت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ انھیں تیاری کرنے کی ضرورت نہیں، جب کہیں گے فوراً فی البدیہہ درس دیں گے اور اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کریں گے۔

ہم نے دیکھا کہ پرنسپل صاحب کو اکثر ڈائریکوریٹ جانا پڑتا تھا، وہ قائم مقام (acting) پرنسپل حافظ صاحب کو بنا کر چلے جایا کرتے تھے۔

حافظ صاحب شکار کھیلنے کے بھی شوقین تھے، جب ان کی تقرری ماموں کانجن میں تھی، وہ وہاں سے ریلوے ٹریک کے ساتھ ساتھ سفر کرتے جاتے، شکار والی بندوق اور ایک آدھ آدمی ان کے ساتھ ہوتا تھا اور شکار کرتے جاتے تھے۔ اس زمانے میں جدید اور تیز ترین زرعی ادویات کا استعمال خال خال ہوتا تھا، اس لیے شکار اور شکاری عام ہوتے تھے۔ سواری کے لیے سائیکل استعمال کرتے تھے۔

میں اپنی سروس کے آغاز میں گورنمنٹ پرائمری سکول 546- گ ب گوگیرہ میں بھی رہا۔ یہ سکول مرکز ماموں کانجن کے تحت تھا، حافظ صاحب، جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس مرکز میں A.D.E. رہ چکے تھے۔ ایک مرتبہ سکول کا گزشتہ ریکارڈ چیک کرتے ہوئے لاگ بک کے ایک صفحہ پر میری نظر پڑی جس پر حافظ صاحب کے دستخط دیکھے اور سکول کے بارے میں ان کی رائے خوب صورت خط میں لکھی ہوئی دیکھی۔ اپنی رائے میں انھوں نے لکھا تھا کہ اس سکول کی جماعت پنجم کا طالب علم غلام عباس نہایت ذہین وفطین اور محنتی ہے۔ ممکن ہے کہ تحصیل لیول پر پوزیشن لے جائے۔ اس وقت گاؤں تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد میں واقع تھا۔ اب تحصیل تاندلیاں والا میں شامل ہے۔ پہلے تاندلیاں والا تحصیل سمندری کا حصہ تھا۔ ایک ایک بچے کا test لے کر بچوں کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کن رائے قائم کرنا اور لاگ بک میں نام کے ساتھ student کی تعریف کرنا، ان کی دیانت داری، محنت اور تعلیمی مہارت کے ساتھ ان کے ماہر نفسیات ہونے پر دلالت کناں ہے۔ انھوں نے اپنی رائے کے اخیر میں غلام عباس کے لیے یہ ضرب المثل بھی لکھی تھی:

''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات''

غلام عباس نے حصول تعلیم کے بعد پاکستان آرمی جائن کر لی، کامیاب زندگی گزارنے کے بعد وفات پا چکا ہے۔ اس کا بیٹا منور عباس میرے پاس پڑھتا رہا ہے اور آج کل بسلسلہ روزگار دبئی میں مقیم ہے۔ میں نے وہ لاگ بک حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت سکول کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے ورنہ حافظ صاحب کی تحریری رائے یہاں نقل کر دی جاتی۔

مرکز ماموں کانجن میں تعلیمی تعیناتی کے دوران انھوں نے اپنے حلقے میں کئی سکولوں کا اجرا کیا۔ ان میں سے ایک گورنمنٹ پرائمری سکول 495 گ ب بھی ہے۔ ماسٹر محمد رفیق صاحب مرحوم (متوفی 1997) نے مجھے بتایا تھا کہ حافظ محمد سلیمان صاحب نے اس سکول کا اجرا کیا اور اس میں پلاٹ اور کیاریاں بنا کر ان میں پھول اور پودے وغیرہ لگا کر اسے مزین کرنے کی ہدایت کی۔ ایک ماہ بعد دوبارہ تشریف لانے کا کہہ کر واپس چلے گئے۔

حافظ صاحب دوبارہ تشریف لائے تو وہاں کیاریاں بنا کر پھول لگائے گئے تھے۔ گیندا مکمل تیار ہو چکا تھا، وہ بہت حیران ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ نے جادو سے پھول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگا دیے ہیں؟ اتنی جلدی اس قدر خوب صورت ماحول کیسے ممکن ہوا؟ ہم نے عرض کیا: اصل میں کچھ عرصہ قبل نہر کا کنارہ ٹوٹ گیا تھا اور نہری پانی یہاں زرخیز مٹی چھوڑ گیا تھا۔ پھلواری اس لیے جلد پھول آور ہوگئی۔ حافظ صاحب نے اپنی اس حیرت کا اظہار لاگ بک میں بھی کیا تھا، اور اہل مدرسہ کی تحسین فرمائی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مشفق استاد کی یاد میں

راوی: شوکت علی ساقی (ریٹائرڈ ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

استاد محترم حافظ محمد سلیمان صاحب سے 1986ء، 1987ء میں گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد میں PTC کے دوران پڑھنے کا موقع ملا۔ وہ بہت ملن سار دینی مزاج کے حامل اور بڑے دانش مند استاد تھے۔ وہ ہمیشہ نظر نیچی کر کے چلتے اور لباس میں ڈھیلی ڈھالی پینٹ اور کھلی شرٹ پہنتے تھے۔ ان کا انداز درس وتدریس دل کو موہ لینے والا ہوتا تھا۔ وہ کالج میں سب سے زیادہ طلبا کے خیر خواہ اور ان سے محبت کرنے والے تھے۔ ان سے کسی شاگرد کو کبھی کوئی گلہ شکوہ نہیں ہوا۔ کالج کے پرنسپل چودھری گلزار احمد صاحب نے لانگ ٹرم اور شارٹ ٹرم ٹیچنگ پریکٹس کے لیے ہمیں دور دراز سکولوں میں بھیج دیا۔ ہم نے احتجاج کیا تو پرنسپل صاحب نے فرمایا: جو ہو گیا سو ہو گیا، اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ ہم نے حافظ صاحب سے رابطہ کیا تو انھوں نے ہمارا مسئلہ حل کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ انھوں نے پرنسپل صاحب کو اعتماد میں لے کر ہم سے ہر کسی کو اس کے منتخب کردہ سکول میں پریکٹس کی اجازت دلوائی۔ وہ ہمیشہ طالب علموں کی حمایت کرتے تھے۔ کالج سے زیادہ ان کو طالب علم عزیز تھے۔

ایک مرتبہ انھوں نے کلاس میں قیام پاکستان کا تذکرہ کیا اور اس کی طرف ہجرت کے واقعات سنائے۔ اس قافلے کے شہدا کا تذکرہ کیا جس کے ہم راہ وہ اور ان کا خاندان پاکستان کی طرف آ رہا تھا۔ انھوں نے بتایا کہ اس قافلے کے اکثر لوگ شہید ہو گئے، بہت کم کو زندگی ملی تھی۔ ان کے والد گرامی بھی شہید ہو گئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ مقتل دریائے راوی کے قریب بنا۔ پھر فرمایا: میں وہاں کے سبزے کو اپنے خاندان اور دیگر شہدا کے لہو سے سرخ دیکھتا ہوں اور ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ بڑی مشکل سے انھوں نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور اپنے عمل سے ہمیں صبر اور ضبط کا مفہوم سمجھا گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقتل کی منظر کشی بھی انھوں نے کمال کی کی۔

ہمارے کالج میں صبح کی اسمبلی میں تین استاد درس قرآن دیتے تھے۔ ایک مولانا عبدالخالق توکلی صاحب، دوسرے جناب محمد یعقوب صاحب اور تیسرے حافظ محمد سلیمان صاحب۔ اول الذکر کا درس مولویانہ ہوتا تھا، وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتا تھا۔ ثانوی الذکر کا درس قرآن علمی ہوتا تھا۔ وہ قرآن مجید کو گہرائی سے سمجھتے سمجھاتے تھے۔ بڑا مفید درس ہوتا تھا۔ اور آخر الذکر جناب حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم کا درس ان سب سے زیادہ مفید ہوتا تھا۔ ان کو تفسیر قرآن پر خاص کمانڈ تھی اور اپنے موضوع پر پوری گرفت رکھتے تھے۔ جس دن حافظ صاحب کا درس ہوتا تھا، ہر کوئی شامل ہونے کی کوشش کرتا، کوئی اسمبلی سے غائب نہیں ہوتا تھا۔ سب لوگ شوق سے ان کا درس سنتے تھے۔

کالج میں ہمارے آخری ایام تھے۔ حافظ صاحب نے ایک فی البدیہہ مباحثہ کا انعقاد کیا جس کا عنوان تھا: اقبال کا پاکستان۔ یعنی علامہ محمد اقبال کیسا پاکستان چاہتے تھے۔ پرنسپل صاحب بھی موجود تھے اور حافظ صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ میری باری آئی تو میں نے اس موضوع پر گفتگو کرتے کرتے کالج کے حالات کو بھی ڈسکس کرنا شروع کر دیا۔ پرنسپل صاحب سخت گیر آدمی تھے۔ چنانچہ حافظ صاحب اٹھے اور انھوں نے نہایت ہمدردانہ انداز میں فرمایا: بیٹا! کل تم نے سند بھی اسی کالج سے لینی ہے، میں فوراً سمجھ گیا کہ حافظ صاحب مجھے پرنسپل صاحب کے خلاف بولنے سے منع فرما رہے ہیں۔ یہ تھا ان کا مشفقانہ انداز اصلاح و تربیت۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک با اصول استاد

راوی: رانا محمد یونس (ریٹائرڈ ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

مجھے حافظ سلیمان صاحب سے گورنمنٹ کالج فار ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد میں پڑھنے کا موقع ملا۔ وہ بہت اچھے استاد تھے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ہم ان کے اخلاق و کردار، اصول پسندی، معیاری تدریس اور طلبا سے ہمدردی والفت کی وجہ سے بہت متاثر ہوئے۔ ان کی اصول پسندی کا ایک واقعہ مجھے کبھی نہیں بھولا۔ وہ میں عرض کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ حافظ صاحب کلاس میں حاضری لگا رہے تھے۔ ایک طالب علم حاضری شروع ہونے کے بعد کلاس روم میں داخل ہوا۔ حاضری لگائی جا رہی تھی مگر اس کا رول نمبر ابھی نہیں پکارا گیا تھا۔ اس کا رول نمبر حافظ نے پکارا تو اس نے اپنی موجودگی کا جواب دیا۔ حافظ صاحب بھی قیامت کی نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے اس سے کہا: ''آپ کلاس سے غیر حاضر ہیں۔''

اس نے کہا: ''جی، میں حاضر ہوں۔''

حافظ صاحب نے فرمایا: ''جب حاضری لگانے کا آغاز کیا تب آپ موجود نہ تھے، تاخیر سے آئے ہو۔''

اس نے کہا: ''حاضری کے وقت تو میں موجود ہوں۔''

حافظ صاحب نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا: ''بھئی آپ کلاس سے غیر حاضر ہیں، اگر آپ کی بات مان لی جائے تو رول نمبر 1 کا کیا قصور ہے کہ وہ آپ سے پانچ سات منٹ پہلے، حاضری شروع ہونے کے بعد جو آتا ہے وہ غیر حاضر تصور کیا جاتا ہے۔

یہ واقعہ میں زندگی بھر نہیں بھولا۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ذمہ دار استادِ گرامی

راوی: لیاقت علی حاجی (ٹیچر) تحریر: حکیم مدثر محمد خاں

عالی مقام پروفیسر حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم کے بارے میں جناب لیاقت علی حاجی صاحب نے اپنی یادوں کے دریچے وا کرتے ہوئے کہا:

میں نے گورنمنٹ ایلی منٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد 1987ء میں PTC کیا۔ محترم جناب وائس پرنسپل حافظ محمد سلیمان صاحب (مرحوم) کے پاس ہمارا کوئی سبق تو نہ تھا، البتہ کبھی کبھی ان سے استفادہ کا موقع مل جاتا۔ صبح کی اسمبلی میں مجھے ان کے درسِ قرآن کا مفید سلسلہ بھی اچھی طرح یاد ہے اور ان کی شکل وصورت اور اندازِ درس وتدریس بھی بخوبی ذہن پر نقش ہے۔

حافظ صاحب ایک ذمہ دار انسان تھے۔ نہ صرف اپنی ملازمت کو ذمہ داری سے نبا ہتے، بلکہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورا کالج ان کے دم قدم سے قائم ہے، ان کا سکہ چلتا تھا۔ کالج میں نظم ونسق اور اصول وقواعد کے وہ بہت پابند تھے۔ طالب علموں کے لیے ان باتوں کی پابندی ذرا مشکل کام ہوتا ہے۔ اس لیے طالب علم سمجھتا ہے کہ شاید میرے استاد سخت طبیعت کے مالک ہیں، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ جس چیز کو طالب علم استاد کی سختی سمجھتا ہے، اگر نہیں جھیلتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ایسے شخص کو زمانے کی سختیاں جھیلنا پڑتی ہیں۔ اور وہ سختی ہوتی بھی نہیں، وہ تو نظم وقواعد کی پابندی، مشق اور تربیت ہوتی ہے۔ حافظ صاحب خود بھی ان چیزوں کے پابند تھے اور طالب علموں سے بھی یہی امید رکھتے تھے۔

حافظ صاحب نے تدریس کی عملی مہارتوں میں ہماری بہت رہنمائی فرمائی۔ پوری دیانت داری سے اپنی ذمہ داری نباہتے تھے، لیکن بے اصولی دیکھتے ہوئے کسی سے کوئی رعایت نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ ٹھیک ہی کرتے تھے۔ اللہ انھیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔! (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

زندگی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آئینے میں

- ایمانیات
- عبادات
- معاملات
- اخلاقیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمانیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے

ہر وقت خدارسیدگی کی ایک جیسی اعلیٰ کیفیت پائی نہ رہنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان تھے، رسول اکرم ﷺ نے ان کو تسلی دی کہ ہر وقت ایک جیسی کیفیت مطلوب نہیں۔ صحیح اسلامی طریقہ یہی ہے کہ ایک ساعت کاروبار ہو اور ایک ساعت یادِ پروردگار ہو

عَنْ حَنْظَلَةَ الْاُسَیِّدِیِّ قَالَ- وَ كَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ - قَالَ لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَـةُ؟ قَالَ: قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَا تَقُوْلُ ؟ قَالَ: قُلْتُ نَـكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقَىٰ مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاكَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنْ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَ فِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَ فِيْ طُرُقِكُمْ وَ لٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّ سَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

[صحیح مسلم، کتاب التوبة، فضل دوام الذکر والفکر، حدیث نمبر:6966]

ترجمہ: حضرت حنظلہ اسیدیؓ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محرروں میں سے تھے۔ انھوں نے کہا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور پوچھا کیسا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اے حنظلہ! میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو گیا (یعنی ایمان میں کمی بیشی ہو گئی ہے)۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو ہمیں یاد دلاتے ہیں دوزخ اور جنت کی گویا دونوں ہماری آنکھ کے سامنے ہیں۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے نکل جاتے ہیں، بیویوں، اولاد اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو پھر بھول جاتے ہیں۔ تب میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں چلے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! حنظلہ منافق ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو آپ ہمیں دوزخ اور جنت کی اس طرح یاد دلاتے ہیں گویا کہ دونوں ہماری آنکھ کے سامنے ہیں۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیویوں، بچوں اور کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت باتیں بھول جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم سدا اسی حال پر رہو جس طرح کہ میرے پاس ہوتے ہو اور سدا یادِ الٰہی میں رہو تو یقیناً فرشتے تمھارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم سے مصافحہ کریں۔لیکن اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! ایک ساعت دنیا کا کاروبار اور ایک ساعت یادِ پروردگار (یہی مطلوب ہے)۔تین بار یہی فرمایا۔

اطاعت رسول ﷺ بے حد ضروری ہے

امام الانبیاء والمرسلین سید الاولیاء والمتقین نے کوئی کام کیا اور اس کو جائز رکھا اس کے باوجود کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس سے بچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کو سخت سرزنش فرمائی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کون جانتا ہے یا جاننے کا دعویٰ کر سکتا ہے اور کون ہے جو آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے یا معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منصب تقویٰ اور مقامِ عزیمت پر فائز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ایک دفعہ ایسے ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو کیا اور جائز رکھا اسے بعض صحابہ ؓ نے ناپسند کیا اور اس سے بچے۔ جب یہ خبر آپ ﷺ تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو اکٹھا کیا اور) خطبہ ارشاد فرمایا اور اُن اصحاب کو سخت سرزنش فرمائی جن سے یہ خطا سرزد ہوئی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِیْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فَكَاَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ وَ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّیْ اَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِیْهِ فَكَرِهُوْهُ وَ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَوَاللّٰہِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰہِ وَ اَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْیَةً. [صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب علمه صلى الله علیه وسلم وشدة خشیته، حدیث نمبر 6109]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کام کیا اور اس کو جائز رکھا۔ یہ خبر آپ ﷺ کے بعض صحابہ کو پہنچی تو انھوں نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس سے بچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا حال ہے لوگوں کا ان کو خبر پہنچی کہ میں نے ایک کام کی اجازت دی، پھر انھوں نے اس کو ناپسند کیا اور اس سے بچے۔ اللہ کی قسم! میں ان سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (تو میری پیروی کرنا، اور میری راہ پر چلنا، یہی تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور بے فائدہ اپنے اوپر بوجھ ڈالنا اور مباح سے بچنا اس کی اباحت میں شک کرنا منع ہے)۔

یعنی ایسے کام کو جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور جائز رکھا ہو، اسے ناپسند کرنے اور اس سے بچنے کا کیا جواز ہے؟ کیسا تقویٰ اور کیسی نیکی ہے؟ یہ مقام عزیمت پر فائز ہونے کی قطعاً علامت نہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا فیصلہ بلا چون و چرا تسلیم کرنا چاہیے

محاصرۂ طائف کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجاز بالآخر سب لوگوں کا محاصرہ ختم کرنے کے فیصلے سے خوش دلانہ اتفاق

حجاز کی ''دو بہت بڑی بستیاں مکہ اور طائف تھیں۔ مشرکین کے اپنے الفاظ میں — جنھیں قرآن مجید نے بھی نقل فرمایا ہے — یہ دونوں ''قَرْیَتَیْنِ عَظِیْم'' تھیں۔ کافروں کی شکایت یہ تھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن مجید اتارنے کے لیے ان دو بڑی بستیوں کے بڑے بڑے آدمیوں (اب ان کے نام کیا لینا کہ یہ لوگ تاریخ کے کوڑے کرکٹ کا حصہ بن چکے ہیں) میں سے کوئی آدمی نہ ملا، ذات باری نے قرآن اتارا بھی تو کس پر؟۔ اب ان جاہلوں کو کون بتائے کہ انھوں نے عظمت کے جو معیار (مال، اولاد یا سیاسی دھڑا بندی) ان دونوں کا ذکر قرآن مجید میں بار بار کیا گیا ہے... یہاں پر تفصیل کا موقع نہیں ہے... مقرر کر رکھے ہیں وہ سراسر جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اصل عظمت کا جلوہ اگر دیکھنا ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم دیکھو۔

وقت گزرتا گیا، جس وقت کا قصہ یہاں پر بیان کیا جا رہا ہے، ان دونوں بستیوں میں سے بڑی بستی ''مکہ مکرمہ'' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفتوحہ بن چکی تھی۔ اب باری طائف کی تھی۔ مسلمانوں نے اس دوسری بڑی بستی کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ طائف والے بظاہر ایک ناممکن جنگ لڑ رہے تھے۔ پورے حجاز میں وہ تنہا رہ گئے تھے۔ آج یا کل ان کو معروضی حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ بہر حال وہ ابھی ہتھیار ڈالنے پر آمادہ نہیں تھے۔ جنگ جاری تھی لیکن طائف والوں کے لیے یہ ایک جنگ مغلوبہ تھی، وقت اور تاریخ کے پہیے کی حرکت ان کے خلاف تھی۔ حق آ چکا تھا، باطل نے جانا ہی جانا تھا۔ سورج طلوع ہو چکا تھا، اندھیرے نے گریزاں ہونا ہی ہونا تھا۔ اور جلد یا بدیر ان کو یہ حقیقت تسلیم کرنا ہی تھی (بعد میں ان لوگوں نے بغیر کسی جنگ کے ہتھیار ڈال دیے تھے مگر یہ بعد کی بات ہے جن لمحات کا ذکر اس وقت کیا جا رہا ہے جنگ جاری تھی، محاصرہ جاری تھا اور دونوں ہی جانب سے خون بہہ رہا تھا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل گداز پگھل پگھل جا رہا تھا۔ ایک صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: ''اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہاں سے کل واپس ہوں گے۔''

یہاں اس واقعہ کا ایک نیا موڑ آتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان کے بعد بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کر لیں۔

راقم السطور عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ان ہونی بات لگتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فیصلہ کا اعلان فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جان نثاروں کا پھر بھی اصرار ہو کہ ہم تو لڑیں گے اور جب تک طائف فتح نہیں ہوگا ہم نہیں جائیں گے۔ حسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ ایک اور پہلو کو بھی نظر میں رکھا جائے۔ شاید ان سر بکف اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے سامنے 10 نبوی کا طائف تھا اور جو کچھ اس بستی میں اس وقت ہوا وہ ان کی نظر کے سامنے تھا کہ کس طرح 10 نبوی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طائف کے اوباشوں کی سنگ باری سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ٹخنوں سے مقدس خون بہا اور نعلین مبارک میں جم گیا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صدیقہ کائنات اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ میری زندگی کے نازک ترین لمحات وہ تھے جو طائف میں اس وقت گزرے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔

ان سب باتوں کی یاد ان جان نثاروں کے منہ کے ذائقہ کیوں نہ کڑوا کرتی ہوگی اور شاید ان کے دل میں یہ آتا ہو کہ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے۔ ہم اس بستی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ہی جائیں گے، بے شک ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی اس کوشش میں بہہ جائے۔

یہ سب کچھ جو کہا گیا ہے اسے جملہ معترضہ سمجھ لیں لیکن چوں کہ یہی سب مناسب موقع ہے۔ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ خلق عظیم (علی صاحبها التحية والسلام) کے ایک نہایت ہی ضروری عنصر'' جذباتی توازن'' پر بھی اس واقعہ سے روشنی پڑتی ہے۔ اور یہی جذباتی توازن ہی تو تھا جو اسی طائف میں اس وقت بروئے کار آیا جب پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کیا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو اس (ظالم بستی) کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالیں۔''

اوراب رجوع بہ مطلب

جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اصرار کیا کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک طائف فتح نہ کر لیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔ دوسرے روز گھمسان کی لڑائی لڑی گئی اور بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہوئے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے۔ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے۔ (خلاصہ ختم ہوا)

اس طویل خلاصہ کے لیے قارئین سے معذرت۔ شاید اس لیے ہوا کہ'' عمر لذیز بود حکایت دراز تر گفتم''

سطور ذیل میں صحیح بخاری کی وہ حدیث درج کی جا رہی ہے جس میں محاصرہ طائف کا ذکر ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالطَّائِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ ، فَقَالَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ نَبْرَحُ اَوْ نَفْتَحَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ، قَالَ: فَغَدَوْا، فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالاً شَدِيْدًا وَ كَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، قَالَ: فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

[صحیح البخاری، کتاب الادب ، باب التبسم والضحك، حديث نمبر 6086]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف میں تھے (فتح مکہ کے بعد) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل واپس ہوں گے۔ آپ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کر لیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔ دوسرے دن صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے گھمسان کی جنگ لڑی اور بکثرت صحابہ زخمی ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے۔ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

اتباع رسول ﷺ کے بغیر نجات ممکن نہیں

رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد اور کسی کا تو کیا ذکر، سابقہ صاحبِ کتاب رسولوں علیہم السلام کی تعلیمات سے بھی رہ نمائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا فعل عبث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اب) اگر موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہیں سے تورات شریف کا نسخہ لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی حساس چہرۂ مبارک کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انداز بدلنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلتے چہرے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برہم دلی کیفیت کو سمجھ گئے۔(رفیق غار وقبر رضی اللہ عنہ اس ناراض کیفیت کو نہ سمجھتے تو اور کون سمجھتا؟) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت لفظوں میں اس طرف توجہ دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کانپ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصے سے پناہ مانگی اور مناسب معذرت کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری تشریف آوری کے بعد مجھے چھوڑ کر موسیٰ (علیہ السلام) کی پیروی کرتے تو تم لوگ گمراہ ہو جاتے۔ (اور تمہاری کیا بات) اگر خود موسیٰ (علیہ السلام) بھی میری نبوت کے زمانے میں زندہ ہوتے تو وہ بھی (یقینا) میری ہی اتباع کرتے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ: ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَا تَّبَعَنِیْ

[سنن الدارمی، حدیث نمبر :441 حسن]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ پھر جناب عمر رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا: عمر! تم کو گم کریں گم کرنے والیاں، کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسلم کے چہرہ (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر نظر ڈالی اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کے غصہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اور دین اسلام پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ اگر تم میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو تم ان کی اطاعت قبول کر لیتے اور مجھے چھوڑ دیتے (اور اس کا نتیجہ ہوتا کہ) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گم راہ ہو جاتے۔ اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی یقیناً میری اتباع کرتے۔

مسئلہ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ اِتمام نعمت کر چکے، اپنے پسندیدہ دین اسلام کو کامل کر چکے، قصر نبوت کی تعمیر مکمل ہو چکی، خاتم النبین، رسول اللہ ﷺ تشریف لا چکے، اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(5:المائدہ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو تمھارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

سورہ الاحزاب میں ارشاد باری ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾(33:الاحزاب:40)

لوگو! محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

قصر نبوت کی تعمیر مکمل ہو جانے کے متعلق ایک حدیث ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: إِنَّ مَثَلِيْ وَ مَثَلَ الْأَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ، وَأَجْمَلَهُ' إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ وَ يَعْجَبُوْنَ لَهُ' وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ ،قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ-

[صحيح البخاري، كتاب المناقب ،باب خاتم النبين ، حديث نمبر3535]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی، لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اسلام میں ضعیف الاعتقادی کی گنجائش نہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی پر مبنی بے بنیاد خیالات کو رد فرمایا، نیز ''غیب'' کے حالات بتانے والے لوگوں کے پاس جانے والے کو وعید فرمائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جس دن انتقال ہوا اسی دن اتفاق سے سورج گرہن بھی ہوا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ سورج گرہن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: گرہن کسی کی موت وحیات سے نہیں ہوتا البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

عَنْ مُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ، فَقَالَ النَّاسُ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِحَيَاتِهٖ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ -[صحيح البخاري، كتاب الكسوف ، باب الصلوٰة في كسوف الشمس، حديث نمبر1043]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن اس دن لگا جس دن (آپ ﷺ کے صاحب زادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ گرہن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گرہن کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا البتہ جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گم شدہ چیز یا چوری کا پتا چلانے کے لیے کسی عراف (کاہن) کے پاس گیا اور اس سے گمشدہ چیز کے بارے میں دریافت کیا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ اس مفہوم کی حامل حدیث ذیل میں ملاحظہ ہو۔

عَنْ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

[صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة، حديث نمبر:2230]

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہلیہ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی: جو شخص عراف (غیب کی خبریں دینے والا) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس راتوں (روز) تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں

اطاعت امیر (حاکم مجاز) مسلمان معاشرہ میں تنظیم، نظم و نسق اور ڈسپلن قائم رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات میں ضروری قرار دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے لیکن یہ اطاعت ایسے احکام کی صورت میں ہرگز ہرگز نہ کی جائے جو خلاف شرع ہوں اور گناہ ہوں

اس کے حوالے سے اصولی بات یہ ہے کہ لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (مخلوق کی فرماں برادری یا اطاعت اسی وقت تک کی جائے جب تک خالق کی نافرمانی کا مطالبہ نہ کیا جائے)۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ خلاف شرع حکم دینے والا تو گناہ گار ہوگا ہی لیکن اس پر عمل کرنے والا بھی بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اور وہ بھی اس خلاف شرع عمل کے لیے جواب دہ ہوگا۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوج کا ایک دستہ بھیجا۔ اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ اس دوران میں امیر موصوف نے ناراض ہوکر فوج کے لوگوں کو جلتی آگ میں کود پڑنے کا حکم دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اگر یہ لوگ (غلط حکم مان کر) آگ میں کود جاتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

عَنْ عَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ سَرِیَّةً وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ رَجُلاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ یُّطِیْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَیْهِمْ وَ قَالَ: اَلَیْسَ قَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُطِیْعُوْنِیْ؟ قَالُوْا: بَلٰی ۔ قَالَ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَاَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِیْهَا. فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَاَوْقَدُوْا نَارًا، فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدَّخُوْلِ فَقَامَ یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ اَفَنَدْخُلُهَا ؟ فَبَیْنَمَاهُمْ کَذٰلِكَ، اِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَ سَکَنَ غَضَبُهُ فَذُکِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ ۔[صحیح البخاری ،کتاب الاحکام ، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة ،حدیث نمبر7145]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟ لوگوں نے کہا ضرور دیا ہے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کی اور آگ جلائی۔ جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔ اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔ اس میں عمومی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان کے لیے امیر (حاکم مجاز) کی بات سننا اور اس کی اطاعت ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنھیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنھیں وہ ناپسند کرے۔ (مگر ایسا اسی وقت تک ہے) جب تک اسے معصیت (یا گناہ) کا حکم نہ دیا جائے، پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے، نہ اطاعت کرنا۔

عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَ كَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ [صحيح البخاری ، كتاب الاحكام ، باب السمع والطاعة للامام مالم تكن معصية ، حديث نمبر:7144]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنھیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنھیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے، نہ اطاعت کرنا۔

اسلامی احکام انسانی نفسیات کے مطابق بتدریج نازل ہوئے

رسول اکرم ﷺ پر قرآن مجید کی آیات اور احکام شریعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزول میں تدریج کا لحاظ رکھا گیا ہے اس کی حکمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائی

قرآن مجید میں سورتوں کی ترتیب ان کے نزول کے مطابق نہیں ہے۔ ایک اعرابی نے جب اس معاملے میں زیادہ تفحص کیا تو صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا کہ پہلے ایسی آیتیں نازل ہوئیں جن میں عقائد (مثلاً جنت دوزخ) کا ذکر تھا۔ حلال وحرام کے احکام بعد میں نازل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ اس تدریج کی حکمت بھی بیان فرمائی۔

عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكٍ قَالَ: اِنِّيْ عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ: اَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ ؟ قَالَتْ: وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ، قَالَتْ: لِمَ ؟ قَالَ لَعَلِّيْ اُوَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ، فَاِنَّهٗ يَقْرَاُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ، قَالَتْ: مَا يَضُرُّكَ اَيَّهٗ قَرَاْتَ قَبْلُ؟ اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِّنَ الْمُفَصَّلِ، فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ، وَ لَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوْا الْخَمْرَ لَقَالُوْا: لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا، وَ لَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا: لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا، لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِنِّيْ لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ ﴿ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴾(القمر:46) وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ اِلَّا وَ اَنَا عِنْدَهٗ قَالَ فَاَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ فَاَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ سُوَرٍ [صحيح البخاری ، كتاب الفضائل القرآن، باب تاليف القرآن، حديث نمبر4993]

حضرت یوسف بن ماہک نے بیان کیا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی ان کے پاس آیا اور پوچھا کفن کیسا ہونا چاہیے؟ ام المومنین نے کہا: افسوس اس سے مطلب! کسی طرح کا بھی کفن ہو تجھے کیا نقصان ہوگا؟ پھر اس شخص نے کہا ام المومنین مجھے اپنا مصحف دکھا دیجیے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ (کیا ضرورت ہے؟) اس نے کہا تا کہ میں بھی قرآن مجید اس ترتیب کے مطابق پڑھوں کیوں کہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، انہوں نے کہا پھر اس میں کیا قباحت ہے؟ جونسی سورت تو چاہے پہلے پڑھ لے (جونسی سورت چاہے بعد میں پڑھ لے۔ اگر اترنے کی ترتیب دیکھتا ہے) تو پہلے مفصل کی ایک سورت اتری، جس میں جنت ودوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گیا) اس کے بعد حلال وحرام کے احکام اترے۔ اگر کہیں شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے کہ ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع میں ہی یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے کہ ہم زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی یہ آیت ﴿ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴾[54:القمر:46) نازل ہوئی، لیکن سورہ بقرہ اور سورہ نساء اس وقت نازل ہوئی، جب میں (مدینہ میں) حضور اکرم ﷺ کے پاس تھی۔ حضرت یوسف بن ماہک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ پھر انھوں نے اس عراقی کے لیے اپنا مصحف نکالا اور ہر سورت کی آیات کی تفصیل لکھوائی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔
واضح رہے کہ صدیقہ کائنات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق مبارک کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "كان خلقه القرآن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق مبارک (کچھ اور نہیں) قرآن تھا)۔"

بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ کتاب ہدایت قرآن مجید جس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی اس کی اپنی مبارک زندگی مکمل طور پر اس نور ہدایت کا چلتا پھرتا نمونہ تھا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل ہی قرآن مجید پر عمل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید پر اور حامل قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کر کے دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی کی سعادت نصیب فرمائے۔

عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَىٰ، أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهَا وَ لَمْ يُوْصِ؟ قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔[صحيح البخاری کتاب فضائل القرآن باب الوصايا بكتاب الله عز و جل، حديث نمبر5022]

طلحہ بن مصرف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: ''کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں''۔ میں نے عرض کیا: ''پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی کہ مسلمانوں کو تو وصیت کا حکم ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

دین اسلام میں سختی کرنا اس کی روح کو مجروح کرنا ہے

اسلام آسان دین ہے، مسلمان ابوالانبیاء، خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دین اسلام میں کوئی سختی نہیں رکھی ہے۔ جو شخص دین میں سختی اختیار کرتا ہے وہ دین اسلام کی روح کو مجروح کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[2:البقرة:186]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ آسانی (اور نرمی) کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ﴾

[22:الحج:78]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر قائم ہو جاؤ۔

اسلام ہر طرح سے آسان ہے۔ اس کے اصولی اور فروعی احکام اور جس قدر اوامر و نواہی ہیں سب میں آسانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مگر صد افسوس کہ بعد کے زمانوں میں اسلام کو اس قدر مشکل بنایا گیا ہے اور اس کو بدنام کیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اللہ نیک سمجھ دے۔ آمین۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَ لَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا ، وَاَبْشِرُوْا، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ -[صحيح البخاري، كتاب الايمان ، باب الدين يسر، حديث نمبر39]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' بے شک دین آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی اختیار کرے گا وہ دین اس پر غالب آ جائے گا (اور اس کی سختی نہ چل سکے گی) پس (اس لیے) اپنے عمل میں پختگی اختیار کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو میانہ روی اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ (کہ اس طرز عمل سے تم کو دونوں جہانوں کے فوائد حاصل ہوں گے) اور صبح دو پہر اور شام اور کسی قدر رات میں (عبادت سے) مدد حاصل کرو۔ (نماز پانچ وقتہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ پابندی سے ادا کرو)۔

وضاحت:

آیات اور احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام ہر طرح سے آسان ہے۔ مگر صد افسوس کہ بعد کے زمانوں میں خود ساختہ ایجادات سے اسلام کو اس قدر مشکل بنالیا ہے کہ اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ نیک سمجھ دے۔ (آمین!)

اسلام میں اپنی جان پر ظلم کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ کوئی انسان ثواب حاصل کرنے یا خدا رسیدگی کا رتبہ حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو ایسی تکالیف میں مبتلا کرے جن کی شرعی طور پر کوئی بنیاد نہ ہو اور اس طرح خود کو عذاب میں ڈالے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر اسلامی رویہ کو سخت ناپسند فرمایا

کچھ لوگ بغیر کسی دلیل کے، غیر مسلم طرز فکر کے زیر اثر سمجھتے ہیں کہ روحانی بلندی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مادی جسم کو زیادہ سے زیادہ تکالیف پہنچا کر اسے مادی '' آلائشوں ''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پاک کیا جائے۔

اسلام دین فطرت ہے اور اسلامی طرز زندگی میں انسان کے تمام فطری تقاضوں کی جائز گنجائش ہے۔ ان تقاضوں میں جسمانی تقاضے بھی شامل ہیں۔ یہاں پر تو یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ نکاح نصف ایمان ہے۔ بہرحال ذیل میں کچھ ایسے واقعات درج کیے جا رہے ہیں جہاں کچھ اصحاب نے، بغیر کسی شرعی جواز کے، جسم کو تکلیف دینا خدا رسیدگی کا ذریعہ سمجھ لیا یا عبادت کرنے میں جسم کو شرعی طور پر مطلوب حد سے زیادہ مشقت میں ڈالا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں یہ واقعات آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ: "مَا بَالُ هٰذَا؟" قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ" وَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّرْكَبَ ۔[صحيح مسلم ،كتاب النذر، باب من نذر ان يمشي إلى الكعبة ،حديث نمبر 4247]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چلا کر لے جایا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے پرواہ ہے، اور اس (بوڑھے) کو سوار ہو جانے کا حکم دیا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلاً يَسُوْقُ بَدَنَةً ، فَقَالَ لَـهُ: ارْكَبْهَا، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ : "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ " فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ[صحيح البخاري، كتاب الأدب ، باب ما جاء في قول الرجل ويلك حديث6160]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہانکے لے جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری یا تیسری بار فرمایا کہ تیری خرابی ہو سوار ہو جا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، اِذَا هُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِرَجُلٍ قَائِمٍ : فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ : نَذَرَ اَنْ يَقُوْمَ وَ لَا يَقْعُدَ، وَ لَا يَسْتَظِلَّ وَ لَا يَتَكَلَّمَ وَ يَصُوْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَ لْيَسْتَظِلَّ وَ لْيَقْعُدْ وَ لْيُتِمَّ صَوْمَهُ' [صحيح البخاری، كتاب الايمان والنذر، باب النذر فيما لا يملك و فی معصية، حديث نمبر6704]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص کھڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: یہ شخص ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مان رکھی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں اور نہ سائے میں جائے گا۔ نیز بات بھی نہیں کرے گا اور روزے سے رہے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ بات کرے اور سائے میں بھی رہے اور بیٹھ جائے لیکن روزہ پورا کرے۔

وَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَرَاٰى زِحَامًا وَ رَجُلاً قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: صَائِمٌ ، فَقَالَ " لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ " [صحيح البخاری، كتاب الصوم ، باب قول النبی ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحرّ: "ليس من البر الصيام فی السفر" حديث نمبر1946]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اژدحام ہے اور ایک شخص پر (روزے کی وجہ سے) سایہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ (اژدحام اور سایہ) کیسا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدِيْ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ هٰـذِهٖ ؟ قُلْتُ: فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ، فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا، فَقَالَ: " مَهْ عَلَيْكُمْ مَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا." [صحيح البخاری، كتاب التهجد ، باب ما يكره من التشديد فی العبادة ، حديث نمبر1151]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس بنو اسد کی ایک عورت بیٹھی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ فلاں خاتون ہیں، جو رات بھر نہیں سوتیں، ان کی نماز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس تمہیں صرف اتنا ہی عمل کرنا چاہیے جتنے کی تم میں طاقت ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو (ثواب دینے سے) تھکتا ہی نہیں۔ تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ،فَقَالَ: مَا هٰذَا الحَبْلُ؟ قَالُوْا: هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ ،فَقَالَ النَّبِيُّ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ۔"[صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة حديث نمبر1150]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک رسی پر پڑی۔ جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ حضرت زینب نے باندھی ہے، جب وہ (نماز میں کھڑی کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹکی رہتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، یہ رسی نہیں ہونی چاہیے، اسے کھول دو، تم میں ہر شخص کو چاہیے جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

خودکشی کرنے والے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی وعیدیں

معجزانہ انداز میں وعید:

رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو دوزخی قرار دے کر معجزانہ انداز میں وعید فرمائی جو بظاہر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب لڑا اور بہت سے زخم کھائے۔ لیکن بعد میں ان زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُنَيْنًا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَ كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا سَهْمًا فَنَحَرَبِهَا وَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَدَّقَ اللهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَ قَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ: يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔

[صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب في غزوة خيبر، حديث نمبر4203,4204]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہم راہیوں میں سے ایک شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا، یہ فرمایا کہ وہ شخص دوزخی ہے۔ پھر جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور بہت سے زخم اس کے جسم پر آئے۔ قریب تھا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں اس واقعہ سے شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں اور وہ آپ ﷺ کے بیان کو سچا قرار نہ دیں۔ یکا یک اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوزخی ہونے کا حکم لگایا تھا، زخموں کی تکلیف سے بے چین ہو کر اپنے ہاتھ کو اپنے ترکش کی طرف بڑھایا اور ایک تیر نکال کر اس کو سینہ میں پیوست کر لیا یعنی خودکشی کر لی۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف) دوڑ پڑے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بات کو سچا کر دیا۔ فلاں شخص نے خودکشی کر لی اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! کھڑا ہو، لوگوں کے درمیان اعلان کر دے کہ جنت کے اندر صرف مومن داخل ہوگا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو مرد فاجر کے ذریعہ بھی قوی کرتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر خودکشی کرنے والے کو عمومی وعید یوں فرمائی کہ جس نے اپنی جان کسی چیز سے لی (مثلاً ہتھیار وغیرہ سے) وہ اسی چیز سے دوزخ میں عذاب پاتا رہے گا۔ (اعاذنا اللہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ،وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ. [صحيح البخاري، كتاب الجنائز،باب ما جاء في قاتل النفس، حديث نمبر:1363]

ترجمہ: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم کھائی (مثلاً یوں کہا: اگر میں نے یہ کام کیا ہوتو یہودی ہوں یا نصرانی) وہ اسی مذہب کا ہو جائے گا، اور جس نے اپنی جان کسی ہتھیار وغیرہ سے ختم کر لی وہ اسی چیز سے دوزخ میں عذاب پاتا رہے گا۔

مسلم معاشرے میں سلام کو رواج دیا جائے

آپس میں محبت والفت کا رویہ رکھنا شرطِ ایمان ہے۔ اسلامی معاشرہ میں پیار کی خوشبو پھیلانے کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مبارک ترکیب بتائی کہ آپس میں سلام کو رائج کیا جائے

جب تک آپس میں محبت نہ ہو، الفت نہ ہو، پیار نہ ہو، اپنائیت اور یگانگت کا تعلق نہ ہوتو پھر کیساایمان اور مسلمان ہونے کا (جھوٹا) دعویٰ کرنے کی کیا حقیقت؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے ایمان ضروری ہے اور جب تک کوئی شخص دوسروں سے محبت نہیں کرے گا اس کا ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ لوگوں میں باہمی پیار پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ معاشرہ میں سلام کو رواج دیا جائے اور لوگ ملتے جلتے، بلافرق مراتب، مجوزہ آداب کے مطابق ایک دوسرے کو السلام علیکم کہیں اور جب انھیں سلام کیا جائے تو جواب دیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی ہم آہنگی اور سلامتی کے لیے سلام رائج کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر دیے گئے ایک ابتدائی خطبہ مبارک میں سب سے پہلا حکم یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا: ''اے لوگو، سلام کو عام کرو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرہ میں سلام کو رواج دینے کے بنیادی معاشرتی اسلامی ادب کا عملی مظاہرہ اپنے مقدس اسوہ حسنہ اور سنتِ عالیہ میں فرمایا، بے شمار مثالوں میں سے تبرک کے طور پر صرف ایک مثال ذیل میں درج کردہ تیسری حدیث میں ملاحظہ ہو۔ (اس کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرتے تو کمال شفقت سے ان کو سلام کہہ کر نوازتے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عملی انداز میں نئی نسل کو اسلامی آداب کی تعلیم فرماتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ ؟ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ ۔

[الادب المفرد للبخاري، باب افشاء السلام ،حديث نمبر 980]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ جنت میں داخل نہ ہوسکو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان نہ لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے۔ کیا تمہیں وہ ترکیب نہ بتاؤں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو'' لوگوں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: ''آپس میں سلام کو عام کرو۔''

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﷺ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وقيل: قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنْ قَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ ،تَدْخُلُو الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ۔

[جامع الترمذي، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،حديث نمبر2485]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے، اور کہنے لگے: اللہ کے رسول آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے، چنانچہ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں۔ پھر جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اچھی طرح دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی وہ یہ تھی: لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور رات میں جب لوگ سور ہے ہوں تو نماز پڑھو۔ تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ [صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب التسليم على الصبيان ،حديث نمبر:6247]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بچوں پر سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہنے لگے: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

اسلام کا اپنے ماننے والوں کو انسانی غلامی سے نجات دلانا

عالمِ انسانیت کے عظیم ترین نجات دہندہ خاتم النبیین ﷺ کا سنہری کارنامہ ــــ بنی نوعِ انسان کو اپنے ہی جیسے انسانوں کی ذلت آمیز غلامی کی زنجیروں سے نجات دلا کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دامن توحید میں آباد کرنا اور انھیں معزز، آزاد شہری بنا دینا

قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد دیا گیا ہے کہ اہل کتاب (یہودیوں اور عیسائیوں) کو اس مشترک نکتہ کی طرف دعوت دیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ بنائیں اور اپنے جیسے انسانوں کو اپنا رب نہ بنائیں۔

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴾[3:آل عمران:64]

ترجمہ: کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمھارے دونوں کے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آ ؤ۔ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں تو (ان سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی اہل نجران کے نام اپنے مکتوب گرامی کا آغاز حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہم السلام کے اللہ کے نام سے کیا اور تحریر فرمایا کہ میں تم کو بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں۔

مکتوب گرامی مذکورہ کے متعلقہ الفاظ یہ ہیں:

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُسْقُفِ نَجْرَانَ أَسْلِمْ أَنْتُمْ فَإِنِّيْ أَحْمَدُ إِلَيْكُمْ بِاسْمِ إِلٰهِ إِبْرَاهِيْمَ وَ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْبَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكُمْ إِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ وَ أَدْعُوْكُمْ إِلٰى وِلَايَةِ اللّٰهِ مِنْ وَّلَايَةِ الْعِبَادِ ـ[البداية والنهاية لابن كثير، جلد نمبر5]

ترجمہ: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے نجران کے پادری کے نام، ابراہیم واسحاق و یعقوب کے الٰہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ میں تم کو بندوں کی عبادت سے خدا کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بندوں کی خبر گیری سے خدا کی خبر گیری کی طرف بلاتا ہوں۔

دو قابل احترام مقام

ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے حرمت والا شہر قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرمت والا شہر قرار دیا

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ یثرب اور موجودہ مدینہ منورہ کو شرف بخشا اور اسے اپنا وطن قرار دیا۔ اس کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر رگ و پے میں جاگزیں ہوگئی تھی۔ قدرتی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں کی ہر چیز سے محبت تھی۔ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔" مدینہ منورہ (اور اس کے گردونواح کے پہاڑ احد) سے الفت و عقیدت ہر مسلمان کو ورثہ میں ملی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ (مکرمہ) کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں پتھریلے میدانوں کے درمیان والے علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔"

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا [صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب احد يحبنا، حديث نمبر:4084]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خیبر سے واپس ہوتے ہوئے) احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں ان دو پتھریلے میدانوں کے درمیان علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔

اس حدیث کی تشریح میں مولانا داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا ایسا وطن قرار دے لیا تھا کہ اس کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رگ و پے میں جاگزیں ہوگئی تھی۔ وہاں کی ہر چیز سے محبت کا ہونا آپ کا فطری تقاضا بن گیا تھا۔ اسی بنا پر پہاڑ احد سے بھی آپ کو محبت تھی جس کا یہاں اظہار فرمایا۔ مدینہ منورہ سے الفت و محبت ہر مسلمان کو ورثہ میں ملی ہے۔ حدیث سے مدینہ منورہ کا مثل مکہ حرم ہونا بھی ثابت ہوا۔

مدینہ منورہ بھی اب ہر مسلمان کے لیے مثل مکہ مکرمہ حرم محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بار بار اس مقدس شہر کی حاضری کی سعادت عطا فرمائے، آمین!

رسول اکرم کی ﷺ دو پیشین گوئیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلامی حکومت سے متعلق دو بشارتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکمل امن وامان اور ہر قسم کے معاشی احتیاج کا خاتمہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تمھاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا، اور تم یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا کہ کوئی آدمی اس کی زکوۃ کو قبول کر لے لیکن اسے ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں فتح ایران کی بشارت بھی دی۔

عَنْ عَدِيّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ: يَاعَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ ؟ قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ — قُلْتُ: فِيْمَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَ نَفْسِيْ فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ؟ وَ لَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَّطْلُبُ مَنْ يَّقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَّقْبَلُهُ مِنْهُ وَ لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَلَيَقُوْلَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ: بَلٰى ،فَيَقُوْلُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ، فَيَقُوْلُ: بَلٰى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَ يَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ ، قَالَ: عَدِيُّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيُّ فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ وَلَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ ، وَ كُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَ لَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[صحيح البخاري، كتاب المناقب ،باب علامات النبوة في الاسلام، حديث نمبر 3595]

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر وفاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟'' (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تمھاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہوگا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنھوں نے شہروں کو تباہ کر دیا، فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا: کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز۔ اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندے رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی (جو اس کی زکوۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلکہ پروردگار اس سے بلا واسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا، کیا میں نے تمھارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنھوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا، بے شک تو نے بھیجے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، کیا میں نے مال اور اولاد تمھیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بیشک تو نے دی تھی۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جہنم سے بچو، اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے۔ تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لیے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے اللہ کے سوا کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہ تھا۔ اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔

فائدہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اتنا دولت مند بنا دیا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المال کی غلط بخشی بڑی سختی سے ختم کی۔ اور حکمران خاندان (بنوامیہ) کو دی گئی تمام جاگیریں (بشمول خود) ختم کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر کسی کی معاشی احتیاج کے خاتمے کی بشارت بھی پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین آسان ہے

اسلام تو آسان دین ہے، لیکن بعض جاہل، غالی اور متشدد لوگ (مثلاً خارجی) اس کی آسانیوں کو فراموش کر کے اس کا اصل چہرہ مسخ کر دیتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے)۔

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [2:البقرۃ:128]

اللہ (تعالیٰ) تمھارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک جاہل، غالی اور متشدد خارجی کا اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کر کے مفہوم بالا کو واضح فرمایا ہے، اس واقعہ کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

خلاصہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ جو ایک صحابی رسول تھے، گھوڑے پر ایران میں کسی جگہ آئے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نماز پڑھنے لگ گئے۔ اس دوران ان کا گھوڑا موقع پا کر بھاگ نکلا۔ آپ نے عملی مجبوری کی بنا پر نماز چھوڑ دی، گھوڑے کے پیچھے بھاگے اور اس کو پکڑ لائے اور پھر نماز پڑھنے لگے۔

قریب ہی کہیں ایک خارجی تھا۔ اس نے اپنی جہالت، نافہمی اور غلو کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ پر یہ زہر آلود تبصرہ کیا (نقل کفر کفر نہ باشد) ''اس بوڑھے احمق کو دیکھو، اس نے گھوڑے کے لیے نماز چھوڑ دی۔''

جناب ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بھی یہ ناروا اور توہین آمیز تبصرہ سنا اور جب نماز سے فارغ ہو کر ساتھیوں میں آئے تو فرمانے لگے: جب سے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا ہوں اس خارجی کے علاوہ کسی نے مجھے ملامت نہیں کیا۔ (اس جاہل کو یہ پتا نہیں) کہ میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر میں نماز پڑھتا رہتا تو رات تک بھی اپنے گھر نہ پہنچ سکتا۔ صحابی مذکور رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: میں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (مبارک) صحبت میں رہا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانیوں کو دیکھ چکا ہوں۔ (اس لیے میرا یہ عمل جس پر اس جاہل اور غالی خارجی نے اعتراض کیا ہے دین فطرت اسلام کی روح کے عین مطابق ہے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: یسّروا (ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے کہ آسانی کرو) اور اس باب کے تحت وہ واقعہ تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے۔

عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهَرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَآءُ فَجَآءَ اَبُوْبَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ فَصَلّٰى فَخَلّٰى فَرَسَهٗ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلٰوتَهٗ وَتَبِعَهَا حَتّٰى اَدْرَكَهَا فَاَخَذَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَضٰى صَلَاتَـهٗ وَ فِيْنَا رَجُلٌ لَّـهٗ رَاْیٌ فَاَقْبَلَ يَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلٰوتَهٗ مِنْ اَجْلِ فَرَسٍ فَاَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِيْ اَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَ قَالَ: اِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَ تَرَكْتُهٗ لَمْ آتِ اَهْلِيْ اِلَى اللَّيْلِ وَ ذَكَرَ اَنَّـهٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَاٰی مِنْ تَيْسِيْرِهٖ -[صحيح البخاری ، کتاب الادب ، باب قول النبی ﷺ يَسِّرُوا، حديث نمبر :6127]

ترجمہ: ازرق بن قیس نے کہا ہم اہواز میں (جو ایک شہر کا نام ہے ملک ایران میں) نہر کے کنارے پر تھے اس کا پانی سوکھ گیا تھا۔ اتنے میں ابو برزہ اسلمی (صحابی) رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار وہاں آئے۔ وہ نماز پڑھنے لگے اور گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگا، انھوں نے نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کے پیچھے دوڑے۔ اس کو پکڑ کر لائے۔ پھر نماز پڑھنے لگے۔ ہم لوگوں میں ایک شخص تھا وہ کم بخت خارجی تھا۔ کہنے لگا: اس بوڑھے احمق کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لیے نماز چھوڑ دی۔ اس کے بعد ابو برزہ (نماز سے فارغ ہو کر) آئے، کہنے لگے جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا ہوں مجھے کسی نے ملامت نہیں کیا۔ (آج اس خارجی نے کی) میرا گھر یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر میں نماز پڑھتا رہتا گھوڑے کو جانے دیتا تو رات تک بھی اپنے گھر نہ پہنچ سکتا۔ ابو برزہ نے یہ بھی کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہ چکا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانیوں کو دیکھ چکا ہوں۔

اسلام دینِ اعتدال ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے امام پر بہت سخت ناراض ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جومقتدیوں کی مجبوریوں (مثلاً دن بھر کام کی وجہ سے تھک کر چور ہوجاناوغیرہ) کا خیال نہ رکھے اور لمبی نماز پڑھائے

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے امام صاحب جماعت کراتے وقت بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ میں دن بھر اونٹ چرانے کی وجہ سے تھک ہار کر چکنا چور ہوا ہوتا ہوں اور طویل قراءت سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لیے میں (جماعت) کی نماز میں شریک نہیں ہوسکتا۔ راوی (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وعظ فرماتے ہوئے اتنا غضب ناک نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! تم ایسی شدت اختیار کر کے لوگوں کو دین سے) نفرت دلانے لگے ہو۔'' (خبردار!) جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے کیوں کہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت والے (ہر قسم کے لوگ) ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا اَکَادُ اُدْرِکُ الصَّلَاۃَ مِمَّا یُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوْعِظَۃٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْ یَوْمِئِذٍ فَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ مُنَفِّرُوْنَ، فَمَنْ صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الْمَرِیْضَ وَالضَّعِیْفَ وَذَا الْحَاجَۃِ۔

[صحیح البخاری ،کتاب العلم ، باب الغضب فی الموعظة والتعلیم اذا رأی مایکرہ ، حدیث نمبر90]

ترجمہ: حضرت ابومسعود انصاری روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص (حزم بن ابی کعب رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر) عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اللہ! فلاں شخص (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ اس لیے میں (جماعت کی) نماز میں شریک نہیں ہوسکتا (کیوں کہ میں دن بھر اونٹ چرانے کی وجہ سے رات کو تھک ہار کر چور ہوجاتا ہوں اور طویل قراءت سننے کی طاقت نہیں رکھتا) راوی ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وعظ کے دوران غضب ناک نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم (ایسی شدت اختیار کر کے لوگوں کو دین سے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفرت دلانے لگے ہو۔ (سن لو) جوشخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیوں کہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت والے (سب ہی قسم کے لوگ) ہوتے ہیں۔

اس حدیث کا تعلق ایک خاص واقعہ سے ہے۔ ذیل میں جو حدیث درج کی جا رہی ہے اس میں عمومی انداز میں وہی ہدایت کی گئی ہے جو پہلی حدیث کا منشا ہے۔ اس عمومی انداز کے مخاطبوں کا دائرہ زیادہ وسیع ہے اور اس میں امام حضرات کے علاوہ معلم حضرات، خطیب حضرات، اور مفتیان حضرات وغیرہ بھی ہیں، جن کا تعلق عام پبلک سے ہے۔ انھیں بھی اپنے اپنے دائرہ کار میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے غیر حکیمانہ طریقہ کار سے لوگوں میں دین اسلام سے نفرت پیدا نہ کریں، بلکہ آسانیاں پیدا کریں اور خواہ مخواہ کی سختیاں نہ کریں۔ اسلام تو دین فطرت ہے۔ اس پر عمل درآمد کو خوشیوں کا پیامی ہونا چاہیے۔ اللہ کے لیے اسے خلق کے واسطے عذاب نہ بنائیں۔ اللہ ہدایت دے، آمین!!

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا وَ بَشِّرُوْا وَلاَ تُنَفِّرُوْا [صحيح البخاری ،كتاب العلم ، باب ما كان النبی صلی الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظت والعلم، حديث نمبر69]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

اس حدیث میں دین اسلام کی اصل روح کی جانب ایک بلیغ اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

رسول اللہ ﷺ کی نماز سے رغبت

سید الراکعین والساجدین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نماز سے رغبت کی چند مثالیں

1۔ نماز آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَآءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلاَةِ۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[سنن النسائی ، کتاب عشرۃ النساء ، باب حب النساء ،حدیث نمبر :3391]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دنیا کی سب چیزوں میں عورتیں اور خوش بو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

2- نماز آپ ﷺ کے لیے راحتِ جان اور دل کا چین ہے:

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِیْ الْجَعْدِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ، قَالَ مِسْعَرٌ: اَرَاہُ مِنْ خُزَاعَۃَ: لَیْتَنِیْ صَلَّیْتُ فَاسْتَرَحْتُ ، فَکَاَنَّھُمْ عَابُوْا ذٰلِکَ عَلَیْہِ ، فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: " یَا بِلَالُ! اَقِمِ الصَّلَاۃَ اَرِحْنَا بِھَا"[سنن أبی داؤد، کتاب الأدب ، باب فی صلوۃ العتمۃ ،حدیث نمبر:4985]

ترجمہ: حضرت سالم بن ابی الجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ، وہ بیان کرتے ہیں کہ خزاعہ (قبیلہ) کے ایک شخص نے کہا، کاش! میں نماز ادا کر لیتا اور راحت حاصل کر لیتا۔ یوں لگا جیسے بعض لوگوں نے اس کی اس بات کو معیوب سمجھا تو اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اے بلال! نماز کی اقامت کہو اور ہمیں اس کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔''

3- جب نماز کا بلاوا آ جاتا، اذان ہو جاتی تو آپ ﷺ ہر مصروفیت چھوڑ دیتے اور نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لے جاتے:

عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: " مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَصْنَعُ فِی الْبَیْتِ ؟ " قَالَتْ: " یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ خَرَجَ ۔"[صحیح البخاری ، کتاب النفقات، باب خدمت الرجل فی اھلہ، حدیث نمبر :5363]

ترجمہ: حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں رہتے تو کیا کرتے؟ انھوں نے کہا: ''گھر کے کام کاج کرتے رہتے، جب اذان کی آواز سنتے تو باہر تشریف لے جاتے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کی گھڑی لحہ بہ لحہ قریب سے قریب تر آتی جا رہی تھی۔ جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی اسی سوموار کی فجر کی نماز کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدیق رضی اللہ عنہ امامت کرا رہے تھے۔ ایسے میں آپ ﷺ نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے نماز کے لیے صف بستہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگے۔ راوی (انس رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ (اپنے امتیوں کو نماز کے لیے صف بستہ دیکھ کر) آپ ﷺ کا مبارک حساس چہرہ بشاشت کی وجہ سے حسن، جمال اور صفائی میں گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ ﷺ کے دیدار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن آپ ﷺ نے اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ لٹکا لیا۔

پھر اسی دن سید العرب والعجم، امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ!

اس واقعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے رغبت کی ایک اور شہادت ہے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز کے لیے صف بستہ دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے کہ آپ ﷺ کی عمر بار آور ہوئی اور آپ ﷺ نے اس سنہری زمانہ کے بہترین انسانوں کو اپنی مبارک نظروں کے سامنے اللہ کی عبادت کے لیے، اس کے سامنے رکوع وسجود کرنے کے لیے تیار کھڑے ملاحظہ فرمالیا۔ سبحان اللہ! کیسا الوداعی نظارہ تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ!

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ- تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَ صَحِبَهُ- اَنَّ اَبَـابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجْعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّـذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَ هُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ، فَـكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَـائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَ ظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ، فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَـكُمْ وَ اَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ ﷺ۔

[صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل أحق بالامامة، حدیث نمبر :680]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے، آپ ﷺ کے خادم اور صحابی تھے، روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کراتے رہے۔ جب سوموار کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہم کو دیکھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ (حسن، جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ایک ورق تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر ہنسنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لیے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو اور پردہ لٹکا لیا۔ پھر اسی دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الوداعی وصیت میں بھی نماز کی بار بار تاکید فرمائی۔

اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ : "اَلصَّلاَةُ ، اَلصَّلاَةُ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔"[الادب المفرد للبخاري، باب حسن الملكة، حديث نمبر :158]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی آخری گفتگو تھی: "نماز، نماز (یعنی نماز قائم کرو) اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

رکوع اور سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے

رسول اکرم ﷺ نے نماز باجماعت میں صفوں کو برابر نہ کرنے پر سخت تنبیہ فرمائی اور ایسے شخص کو جو (رکوع یا سجدے میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے بے حد سرزنش فرماتے ہوئے اسے وعید فرمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو اور اس کی صورت کو گدھے جیسی نہ بنا دے (اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ)

اسلام نے تنظیم (ڈسپلن)، نظم و نسق اور اطاعتِ امیر پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اس دین متین کی اولین اور سب سے ضروری عبادت نماز کو لے لیں۔ اس کے اوقات مقرر ہیں، نماز میں جس طرف کو رخ کر کے کھڑا ہونا ہے وہ قبلہ مقرر ہے۔ نماز باجماعت میں جس طرح صف بندی کرنی ہے، اس کی ہدایات موجود ہے۔ نماز باجماعت میں امام کے ساتھ ساتھ اس کے اشاروں پر اٹھنا ہوتا ہے۔ رکوع کرنا ہوتا ہے، سجدہ کرنا ہوتا ہے اور جب وہ سلام پھیرے تو اس کے ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز کی عبادت سے فارغ ہونا ہوتا ہے۔

حدیث میں نماز باجماعت کے دوران صف بندی کی تاکید فرمائی گئی ہے اور ایسا نہ کرنے والوں کے منہ الٹا دیے جانے (یا مسخ کر دیے جانے) کی وعید فرمائی گئی ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

[صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف، حدیث نمبر717]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں اپنی صفوں کو برابر کر لو نہیں تو خداوند تعالیٰ تمھارے منہ الٹ دے گا۔''

حدیث میں ایسے شخص کو جو (رکوع یا سجدہ سے) امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے، سرزنش کی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اس کے سر کو اور صورت کو گدھے جیسی نہ بنا دیا جائے (اعاذنا اللہ منہ)۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اَوْ لَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ، اَوْيَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ.

[صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع راسہ قبل الامام، حدیث نمبر691]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اس کا سر گدھے کی طرح بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔"

نمازِ عصر کی اہمیت

رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز کی انتہائی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ غزوہ خندق کے نازک ترین لحات میں بھی ان کو سب سے زیادہ ملال اس بات کا ہوا کہ سورج غروب ہو گیا اور کفار نے ان کو نماز عصر نہیں پڑھنے دی

غزوہ خندق سے زیادہ نازک لحات اور کیا ہوں گے۔ سورۃ الاحزاب کی آیات نمبر ۱۰، ۱۱ کے مطابق یہ وہ لحات تھے جب مومن آزمائے اور سخت طور پر ہلائے گئے تھے۔ اور (کچھ لوگوں) کی تو آنکھیں پھر گئی تھیں اور دل (دہشت کے مارے) حلق تک پہنچ گئے تھے۔ مسلمانوں کے دشمن اوپر اور نیچے (ہر طرف سے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے)۔

ایسے خطرناک حالات میں جب جان کے لالے پڑے ہوں کب کسی بات کا ہوش رہتا ہے، لیکن (سبحان اللہ) یہ تو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو اور تو ہر بات بھول سکتے تھے، اپنے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا (نماز پڑھنا) نہیں بھول سکتے تھے۔ جب کفار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز نہ پڑھ سکے اور سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نقصان عظیم کا کتنا رنج ہوا اور دشمنوں پر اس حوالے سے کتنا غصہ آیا۔ ان کیفیات کا اندازہ صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل دو احادیث سے ہوسکتا ہے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور موقع پر فرمائش کی گئی کہ فلاں قبیلہ (دوس) کے لیے بددعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوارا نہیں فرمایا لیکن جن بدبختوں نے غزوہ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب بھی ہو گیا، ان کے لیے کتنی سخت بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ (اعاذنا اللہ)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: " مَلَأَ اللّٰـهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَ قُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب غزوۃ الخندق، حدیث نمبر4111]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا: جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطی (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کے قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

سفر میں صرف فرض نماز پڑھنا

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور کبھی ان کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ نیز حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کبھی ان کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں فرمایا کہ تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی ہے۔ اس کے مطابق بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

سفر میں قصر کرنے کی اجازت ایک رعایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کو دی ہے اور جس سے استفادہ کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان کے جلیل القدر صحابہ کرام کی سنت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سفر میں اسی کے مطابق عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے، آمین!

عَنِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَ قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾[33:الاحزاب:21]، [صحیح البخاری، کتاب تقصیر الصلوۃ ، باب من لم یتطوع فی الصلوۃ فی السفر، حدیث نمبر1101]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ ممتحنہ میں) فرمایا: ''تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، یَقُوْلُ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَانَ لَا یَزِیْدُ فِی السَّفَرِ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ وَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ کَذٰلِكَ [صحیح البخاری، ،کتاب تقصیر الصلٰوۃ ، با ب من لم یتطوع فی الصلٰوۃ فی السفر، حدیث نمبر1102]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے: میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

شرعی احکام کی تعمیل میں وسعت

رحمۃ للعالمین ﷺ کی تعلیماتِ عالیہ کی وسعتِ داماں کی ایک درخشندہ مثال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک ارشاد فرمایا: کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ارشاد کی تعمیل ایک انداز میں کی، دوسروں نے کسی اور انداز میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں گروہوں میں سے کسی پر خفگی نہیں فرمائی۔ گویا دونوں طرح کے انداز تعمیل ارشاد کی منظوری فرما دی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ: لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِی الطَّرِیْقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ :لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَاْتِیَهَا وَ قَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ۔

[صحیح البخاری کتاب المغازی ، باب مرجع النبی ﷺ ،حدیث نمبر4119]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ غزوہ احزاب (سے فارغ ہو کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ادا کریں۔ بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا، ان میں سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے) اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ نہیں تھا۔ بعد میں حضور کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر خفگی کا اظہار نہ فرمایا۔

تعلق باللہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ایک خصوصی عمل... نمازِ تہجد

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصی طور پر تہجد پڑھنے کا ارشاد ہوا:

﴿ وَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ [17: بنی اسرائیل: 79]

ترجمہ: اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمھارے لیے مزید بر آں ہے۔ بعید نہیں کہ تمھارا رب تمھیں مقام محمود پر فائز کرے۔

فائدہ: مولانا امین احسن اصلاحی مرحوم اپنی تفسیر "تدبر القرآن" میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"لك" سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جہاں تک آنحضرت ﷺ کا تعلق ہے یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضروری تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے زندگی بھر اس کا اہتمام رکھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے پچھلے پہر مرغ کی آواز سنتے تو تہجد کے لیے اٹھتے۔

سیدنا مسروق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيُّ الْعَمِلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ ، قَالَ : قُلْتُ فَاَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. [صحيح البخاری ، كتاب الرقاق ، باب القصد والمداومة على العمل، حديث نمبر :6461]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی عبادت پسند تھی۔ انھوں نے فرمایا: جو ہمیشہ کی جائے۔ میں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (تہجد کے لیے) کب اٹھتے؟ انھوں نے کہا جب مرغ کی آواز سنتے۔ (مرغ آدھی رات کے بعد دو تین بجے بانگ دیتا ہے)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے اٹھتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے خوب صاف فرماتے:

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ [صحیح البخاری ،كتاب التهجد، باب طول الصلاة في قيام الليل، حديث نمبر:1136]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے خوب صاف کرتے۔

رات کے آخری حصے میں (اور یہی وقت تہجد کا ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی پیش کش ہے۔

دعا مانگنے والے کی دعا قبول فرمانے کی، مانگنے والے کو عطا فرمانے کی اور بخشش طلب کرنے والے کو بخشش دینے کی (یااللہ! ہمیں بھی ان سے کرنا، آمین!)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ، یَقُوْلُ: مَن یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ [صحیح البخاری ،كتاب التهجد، باب الدعا والصلاة من آخر الليل، حديث نمبر:1145]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند و برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں، کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام اللیل (تہجد) کی ترغیب دینے کے لیے فرمایا کہ یہ تم میں سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور یہ تمھارے رب کے قرب، برائیوں کے خاتمے اور گناہوں سے دور رہنے کا سبب بھی ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْكُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَابُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَكُمْ ، وَ هُوَ قُرْبَةٌ لَّــكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ وَ مُكَفِّرَةٌ لِلسَّیِّئَاتِ وَ مَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ ۔

[سنن الترمذي، باب الدعوات عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، حدیث نمبر:3549]

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات کو قیام کرو کیوں کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور یہ تمھارے رب سے قرب، برائیوں کے خاتمے اور گناہوں سے دور کرنے کا سبب بھی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو تنبیہ فرمائی کہ فلاں انسان جیسا نہ بنا جو رات کو قیام کرتا تھا (تہجد پڑھتا تھا) پھر اس نے اسے چھوڑ دیا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَبْدَاللّٰهِ لَا تَكُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ كَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَكَ قِیَامَ اللَّیْلِ ۔

[صحیح البخاري، کتاب التهجد، باب ما یکره من ترك قیام اللیل، حدیث نمبر:1152]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا، اے عبداللہ! تو فلاں انسان جیسا نہ بنا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد کا بیان ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیا ہوتی تھی؟ ام المومنین نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَ فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً ، یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَ لاَ يَنَامُ قَلْبِيْ۔ [صحيح البخارى ،كتاب التهجد، باب قيام النبى صلى الله عليه وسلم بالليل فى رمضان و غيره ، حديث نمبر:1148]

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے، ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا، پھر چار رکعتیں پڑھتے، ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں (ظاہر میں) سوتی ہیں، دل نہیں سوتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک بڑے عالی مرتبت شاعر تھے۔ انھوں نے اپنے چند اشعار میں بڑی خوبی سے اس باطنی انقلاب کا ذکر کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں واقع ہوا۔ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اندھوں کو گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھایا۔ جب پو پھٹتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) سناتے ہیں اور (اس طرح سے) ان کے ایمان میں اضافہ فرماتے ہیں۔ (رات کا پچھلا پہر) آپ بستر سے الگ کر کے گزارتے ہیں (یعنی تہجد کا قیام فرماتے ہیں) جب کہ (غافل) مشرکوں سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ان نعتیہ اشعار کو سنا بہت پسند فرمایا اور ارشاد کیا۔

تمھارے بھائی نے (اپنے نعتیہ اشعار میں) کوئی غلط بات نہیں کہی۔

مذکورہ نعتیہ اشعار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام تہجد کی طرف بلیغ اشارہ کیا گیا ہے۔ اور نہایت ہی خوبی سے رات کے پچھلے پہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا تقابل مشرکوں کی غفلت اور نیند سے کیا ہے۔ ان منکروں کے بستر بوجھل ہونے کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تقابل سے دونوں گروہوں کا فرق واضح اور روشن ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ کیا حق بیان ہے!!
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنا پر یہ سارا تذکرہ صحیح البخاری کی کتاب التہجد میں کیا ہے۔
ذیل میں یہ ساری مفصل حدیث درج کی جارہی ہے۔

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃ رضی اللہ عنہ وَھُوَ یَقُصُّ فِیْ قَصَصِہٖ -- وَھُوَ یَذْکُرُ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِنَّ اَخَالَکُمْ لَا یَقُوْلُ الرَّفَثَ یَعْنِیْ بِذٰلِکَ عَبْدَاللہِ بْنِ رَوَاحَۃَ

وَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللہِ یَتْلُوْ کِتَابَہٗ
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ
اَرَانَا الْھُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا
بِہٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ
یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَہٗ عَنْ فِرَاشِہٖ
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِکِیْنَ الْمَضَاجِعُ

[صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب فضل من تعارا من اللیل فصلی، حدیث نمبر:1155]

ہم میں اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں، جو اس کی کتاب اس وقت ہمیں سناتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے۔ ہم تو اندھے تھے، آپ ﷺ نے ہمیں گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھایا۔ ان کی باتیں اسی قدر یقینی ہیں جو ہمارے دلوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتی ہیں اور جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ضرور واقع ہوگا۔ آپ ﷺ رات بستر سے اپنے آپ کو الگ کر کے گزارتے ہیں جب کہ مشرکین سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں۔

قبولیت دعا کا خاص وقت

آدھی رات کے بعد صبح صادق سے پہلے دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانگنے کا عام بلاوا آتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے اس وقت کا ذکر فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خصوصی لمحوں کے لیے ایک دعا کی تعلیم بھی دی ہے۔ اور اس کی قبولیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بشارت بھی مرحمت فرمائی ہے

رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کی قبولیت کے عام بلاوے کا تذکرہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ: مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاسْتَجِیْبَ لَهٗ، مَنْ یَسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ۔

[صحیح البخاری، کتاب الدعوات ،باب الدعاء نصف اللیل، حدیث نمبر 6321]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں۔

ایسی دعا کا ذکر جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے پچھلے پہر مانگنے کے لیے سکھایا ہے اور اس کی قبولیت کی بشارت بھی مرحمت فرمائی:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اَوْ دَعَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ، فَاِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰی قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ۔

[صحیح البخاری، کتاب التہجد ،باب من تعارض اللیل فصل، حدیث نمبر 1154]

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَكْبَرُ وَلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَوْلَ وَ لَا قُـــوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے، نہ نیکی کرنے کی ہمت۔

پھر یہ پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (اے اللہ! میری مغفرت فرما)۔۔ یا (یہ کہا کہ) کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو نماز بھی مقبول ہوتی ہے۔

وضاحت:

رات کا آخری تہائی حصہ بڑی فضیلت کا وقت ہے اور بندہ مومن خالص نیت سے اس وقت جو بھی دعا کرتا ہے، ضرور قبول ہوتی ہے۔ تمام صلحاء اور اولیاء اللہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لیے اختیار کیا ہے۔ ہر ایک ولی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کچھ نہ کچھ قیام شب ضرور کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس پر ساری عمر عمل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں قبولیت دعا کے ان مبارک لمحوں میں ضرور قیام کریں اور تھوڑی بہت جو کچھ بھی ہو سکے عبادت بجالائیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین!

جنت میں رفاقت رسول ﷺ کے حصول کا طریقہ

اگر یہ تمنا ہو کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت جنت میں نصیب ہو (اللہ نصیب فرمائے!) تو اس کی ایک شرط یہ ہے کہ نوافل زیادہ سے زیادہ ادا کیے جائیں

رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک خادم صحابی رضی اللہ عنہ سے خوش ہو کر کمال شفقت سے اسے سوال کرنے کی اجازت دی۔ اس سعادت مند نے آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں رفاقت کا سوال کیا اور یہ بھی کہا کہ بس میرا یہی ایک سوال ہے، (اس کے بعد اور کیا مانگا جائے!) اس پر آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا کہ پھر نوافل زیادہ پڑھا کر۔

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُه' بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ : سَلْ فَقُلْتُ: اَسْاَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ: اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ[صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ ،باب فضل السجود والحث علیه، حدیثنمبر1094]

ربیع بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے مستعد رہتا تھا۔ میں آپ ﷺ کے پاس آپ کے وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی اشیاء (مسواک وغیرہ) لاتا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''سوال کرو۔'' میں نے عرض کیا: میں آپ سے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ (بھی تیرا کوئی سوال) ہے؟'' میں نے کہا: بس یہی سوال ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنی ذات کے بارے میں (بہتر فیصلہ کرنے میں) نوافل کی کثرت کے ذریعے میری مدد کر۔''

دونوں جہانوں کی بھلائیاں اکٹھی کرنے کی دعا

رسول پاک ﷺ اکثر کون سی دعا کرتے؟

اسلام کی امتیازی شان اس کی جامعیت ہے۔ یہ واحد دین ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا ضامن ہے۔ سعادت دارین کی طلب پر مبنی ایک جامع اور مختصر قرآنی دعا جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ یہ وہ دعا ہے جس کا ورد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ کیا کرتے تھے۔

سَاَلَ قَتَادَةُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ : اَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُوْبِهَا النَّبِيُّ ﷺ اَكْثَرَ، قَالَ: كَانَ اَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُوْ بِهَا يَقُوْلُ: ﴿ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾[2:البقرة:201] قَالَ وَكَانَ اَنَسٌ اِذَآ اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوْ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِدُعَآءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ. [صحیح مسلم ، کتاب الذکر والدعا والتوبة و الاستغفار، باب اکثر دعائه صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر 6840]

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی دعا زیادہ مانگتے ؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(یعنی اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا!)

اور انس بھی جب دعا کرنا چاہتے تو یہی دعا کرتے اور جب دوسری کوئی دعا کرتے تو اس میں بھی یہ دعا ملا لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی والدہ کی درخواست پر یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انس رضی اللہ عنہ کا مال زیادہ کرے، زیادہ اولاد دے اور پھر اس میں برکت کرے۔

یہ واقعہ خاص طور پر ان اصحاب کے لیے قابل غور ہے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود رہبانیت اور ترک دنیا کے غیر اسلامی اور خلاف سنت انداز زندگی کو تقویٰ اور بزرگی کی شان سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت فرمائے۔ (آمین)

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَ مَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَ اُمِّيْ وَ اُمُّ حَرَامٍ خَالَتِيْ فَقَالَ: " قُوْمُوْا فَلَاُصَلِّيَ بِكُمْ" فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ، فَصَلّٰى بِنَا فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ: اَيْنَ جَعَلَ اَنَسًا مِّنْهُ قَالَ: جَعَلَهُ عَلٰى يَمِيْنِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَالَتْ اُمِّيْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ، اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ: فَدَعَا لِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَّ كَانَ فِيْ آخِرِ مَا دَعَا لِيْ بِهِ اَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَ بَارِكْ لَهُ فِيْهِ[صحیح مسلم ، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز الجماعة فی النافلة، حدیث نمبر:660]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور میں گھر میں تھا اور میری ماں اور میری خالہ بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، میں تمھارے لیے نماز پڑھوں اور اس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور ایک شخص نے ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کو کہاں کھڑا کیا؟ انھوں نے کہا: اپنے داہنی طرف، پھر ہم سب گھر والوں کے لیے دعائے خیر کی۔ سب بھلائیوں کی خواہ دنیا کی ہوں یا آخرت کی۔ سو میری ماں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یہ آپ ﷺ کا چھوٹا خادم (یعنی انس رضی اللہ عنہ) ہے، اس کے لیے آپ ﷺ دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے میرے لیے ہر چیز مانگی اور آخر میں اس دعا کے عرض کیا: ''یا اللہ اس کا مال زیادہ کر اور اسے اولاد زیادہ دے۔ پھر اس میں برکت عطا فرما۔''

اس موضوع کی ایک روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے طواف کے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ﴿ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾(2:البقرة:201) کی دعا فرمائی۔

وضاحت: طواف کعبہ کے وقت مسنون اور منصوص دعا صرف یہی دعا ہے۔ اس دعا کے علاوہ اپنی جائز ضرورت کے لیے کوئی بھی دعا کی جا سکتی ہے اور اس کی کوئی ممانعت نہیں، بہر حال وہ دعا مسنون اور منصوص نہیں ہوگی۔

وہ حدیث ذیل میں درج کی جارہی ہے:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ﴿ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾(2:البقرة:201)

[سنن ابی داؤد، کتاب المناسك، باب الدعا فی الطواف، حديث نمبر1892]

ترجمہ: عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کی اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ دعا کرتے ہوئے سنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا نافرمانوں اور سرکشوں کے لیے دعا کرنا

رحمۃ للعالمین ﷺ سے درخواست کی گئی کہ ایک قبیلہ نافرمانی اور سرکشی کر رہا ہے، ان کے لیے بددعا فرمائیں آپ ﷺ نے اس درخواست کو شرف قبولیت نہ بخشا بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس قبیلہ کو ہدایت فرما، اور یہ دعا قبول ہوئی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق قبیلہ دوس کی نافرمانی اور سرکشی اس حد تک ناقابل برداشت ہوگئی کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قبیلہ کی شکایت کرنے کے بعد گزارش کی کہ ان لوگوں کے لیے بددعا فرمائیں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا کرنے کی درخواست کو قبول نہ فرمایا بلکہ کمال شفقت اور مہربانی سے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انھیں میرے پاس بھیج دے۔'' پھر ایسا ہی ہوا کہ قبیلہ دوس نے اسلام قبول کیا اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ یہ تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں، آمین۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ ، وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ - [صحيح البخاری، كتاب الدعوات باب الدعاء للمشركين ، حديث نمبر6397]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بددعا کیجیے۔ لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حق میں بددعا کریں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انھیں میرے پاس بھیج دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے چند مسائل

جمعہ کے دن بالخصوص کپڑوں اور بدن کو بہت زیادہ صاف کرنا، نہانا، عمدہ لباس پہننا، تیل لگانا، خوشبو لگانا اور خطبہ جمعہ کے آداب کا خیال رکھنا ایسے امور ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید فرمائی ہے اور انھیں پورے سات دنوں کے گناہوں کا کفارہ قرار دیا اور ایک حدیث میں مزید تین دنوں (کل دس دنوں) کے ثواب کا ذکر ہے

اسلام کی ایک امتیازی شان اس کی تعلیمات کی جامعیت ہے۔ نماز جو اسلام کی اولین اور مہتم بالشان عبادت ہے، بدن کی اور کپڑوں کی پاکیزگی اور صفائی اور بدن کے مخصوص اعضاء کو دھونے یعنی وضو کرنے سے مشروط ہے۔ اس طرح سے نماز کی سب سے پہلی برکت جسمانی حوالے سے ہے۔ اجتماعی حوالے سے دیکھیں تو مسجد میں نماز باجماعت (جس کی بڑی تاکید کی گئی ہے) کی بے شمار اجتماعی برکات ہیں۔ صرف ایک مثال دینا کافی ہوگا۔ صنعتی تمدن کی نفسیاتی حوالے سے ایک بڑی لعنت یہ ہے کہ اس میں عام طور پر افراد ایک دوسرے سے اجنبیت اور بے گانگی کا شکار ہوتے ہیں اور احساس تنہائی کے مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر اسلامی معاشرہ میں اسلامی روح زندہ ہو اور مسجد کا ادارہ فعال ہو تو اجتماعی سطح پر خلا سے پیدا ہونے والے مذکورہ نفسیاتی عوارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جسمانی اور اجتماعی حوالوں سے نماز کی جن برکات کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک طرح سے ضمنی برکات ہیں، کیوں کہ نماز کی اصل اور بنیادی برکت بہر حال انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملانا ہے۔ اسے معراج کی روحانی اور ماورائی لذت سے آشنا کرنا ہے۔ اس طرح سے نماز کی سہ گونہ برکات ہیں، جو جسمانی، اجتماعی اور روحانی تینوں حوالوں کو محیط ہیں۔

اسی پر بس نہیں، اسلام نے یہ انتظام بھی کیا ہے کہ ایک ہفتہ یعنی سات دنوں میں ایک بار نماز کی جسمانی، اجتماعی اور روحانی برکات کا اہتمام ایک وسیع تر سطح پر کیا جائے۔ اس کا اداراتی ذریعہ جمعۃ المبارک کو بنایا گیا ہے۔ روزانہ پانچ نمازیں تو محلّہ کی مسجد یا استثنائی صورتوں میں گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اندر ادا کی جاتی ہیں۔ جمعۃ المبارک کی اصل برکات اسی وقت حاصل ہوتی ہیں جب یہ فریضہ سچ مچ کی جامع مسجد میں ادا کیا جائے۔

بہر حال اس تحریر کا اصل مقصد قارئین کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان احکام سے آگاہ کرنا ہے جن کا تعلق جمعۃ المبارک سے ہے اور جو بالخصوص جسمانی حوالے سے ہیں، نیز ایسے احکام جو اجتماعی حوالے کے نظم ونسق (ڈسپلن) کے پہلو سے متعلق ہیں۔

ذیل میں وہ احادیث درج کی جا رہی ہیں جن میں مذکورہ دونوں حوالوں سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کا بیان ہے۔

کل چھ احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں۔ پہلی چاروں احادیث کا تعلق جسمانی پہلو اور نظم ونسق کے پہلو سے ہے۔ آخری دونوں احادیث کا مقصد ان غافلوں کو تنبیہ کرنا ہے، وارننگ دینا ہے جو سات دنوں میں (یا کم از کم ۳ ہفتوں میں) ایک بار بھی مسجد میں آنے کی سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَ يَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَـهٗ مَا بَيْـنَهٗ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى. [صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، حديث نمبر883]

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور نہایت مبالغہ آرائی کے ساتھ پاکیزگی اختیار کرے اور تیل لگائے یا گھر کی خوشبو لگائے اور پھر جمعہ (کی نماز) کے لیے نکلے اور دو انسانوں کے درمیان تفریق نہ کرے (یعنی ان کے درمیان نہ بیٹھے) پھر جس قدر (نوافل) اس کے مقدر میں ادا کرے، پھر امام کے خطبہ دینے کے وقت خاموش رہے تو اس کے وہ گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں معاف کر دیے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُصَلِّيْ مَعَه، غُفِرَ لَه، مَا بَيْنَه، وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَ فَضْلُ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ

[مسلم ، كتاب الجمعة ، باب الانصات، حديث نمبر:1965]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا، اور جمعہ (کی نماز) کے لیے آیا، اس نے نوافل ادا کیے جس قدر اس کے مقدر میں تھے۔ بعد ازاں خاموش رہا یہاں تک کہ خطبہ سے فارغ ہوا۔ اس کے بعد اس کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے بلکہ مزید تین دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالاَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ لَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَه، ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَـــه، ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُه، حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلاتِـــه كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَ بَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِيْ قَبْلَهَا.

[سنن ابی داؤد ، كتاب الصلاة ، باب التطيف والتبكير ، حديث نمبر343]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور بہت عمدہ لباس پہنے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے۔ پھر جمعہ کے لیے آئے تو لوگوں کی گردنوں پر سے نہ گزرے اور جو اس کے مقدر میں ہے (نوافل) ادا کرے اور جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلے تو وہ خاموش رہے یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جائے تو یہ سب کام اس کے اس جمعہ سے اور اس سے پہلے کے جمعہ کے درمیان تک (گناہوں کا) کفارہ بنیں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ اَنَّـــه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ: مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ لَوِاشْتَرٰى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَ مِهْنَتِهٖ.

[سنن ابی داؤد ، كتاب الصلاة ، باب التطيف والتبكير ، حديث نمبر1095]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کسی شخص پر (کچھ گناہ) نہیں اگر وہ (سہولت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پائے کہ محنت ومشقت والے دو کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے دو مخصوص کپڑے خریدے۔
وضاحت: اس حدیث پاک میں انتظامی سہولت کے پیش نظر جمعہ کے لیے علاحدہ جوڑا کپڑوں کا بنانے کا ذکر کیا ہے۔

غفلت شعاروں کے لیے تنبیہ (warning)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدَّثَاهُ : اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ، لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ

[صحیح مسلم ،کتاب الجمعة ، باب التغلیظ فی ترك الجمعة، حدیث نمبر2002]

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما نے (حکم بن میناء) سے حدیث بیان کی۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر کے درجات پر فرمایا: لوگ جمعہ (کی نماز) چھوڑنے سے باز آ جائیں یا ان کے دلوں پر اللہ مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضُّمَرِیِّ وَكَانَتْ لَـهٗ صُحْبَةٌ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا، طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ

[سنن ابی داود ،کتاب الصلاۃ ، باب التطیف والتبکیر ، حدیث نمبر1052]

ترجمہ: حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین جمعہ کی نمازیں سستی اور کاہلی کی وجہ سے ترک کر دے تو اللہ اس کے دل کو مہر زدہ کر دے گا۔

مسلمان کا جنازہ پڑھنے اور اسے دفن کرنے کی فضیلت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق اس عالم فانی سے گزر جانے والے مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلنے کی بڑی تاکید ہے۔ جنازہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ ہے اور جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کرنے تک ساتھ رہنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے (اللہ تعالیٰ توفیق دے، آخر ہم سب پر بھی یہ وقت آنا ہے۔ اسے یاد رکھنا چاہیے۔ اللہ کرے ہم سب کی عاقبت بہ خیر ہو۔ آمین

جنازہ میں شریک ہونے کی تاکید

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، اَمَرَنَا: بِاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ ، وَ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِي، وَ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ ، وَ اِبْرَارِ الْقَسَمِ ، وَرَدِّ السَّلَامِ وَ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَ نَهَانَا عَنْ : آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْاِسْتَبْرَقِ۔

[صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، حديث نمبر:1239]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے روکا۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے ساتھ چلنے، مریض کی مزاج پرسی، دعوت قبول کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، قسم پوری کرنے کا، سلام کا جواب دینے کا، چھینک پر یرحمک اللہ کہنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چاندی کا برتن (استعمال میں لانے)، سونے کی انگوٹھی پہننے، ریشم اور دیباج (کے کپڑوں کے پہننے) سے، قسی اور استبرق کے کپڑے استعمال کرنے سے منع کیا۔

وضاحت:

دیباج، قسی اور استبرق ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں۔ قسی کپڑے شام یا مصر سے بن کر آتے اور استبرق موٹے ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔ یہ سب چھ چیزیں ہوئیں۔ ساتویں چیز کا بیان اس روایت میں چھوٹ گیا ہے، وہ ریشمی چارجاموں پر سوار ہونا یا ریشمی گدیوں پر جو زین کے اوپر رکھی جاتی ہیں۔

جنازہ پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ ایسا بھی ہوا کہ بعض دفعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے، کمال شفقت سے اس خوش نصیب کی قبر پر جا کر جنازہ پڑھایا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا، فَقَالُوْا :هٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فَصَفَّنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا۔

[صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب صلاۃ الصبیان، حدیث نمبر1326]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر پر تشریف لائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس میت کو گزشتہ رات میں دفن کیا گیا ہے۔ (صاحب قبر مرد تھا یا عورت تھی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بندی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنازہ پڑھنے کے بعد دفن تک ساتھ رہنے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ، وَ مَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ، قِيْلَ : وَمَا الْقِيْرَاطَانِ ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ۔

[صحیح البخاری کتاب الجنائز، باب من انتظر حتی تدفن، حدیث نمبر:1325]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہیں۔

اس حدیث میں ''قیراط'' کا لفظ آیا ہے، اسے دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارہواں حصہ ہوتا ہے، بلکہ ایک اور روایت میں ہے کہ آخرت کے قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ روزہ رکھنا نیکی نہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک گدا زمین پر بچھا دیا۔ آپ ﷺ اس گدے پر تشریف فرما نہیں ہوئے۔ میزبان کی طرح خود بھی زمین پر بیٹھ گئے۔ گدا میزبان اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان پڑا رہا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لے گئے کہ انھیں سمجھائیں کہ نفلی روزے ایک ماہ میں تین کافی ہیں یا بدرجہ آخر صوم داؤدی: ایک دن روزہ رکھنا، ایک دن نہ رکھنا، بہرحال یہ باتیں تو بعد میں ہوئیں۔ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر انھوں نے آپ کے لیے فوراً چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھا دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زمین پر ہی بیٹھ گئے، اور گدا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ویسا ہی پڑا رہا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَه' صَوْمِیْ، فَدَخَلَ عَلَیَّ فَاَلْقَيْتُ لَه' وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَی الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِیْ وَ بَيْنَه' فَقَالَ لِیْ: اَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةَ اَيَّامٍ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: خَمْسًا، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: تِسْعاً، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اِحْدٰی عَشْرَةَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ لاَ صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ، وَ اِفْطَارُ يَوْمٍ [صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من القی الیه وسادة، حدیث نمبر:6277]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک گدا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھا دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ویسے ہی پڑا رہا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارے لیے ہر مہینے میں تین دن کے (روزے) کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! نبی ﷺ نے فرمایا: پھر پانچ دن رکھا کر۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرمایا: سات دن۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرمایا نو دن۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرمایا: گیارہ دن۔ میں نے عرض کیا:: اے اللہ کے رسول! فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے۔ زندگی کے نصف ایام، ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔

سفر میں روزہ سے رخصت

رسول اکرم ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور افطار کیا بھی ہے

قرآن مجید میں بیمار یا مسافر کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ (رمضان کے بعد) دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر دے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ کے موقع پر رمضان میں سفر کیا۔ اس سفر کے ابتدائی دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے رہے۔ جب عسفان مقام پر پہنچے تو اگرچہ ابھی دن باقی تھا۔ افطار میں دیر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوایا اور اعلانیہ دن میں لوگوں کو دکھا کر پی لیا تا کہ وہ دیکھ لیں۔

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور افطار بھی کیا ہے۔ جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے افطار کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَـآءٍ مِّنْ مَّـآءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيَهُ النَّاسَ، فَأَنْظَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ: وَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، يَـقُوْلُ: صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَ مَنْ شَآءَ أَفْطَرَ. [صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان، حديث نمبر 4279]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوہ فتح مکہ میں) رمضان میں سفر کیا۔ اور روزے رکھتے رہے۔ جب عسفان میں پہنچے تو پانی کا برتن منگوایا اور اعلانیہ دن میں پی لیا تاکہ لوگ دیکھیں۔ پھر مکہ پہنچنے تک آپ نے روزہ نہیں رکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور افطار بھی کیا ہے۔ جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے افطار کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قانون سب کے لیے برابر ہے

امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا پیغام عدلیہ کے نام

اسلام کے نظام عدل وانصاف میں کسی مراعات یافتہ طبقہ (PRIVILEGED GROUP) کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یہاں پر کسی کے خاندان، تعلق ونسبت، جاہ ومنصب یا حیثیت (STATUS) کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مساوات قانونی (EQUALITY BEFORE LAW) اس نظام کا بنیادی اصول ہے اور کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں۔ اسلامی قانون کے بلاامتیاز اور بے لاگ نفاذ کو کسی پیارے سے پیارے رشتہ کی سفارش متاثر نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی قریبی سے قریبی رشتہ اس میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے۔

سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے حوالے سے اس اصول کے عملی اطلاق کی ایک روشن مثال ہے:

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حِبُّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَه، فِيْهَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: " اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ" فَقَالَ لَه، اُسَامَةُ ؓ: " اِسْتَغْفِرْلِيْ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ فَاخْتَطَبَ فَاَثْنٰى عَلَى اللهِ تَعَالٰى بِمَا هُوَ اَهْلُه، ثُمَّ قَالَ: " اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاِنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا " ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقُطِعَتْ يَدُهَا. (صحيح مسلم ،كتاب الحدود،باب قطع السارق الشريف وغيره، حديث نمبر :4411)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیوی تھیں۔ قریش کو اس عورت کی فکر پیدا ہوئی جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فتح مکہ کے موقع پر چوری کی۔ لوگوں نے کہا: اس کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کون کہے گا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ کے سامنے سوائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے، جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چہیتا ہے، اتنی جرأت کون کرسکتا ہے۔ آخر وہ عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائی گئی اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی۔ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ (غصے سے) بدل گیا اور فرمایا: تو اللہ کی حد میں سفارش کرتا ہے؟ اسامہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ ﷺ میرے لیے معافی کی دعا کیجیے۔ جب شام ہوئی تو جناب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا: پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جیسے اس کے شایانِ شان ہے۔ پھر فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں کو اسی بات نے تباہ کیا۔ جب ان میں عزت دار آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ میں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) محمد (ﷺ) کی بیٹی بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔'' پھر آپ ﷺ نے چوری کرنے والی عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ چوری کا یہ واقعہ تو فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا، لیکن اس سے پہلے مدینہ شریف میں میثاق مدینہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی ریاست کے سربراہ ہوئے تو آپ ﷺ کے سامنے یہ بات آئی کہ دو یہودی قبیلوں میں قتل کی دیت مختلف ہے۔ بنونضیر جب بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتے تو نصف دیت ادا کرتے ہیں اور جب بنوقریظہ بنونظیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتے تو انھیں پوری دیت ادا کرنا پڑتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان دیت کی ادائیگی کے حوالے سے مساوات قائم فرما دی اور اس طرح عدل اسلامی کا روشن مظاہرہ فرمایا۔

انسانی مساوات پر مبنی فیصلے کا تذکرہ درج ذیل حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿ فَإِنْ جَاؤُكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ ﴾[5: المائدة:42] قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيْرِ اِذَا قَتَلُوْا مِنْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ اَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ، وَاِذَا قَتَلَ بَنُوْقُرَيْظَةَ مِنْ بَنِيْ النَّضِيْرِ اَدَّوْا اِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً، فَسَوّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ ۔(سنن ابی داؤد، کتاب الاقضية ، با ب الحكم بين اهل اللمة حديث نمبر :3591)

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا؛ جب یہ آیت نازل ہوئی۔''اگر وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو، یا ان سے اعراض کرو، اگر ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''(۵:۱۴۲) راوی کا بیان ہے کہ بنونضیر جب بنوقریظہ کے آدمی کو قتل کرتے تو نصف دیت ادا کیا کرتے اور جب بنوقریظہ کسی بنونضیر کے آدمی کو قتل کر دیتے تو انھیں پوری دیت ادا کرنا پڑی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان مساوات قائم کردی۔

وضاحت:

نفاذ حدود کی برکت ملاحظہ فرمایئے: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ہاتھ کاٹے جانے کے بعد) وہ عورت نیک ہوگئی اور اس نے شادی کر لی، وہ میرے پاس آیا کرتی تھی، میں اس کے مسائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتی تھی۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:411)

اسلام ایک جامع دین

اسلام ایک واحد دین ہے جس میں جسمانی اور نفسانی تقاضوں، معاشرتی حقوق اور تعلق باللہ کا ایک متناسب اور حسین امتزاج ہے۔ جو لوگ اس تناسب کو بگاڑتے ہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ اور ان کی تعلیماتِ عالیہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاتح مصر حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ ان کی شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی کہ وہ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور پھر دن میں روزے رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موصوف سے دریافت فرمایا۔ کیا یہ خبر (یعنی شکایت) صحیح ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس اعتراف پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور جان ناتواں ہو جائے گی۔ یہ جان لو کہ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی۔ اس لیے کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑ بھی دو۔ عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَ تَصُوْمُ النَّهَارَ، قُلْتُ: إِنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ ، قَالَ: فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَ نَفِهَتْ نَفْسُكَ، وَ إِنَّ لِنَفْسِكَ حَقٌّ وَ لِأَهْلِكَ حَقٌّ فَصُمْ وَ أَفْطِرْ، وَ قُمْ وَ نَمْ- [صحيح البخاري ،كتاب التهجد ، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه ، حديث نمبر1153]

ترجمہ: حضرت ابی العباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن بھر روزے رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو تمھاری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور تیری جان ناتواں ہو جائے گی۔ جان لو کہ تم پر تمھارے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی۔ اس لیے کبھی روزہ رکھو اور کبھی بلا روزے کے بھی رہو۔ عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔

مسلمان کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ

رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اپنی امت کو جو وصیتیں فرمائیں
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع (الوداعی یا آخری حج شریف) کے خطبہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر جمیل ہے:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین (رضی اللہ عنہم) کو خطاب فرما کر یاد دلایا کہ جو مہینہ اُس وقت گزر رہا تھا: ''ذی الحجہ'' جس شہر میں یہ خطبہ دیا جا رہا تھا'' مکہ مکرمہ'' اور وہ دن جس میں یہ سوال و جواب ہو رہے تھے ''یوم النحر'' تھا۔
ان کلمات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس طرح یہ دن حرمت والا ہے، جیسے یہ شہر اور مہینہ حرمت والا ہے، (ان تینوں کی حرمت میں کسی کو شک نہیں تھا) ایسے ہی تمھاری جانیں، تمھارے مال اور تمھاری آبروئیں (عزتیں) (مکہ مکرمہ شہر کی طرح، ذی الحجہ کے مہینے کی طرح اور قربانی والے دن کی طرح) قابل احترام ہیں۔ مفہوم ان تینوں وصیتوں کا یہ تھا کہ ہر مسلمان کی جان، مال اور عزت قابل احترام ہے اور ان کو پامال کرنا درست نہیں۔
پہلی تین وصیتیں فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامعین کو اس زندگی کے بعد دوسری زندگی، آخرت کی زندگی، جو کہ فی الحقیقت ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے، یاد دلائی اور فرمایا: بالآخر تم سب نے اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔ اور تمھارے عملوں کا حساب ہوگا۔
سامعین کو فکر آخرت کی یاد دہانی فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی وصیت فرمائی اور ارشاد کیا'' دیکھو، میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا (اور ایسا نہ ہو کہ) ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔
آخری نصیحت (وصیت) بہت بڑی اور عمدہ نصیحت (وصیت) تھی۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے تھوڑے دنوں تک اس پر عمل کیا۔ آخر اسی آفت میں گرفتار ہوئے۔ اور آج تک اس عذاب میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین۔!
خطبہ کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامعین کو (پانچویں وصیت کے طور پر) ان کو فریضہ تبلیغ یاد دلایا اور ارشاد فرمایا: ''جو حاضر ہے وہ (میرے فرمودات) کو غیر حاضر تک پہنچا دے۔ کیوں کہ بعض وہ شخص جس کو پہنچایا جائے گا زیادہ یاد رکھنے والا ہوگا۔
خطبہ میں آخری ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ نئے سننے والوں کو فریضہ تبلیغ کے حوالے سے گواہ بنا کر پھر فرمایا: ''دیکھو! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟''
عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاثَـةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ ، وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ، وَ رَجَبُ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جَمَادَىٰ وَشَعْبَانَ ، ثُمَّ قَالَ: اَىُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قُلْنَا : اللّٰهُ وَ رَسُوْلُــهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّــهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: اَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ ؟ قُلْنَا : بَلٰى ، قَالَ: فَاَىُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُــهٗ اَعْلَمُ، قَالَ : فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ قُلْنَا بَلٰى، قَالَ: فَاَىُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُــهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَــكُمْ- قَالَ:مُحَمَّدٌ : وَ اَحْسِبُهٗ قَالَ: وَاَعْرَاضَكُمْ- حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰــذَا، فِىْ بَلَــدِكُمْ هٰذَا فِىْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّــكُمْ فَيَسْاَلُــكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ، فَلاَ تَرْجِعُنَّ بَعْدِىْ كُفَّارًا ـــاَوْضُلَّالًا ـــ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلاَ لِيُبَلِّــغِ الشَّاهِــدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّــبَلِّغُهٗ يَكُوْنُ اَوْعٰى لَــــهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ ثُمَّ قَالَ: اَلاَ هَلْ بَلَّغْتُ ؟[صحيح مسلم ،كتاب القسامة، باب تغليظ تحرم الدماء والاعراض والمال، حديث نمبر 4383]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے تھے۔سال بارہ مہینے کا ہے،ان میں چار مہینے حرام ہیں (یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں)۔تین مہینے تو مسلسل ہیں: ذی قعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔چوتھا رجب مضر کا مہینہ جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان میں ہے۔اس کے بعد فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے، یہاں تک ہم سمجھے آپ اس مہینہ کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ؟ ہم نے عرض کیا: ذوالحجہ کا مہینہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ شہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مکہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ یوم النحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا: ہاں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک یہ یوم النحر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہاری جانیں اور تمھارے مال اور تمھاری آبروئیں (عزتیں) حرام ہیں، جیسے یہ دن حرام ہے اس شہر میں اس مہینے میں (جس کی حرمت میں کوئی شک نہیں)۔ ایسے ہی مسلمان کی جان، عزت، دولت بھی حرام ہے۔ اس کو پامال کرنا درست نہیں) اور بہت جلد تم اپنے پروردگار سے ملو گے۔ پھر وہ تم سے تمھارے اعمال کا حساب لے گا۔ تو تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (یعنی آپس میں لڑو اور ایک دوسرے کو مارو)۔ سنو! جو شخص یہاں موجود ہے وہ اس شخص تک یہ پیغام پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں، ممکن ہے جس کو یہ پیغام پہنچا دیا جائے وہ اسے اس آدمی سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے اسے (خود مجھ سے) سنا ہے۔ پھر فرمایا: سنو! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) ٹھیک طور پر پہنچا دیا ہے؟

یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نصیحت اور بہت بڑی اور عمدہ نصیحت تھی۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے تھوڑے دنوں تک اس پر عمل کیا۔ بالآخر اسی آفت میں گرفتار ہو گئے۔

اسلام ایک مکمل دستورِ حیات ہے

اسلامی ریاست ایسی مملکت نہیں جہاں کوئی بھی بے کس ہو، جس کا کوئی نہ ہو، مملکت اسلامی کا سربراہ (ریاست کی طرف سے) اس کا ذمہ دار ہوگا

عَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَنَا اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيْعَةً فَاِلَيَّ، وَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَ اَنَا مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ، اَرِثُ مَالَهٗ، وَ اَفُكُّ عَانَهٗ وَ الْخَالُ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَ يَفُكُّ عَانَهٗ وَ فِيْ رِوَايَةٍ وَ اَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ، اَعْقِلُ لَهٗ وَ اَرِثُهٗ وَ الْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ، يَعْقِلُ عَنْهُ وَ يَرِثُهٗ [سنن ابی داؤد،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتاب الفرائض، باب فى ميراث ذوى الارحام، حديثنمبر 2899,2900]

ترجمہ: حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایمان دار شخص سے اس کے نفس سے زیادہ میں قریب ہوں۔ جو شخص قرض یا عیال چھوڑ جائے وہ میرے ذمے ہے اور جو شخص مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور میں اس شخص کا ذمہ دار ہوں جس کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ میں اس کے مال کا وارث ہوں اور میں اس کے قیدی کو رہائی دلاؤں گا۔ اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کے قیدی کو رہائی دلائے گا۔ ایک روایت میں ہے میں اس شخص کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں۔ میں اس کی طرف سے دیت دوں گا۔ اور میں اس کا وارث ہوں اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں۔ وہ اس کی جانب سے دیت دے گا اور اس کا وارث ہوگا۔

اظہارِ رائے کی آزادی اور شہریوں کے قانونی حق کا احترام

رسول اکرم ﷺ نے مملکت اسلامی کے شہریوں کو اپنے جائز حق پر اصرار کرنے اور اس کے لیے اظہارِ رائے کی آزادی مرحمت فرمائی، نیز ان کے قانونی حق کا احترام فرمایا

پہلا واقعہ ایک ایسی خاتون کا ہے جسے اسلامی قانون نے فسخ نکاح کا حق استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس خاتون کا اصرار تھا کہ وہ فسخ نکاح کا یہ حق استعمال کرے گی اور پہلے خاوند کے گھر بیوی کے طور پر نہیں رہے گی۔ اس کے پہلے شوہر کی حالت زار دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ خاتون اگر پہلے خاوند کے پاس رہ جائے تو اچھا ہے۔'' مگر ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا حکم نہیں ہے۔ بہرحال اس خاتون نے فسخ نکاح کے حق کے استعمال پر اصرار کیا اور اس کے اس حق کا احترام فرمایا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَه: مُغِيثٌ، كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِىْ وَدُمُوْعُه' تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِعَبَّاسٍ : يَا عَبَّاسُ ، أَلاَ تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيْرَةَ وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيثًا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَوْ رَاجَعْتِهِ ، قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللهِ ، تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ ، قَالَتْ : لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ[صحيح البخاری ، كتاب الطلاق ، باب الشفاعة النبی فی زوج بريرة ، حديث نمبر 5283]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔اس کا نام مغیث تھا گویا میں اس کو اس وقت دیکھ رہا ہوں جب وہ بریرہ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا گھوم رہا تھا۔اس کے آنسو داڑھی پر بہہ رہے تھے (یعنی وہ چاہتا تھا بریرہ میرے پاس رہے)۔آخر نبی ﷺ نے یہ حال دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عباس! تمھیں تعجب نہیں آتا یہ دیکھ کہ مغیث کو بریرہ سے کیسی محبت ہے اور بریرہ کو اس سے کیسی نفرت ہے؟ پھر آپ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا: تو مغیث کے پاس رہ جائے تو اچھا ہے۔ بریرہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ ﷺ اس کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ میں سفارش کے طور پر کہتا ہوں۔'' بریرہ نے کہا: ''مجھ کو مغیث پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔''

دوسرا واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مبارک مجلس کا ہے۔اتفاق ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ ایک کم عمر لڑکا تھا اور بائیں ہاتھ کچھ بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔مجلس میں مشروب کا ایک پیالہ لایا گیا۔کم سن لڑکے نے اصرار کیا کہ آپ ﷺ کا جھوٹا مشروب پہلے پینے کی جو سعادت ہے اسے بطور حق اولیت کے مل رہی ہے، اسے ہی یہ شرف حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔آخر کار آپ ﷺ نے اپنا جھوٹا پیالہ سب سے پہلے اسی خوش قسمت لڑکے کو عطا فرمایا:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ، وَ عَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ، قَالَ : مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللهِ ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

[صحيح البخاری كتاب المساقاة ، باب فی الشرب حديث نمبر 2351]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پیالہ (دودھ یا پانی کا) لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا اور آپ ﷺ کے داہنے طرف ایک کم سن لڑکا بیٹھا تھا اور بائیں طرف بڑی عمر والے بوڑھے لوگ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے! تو مجھ کو اس کی اجازت دیتا ہے کہ پہلے یہ پیالہ بڑوں کو دے دوں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو آپ ﷺ کا جھوٹا، جو میرا حصہ ہے، وہ کسی اور کو نہیں دوں گا۔ آخر آپ ﷺ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا۔

لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کریں

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے ''دینِ اُمید'' کے داعی، مبلغ، واعظ یا مفتی کے لیے سخت ناروا ہے کہ وہ انسانوں کو رب العالمین جل جلالہ کی رحمت سے مایوس کرے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا ایک درخشندہ اور بنیادی پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناامیدی اور مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے انسانوں کو امید اور رجائیت کا نور علیٰ نور کا راستہ دکھایا۔ ناامیدی اور یاسیت پھیلا کر انسانوں کو اور زیادہ غم زدہ کرنا تو گمراہی کے امام ابلیس لعین کا شیوہ ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق ابلیس کا لفظی ترجمہ ہی ''مایوس اور غم ناک'' ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک گناہ گار شخص کا قصہ بیان فرمایا ہے جو ننانوے قتل کر چکا تھا۔ اب وہ توبہ کرنا چاہتا تھا۔ پہلے وہ عیسائیوں کے ایک (جاہل) درویش اور تارک الدنیا کے پاس گیا اور پوچھا ''میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟'' اس جاہل نے توبہ پر آمادہ قاتل کو مایوس کر دیا، تو قاتل نے اس درویش کو بھی قتل کر کے سو قتل پورے کر لیے۔ پھر اسے ایک عالم کے پاس بھیجا گیا۔ یہ عالم صحیح معنوں میں عالم تھا۔ اور اس نے سو قتلوں کے مرتکب کو امید کا روشن راستہ دکھایا۔ مفصل واقعہ کے لیے حدیث ملاحظہ کیجیے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ: لَا فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ : اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ : نَعَمْ وَ مَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ اِلٰى اَرْضِ كَذَا وَ كَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاعْبُدِاللّٰهَ تَعَالٰى مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ : جَآءَ تَآئِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَ قَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْهُ فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ قَالَ قَتَادَةُ : فَقَالَ الْحَسَنُ ذُكِرَلَنَا اَنَّهٗ لَمَّا اَتَاهُ الْمَوْتُ نَاٰىٓ بِصَدْرِهٖ۔

[صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل، حديث نمبر7008]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون کیے تھے۔ اس نے دریافت کیا کہ زمین کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ لوگوں نے ایک راہب (نصاریٰ کا درویش) کا پتا بتایا، وہ بولا: میں نے ننانوے خون کیے ہیں۔ میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ راہب نے کہا تیری توبہ قبول نہ ہوگی۔ اس نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا اور سو خون پورے کر لیے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا: سب سے زیادہ زمین میں کون عالم ہے؟ لوگوں نے ایک عالم کو بتایا۔ وہ اس کے پاس چلا گیا۔ اور بولا: میں نے سو خون کیے ہیں، میری توبہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ بولا: ہاں ہو سکتی ہے۔ اور توبہ کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ تو فلاں ملک میں جا۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ تو بھی جا کر ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور اپنے ملک میں مت جا، وہ برا ملک ہے۔ پھر وہ چلا اس ملک کی طرف۔ جب نصف فاصلہ طے کیا تو اسے موت آ گئی۔ اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا اور انھوں نے اس کو اپنا فیصل مقرر کیا یہ جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے۔ اس نے کہا دونوں ملکوں تک ناپو اور جس ملک کے قریب ہو وہ وہیں کا ہے۔ ناپا گیا تو وہ اس کے قریب تھا جہاں کا ارادہ رکھتا تھا۔ آخر رحمت کے فرشتے اس کو لے گئے۔ قتادہ نے کہا، حسن نے کہا: ہمیں بیان کیا گیا لوگوں نے کہ جب وہ مرنے لگا تو اپنے سینے کے بل بڑھا (تاکہ وہ اس ملک سے نزدیک ہو جائے جہاں نیک لوگ رہتے ہیں)۔

گناہ سے نفرت کرو، گناہ گار سے نہیں

اگر کسی پر کوئی شرعی سزا واجب ہو تو وہ اُسے ضرور ملنی چاہیے، لیکن اس کے لیے بددعا نہ کرو، ایسا کر کے اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو

ایک شرابی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اسے جسمانی سزا دی گئی اور سرزنش بھی کی گئی۔ جب یہاں تک ہو گیا تو کچھ لوگوں نے اسے بددعا دی اور کہا: "اللہ تجھے ذلیل کرے۔" اس مرحلہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مداخلت فرمائی اور فرمایا: ایسی بات کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو، البتہ یہ کہو: اللہ اس کو معاف کرے، اس پر رحم فرمائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فَقَالَ: اضْرِبُوْهُ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ.

[سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب في حد الخمر، حدیث نمبر:4477]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے سزا دو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: ہم میں سے کسی نے ہاتھ سے، کسی نے جوتے سے اور کسی نے کپڑے سے اسے مارا۔ پھر جب فارغ ہوئے تو کسی نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوِدَ ... ثُمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِأَصْحَابِهٖ: بَكِّتُـوْهُ، فَأَقْبَلُوْا عَلَيْهِ ، يَقُوْلُوْنَ: مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ ، مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ، وَقَالَ فِيْ آخِرِهٖ: وَلٰـكِنْ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَـــهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَ بَعْضُهُمْ يَزِيْدُ الْكَلِمَةَ وَنَحْوَهَا.

[سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب في حد الخمر، حدیث نمبر4478]

اسے مار چکنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم لوگ اسے زبانی عار دلاؤ، تو وہ لوگ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے متوجہ ہوئے: نہ تو تو اللہ سے ڈرا، نہ اس سے خوف کھایا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کی۔ پھر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے آخر میں ہے: لیکن یوں کہو: ''اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما'' کچھ لوگوں نے اس سیاق میں کچھ کمی بیشی کی ہے۔

قحط کے زمانے میں تدبیر کرنا

قبیلہ اشعر کا ایک اچھا رواج تھا کہ جب کھانے کی چیزوں میں کمی آجاتی یا کسی اور طرح سے قلت کا زمانہ آجاتا تو وہ ایسی مشکل کو اجتماعی سطح پر حل کرتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس طریقہ کو پسند فرمایا

کبھی قلت کا، کمی کا ساں آجاتا تو ایک قبیلہ کا یہ رواج تھا کہ جو کچھ بھی ان میں سے ہر ایک کے پاس انفرادی طور پر ہوتا تو وہ پورے قبیلے کے لیے اسے اکٹھا کر لیتے اور مشکل کے وقت میں بھی اپنے حقوق ملکیت کے بارے میں زیادہ اصرار نہ کرتے۔ اس طرح وہ لوگ اپنے تمام سامان یا توشوں وغیرہ کو ایک جگہ اکٹھا کر لیتے۔ اور پھر برابر تقسیم کر لیتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان لوگوں کے اس اچھے طریقہ کار کو پسند فرمایا بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ لوگ خاص میرے طریق پر اور میری سنت پر ہیں۔ اہل علم کے مطابق میں سفر یا حضر میں توشوں کو ملا لینا اور برابر برابر بانٹ لینا مستحب ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِیَالِهِمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَمَعُوْا مَا کَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَیْنَهُمْ فِیْ اِنَـــاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِیَّةِ فَهُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ [صحیح البخاری ،کتاب الشرکة ، باب الشرکة فی الطعام والنهد والعروض، حدیث نمبر2486]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب جہاد کے موقع پر کھانا کم ہو جاتا یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لیے کھانے کی کمی ہو جاتی تو جو کچھ بھی ان کے پاس کھانا ہوتا وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

کاروبار میں دیانت داری ہونی چاہیے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا (اپنی انتہادرجہ کی مصروفیت کے باوجود) منڈی میں پڑے اناج کا بذات خود پڑتال فرمانا اور دھوکا دہی کی کوشش پر دکان دار کی سرزنش فرمانا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرراہ پڑے ہوئے اناج کے ڈھیر کے اندر اپنا دست مبارک ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں پر تری آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج کے مالک سے سرزنش کے انداز میں پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پڑ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تو نے اس بھیگے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اناج کو چھپانے کی کوشش کیوں تھی) اس کو اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ دیکھ لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: جو شخص فریب کرے، دھوکا دے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا، فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلاً، فَقَالَ: مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ فَقَالَ: اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلاَ جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

[صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من غش فلیس منا، حدیث نمبر 284]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں اناج کا ایک ڈھیر دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے اناج کے مالک! یہ کیا ہے؟ وہ بولا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پانی پڑ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو نے اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے۔ جو شخص فریب کرے، دھوکا دے وہ مجھ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

سرکاری اہل کار کو ہدیہ دینا بھی رشوت ہے

کسی با اختیار سرکاری عہدے دار کو جب عوام میں سے کوئی آدمی تحفہ دیتا ہے تو یہ ہدیہ نہیں ہوتا بلکہ رشوت ہی کی ایک شکل ہے اور رشوت ہی کی طرح قابل مذمت اور قابل مواخذہ ہے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت میں ایک واقعہ پیش آیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تحصیل دار کی اعلانیہ سرزنش فرمائی اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا، پھر دیکھتے اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مِّنَ الْاَسَدِ یُقَالُ لَهٗ: ابْنُ اللُّتْبِیَّةِ قَالَ عَمْرٌو: وَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ- عَلَی الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هٰذَا لَکُمْ وَ هٰذَا لِیْ، اُهْدِیَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِيْ، قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَقَالَ: مَا بَالُ عَامِلٍ اَبْعَثُهٗ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَـكُمْ وَ هٰذَا اُهْدِيَ لِيْ، اَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ فِيْ بَيْتِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَنْظُرَ اَيُهْدٰى اِلَيْهِ اَمْ لَا، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا يَنَالُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ بَعِيْرٌ لَـهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةٌ لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةٌ تَيْعِرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَتَيْ اِبْطَيْهِ ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ۔

[صحيح مسلم، كتاب الامارة ، باب تحريم هدايا العمال، حديث نمبر:4738]

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسد قبیلہ کے ایک شخص کو جس کو ابن لتبیہ کہتے تھے، صدقہ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا یہ آپ ﷺ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ کے طور پر ملا۔ آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف وستائش کی۔ پھر فرمایا: ''کیا حال ہے اس تحصیل دار کا جس کو میں مقرر کرتا ہوں، پھر وہ کہتا ہے یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتے کہ اس کو ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ (یعنی اگر اس وقت بھی جب سرکاری کام نہ ہو کوئی ہدیہ دیا کرتا ہو تو اس کا ہدیہ کام کے بعد بھی درست ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اس نے یہ ہدیہ دباؤ کے تحت دیا ہے یا کسی غرض سے اور ایسا ہدیہ لینا حرام ہے) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کوئی تم میں سے کوئی ایسا مال نہ لے گا مگر قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر اس کو لا دے گا۔ اونٹ ہوگا تو بغبغا تا ہوگا۔ گائے ہوگی تو وہ رانبھتی ہوگی۔ بکری ہوگی تو وہ ممیاتی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ہمیں نظر آئی۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: یااللہ! میں نے (تیرا حکم) پہنچادیا۔ (یہ دو مرتبہ فرمایا)

چاردیواری کا تقدس

رسول اللہ ﷺ چاردیواری کی حرمت کو مجروح کرنے والے پر اتنا ناراض ہونا کہ اس کی آنکھ نکالنے تک کے لیے تیار ہو گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے الفوز الکبیر میں تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد جلیل یہ تھا کہ (بظاہر آدمی نظر آنے والے) دو ٹانگوں والے جانوروں کو (صحیح معنوں میں) انسان بنایا جائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو تفویض کردہ مشن کوئی آسان کام نہیں تھا۔ ہر آدمی کو حیوانی سطح سے بلند کر کے بالآخر اسے ''باخدا انسان'' بنانا ایک مرحلہ وار کام ہے۔ مثلاً اس کا ایک ابتدائی مرحلہ یہ ہے کہ آدمی کو صفائی، پاکیزگی اور طہارت کا شعور دیا جائے اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (ایسا نہ ہو) کہ آدمی باتیں تو آسمان (روحانی بلندیوں) کی کرے اور اس کے ناخنوں میں میل کچیل اور نجاست ہو۔

ایسے ہی یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی کو ''باخدا انسان'' بنانے کے ساتھ ساتھ اسے شائستہ اور مہذب انسان بھی بنایا جائے۔ اب شائستہ انسان کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی خلوت میں ان کی اجازت کے بغیر مداخلت نہ کرے۔ ایسے مہذب رویے کو قرآن مجید میں بڑی پاکیزگی کی بات کہا گیا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ ﴾

[النور 24: 28,27]

ترجمہ: مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں، گھر والوں کی اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ (اور ہم یہ نصیحت اس لیے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمھارے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔

کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا نامناسب اور ناجائز بات ہے، لیکن کسی کے گھر کے دروازے کے سوراخ سے جھانک کر اندر دیکھنے کی کوشش کرنا تو بدتہذیبی اور ناشائستگی کی انتہا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ایسی نارواجسارت کسی غیر تربیت یافتہ اور کندہ ناتراش نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے سامنے آ کر کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے برہم ہوئے کہ جس آنکھ سے وہ جھانک رہا تھا اسے تیر چبھو کر نکالنے پر آمادہ ہو گئے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رُجَلاً اَطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَامَ اِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ اَوْ مَشَاقِصَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُه' لِيَطْعُنَه' ۔[صحیح مسلم ، کتاب الادب،باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، حدیث نمبر 5641]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے سوراخ سے جھانکا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر یا کئی تیر لے کر اٹھے، میں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ غفلت میں اس کو کونچا لگا دیں۔

غزوہ احد میں صحابہ اور صحابیات کی جان نثاری

غزوہ احد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری کے ساتھ ساتھ دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن اور صدیقۂ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کارنامے

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :لَمَّا كَانَ يَوْمَ اُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَه' وَ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلاثًا وَ كَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَه' بَجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُوْلُ: انْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ، قَالَ وَ يُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَةَ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ ، وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَآئِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَ اِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰی مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلاَثًا۔

[صحیح البخاری ،کتاب المغازی ، باب اذ همت طائفتان ،حدیث نمبر 4064]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد میں جب مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے منتشر ہو کر پسپا ہو گئے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے چمڑے کی ڈھال سے حفاظت کر رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیز انداز تھے اور کمال خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ اس دن انھوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ مسلمانوں میں سے کوئی اگر تیروں کا ترکش لیے گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے یہ تیر ابوطلحہ کے لیے ہیں یہیں رکھتے جاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کو دیکھنے کے لیے سر اٹھا کر جھانکتے تو ابوطلحہ عرض کرتے، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں سر مبارک اوپر نہ اٹھایے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر لگ جائے۔ میری گردن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہے اور میں نے دیکھا کہ جنگ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں اور مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے دوڑ رہی تھیں اور اس کا پانی زخمی مسلمانوں کو پلا رہی تھیں۔ پھر جب اس کا پانی ختم ہو جاتا تو واپس آتیں اور مشک بھر کر پھر لے جاتیں اور مسلمانوں کو پلاتیں تھیں۔ اس دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر گئی تھی۔

میدان جنگ میں خواتین اسلام کے کارنامے بھی رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شدید ضرورت کے وقت خواتین اسلام کا گھروں سے باہر نکل کر کام کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی پردہ اختیار کیے ہوئے ہوں۔ اس جنگ میں ان کی پنڈلیوں کا نظر آنا بھی بہ درجہ مجبوری تھا۔

:: :: ::

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کو چار دیواری کے اندر قید رکھنا اسلام کا منشا نہیں

اسلامی تعلیمات کا اس قسم کوئی منشا نہیں ہے کہ عورتوں کو چار دیواری کے اندر قید رکھا جائے۔ البتہ چند معلوم حدود ہیں جن کی پابندی ضروری ہے۔ مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خواتین کو نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے سے نہ روکو لیکن ساتھ ہی ساتھ ایسا انتظام بھی فرمایا کہ عورتوں کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کیا کہ عورتوں کو مساجد کے اجر وثواب سے محروم نہ کرو۔ وہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانا چاہیں تو انھیں نہ روکو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال نے یہ حدیث سن کر کہا: ''اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور روکیں گے۔'' حالانکہ حلال اور حرام کی حدود وہی ہیں جو وحی الٰہی کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ ایک کام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال بیان فرمائیں تو کسی امتی کی یہ مجال نہیں ہونی چاہیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حلال کو حرام کرنے کی ناروا جسارت کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلی شریعت کے مقابلے میں اپنی جعلی شریعت بنائے اور پھر قسم کھا کر اصرار کرے کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کی پروانہیں کروں گا، میں تو وہی کروں گا جسے میں ''مصلحت'' سمجھوں گا۔

کسی امتی کا اپنی ناقص عقل کی طے کردہ ''مصلحت'' کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر ترجیح دینا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تو برداشت نہیں ہو سکتا تھا۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو بہت ڈانٹا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَمْنَعُوا نِسَآءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا، قَالَ: فَقَالَ بِلَالُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ،قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ : فَسَبَّهُ سَبًّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ [صحيح مسلم ، كتاب الصلاة باب خروج النساء الى المساجد ،حديث نمبر995,989]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم سے عورتیں مسجد (میں جانے) کی اجازت طلب کریں تو تم ان کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔ بلال بن عبداللہ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے) نے کہا، اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور روکیں گے۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا رخ ان کی طرف کیا اور انھیں سخت برا بھلا کہا۔ (سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) میں نے انھیں کسی کو کبھی اتنا برا بھلا کہتے نہیں سنا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (مزید) کہا: میں کہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور تو کہتا ہے: "ہم انھیں ضرور روکیں گے۔"

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھتی تھیں۔ فرض نماز ختم ہو جاتی تو سلام پھیرتے ہی کھڑی ہو جاتیں (وظائف ونوافل گھروں میں جا کر پڑھتی تھیں) لیکن مرد جو جماعت میں شامل ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ اور بعد میں جب عورتیں گھروں کو چلی جاتیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ، وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ -

[صحيح البخاري، كتاب الاذان ،باب انتظار الناس ، حديث نمبر 989]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو کھڑی ہو جاتیں (لیکن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ہوتی جب تک مشیت الٰہی ہوتی، بیٹھے رہتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو (آپ صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بھی) کھڑے ہو جاتے۔

وضاحت:

نماز کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ دیر اس لیے ٹھہرے رہتے تا کہ عورتیں اپنے گھروں کو چلی جائیں اور بازار میں ان کے ساتھ مردوں کا اختلاط نہ ہو اور اگر عورتیں جماعت میں شریک نہ ہوں تو مرد جب چاہیں جا سکتے ہیں، البتہ جتنی دیر زیادہ نماز کی جگہ پر بیٹھے رہیں گے اتنا ثواب بھی زیادہ کمائیں گے، اللہ پاک توفیق دے، آمین!

مسلم عورت کی مجرم کو دی گئی پناہ قانونی تسلیم کی جائے گی

فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق اسلامی ریاست میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کو پناہ دے دے تو قانوناً اس پناہ کو بھی لاگو سمجھا جائے گا

فتح مکہ کا موقع تھا۔ کوئی شخص تھا جو ہبیرہ کا بیٹا تھا، اسے خطرہ تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محترمہ ہمشیرہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انھوں نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کرنے پر اصرار تھا۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے سارا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام ہانی! جسے تم نے امان دی، اسے ہم نے بھی امان دی۔

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ، تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ وَ فَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقُلْتُ: اَنَا اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ ، قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ: اُمُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هَانِيءٍ وَ ذٰلِكَ ضُحًى۔

[صحيح البخاری، كتاب الادب ، باب ما جاء في زعموا، حديث نمبر 6158]

ترجمہ: حضرت ام ہانی بنت ابی طالب نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر رہے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کر دیا۔ میں نے سلام کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا: ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام ہانی مرحبا ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعات پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک کپڑے میں جسم مبارک کو لپیٹے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بھائی (علیؓ بن ابی طالب) کا خیال ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ام ہانی جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی امان دی۔ ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی اسٹیٹ میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کافر کو ذمی بنا کر پناہ دے تو قانوناً اس کی پناہ کو لاگو کیا جائے گا کیوں کہ اس بارے میں عورت بھی ایک مسلمان مرد جتنا ہی حق رکھتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے۔

اسلامی طرزِ زندگی مسلکِ اعتدال ہے

ہمیشہ روزے رکھنا، ساری رات نماز پڑھتے رہنا، تمام عمر عورتوں سے الگ رہنا کوئی نیکی نہیں، رسول اکرم ﷺ کی سنتِ مبارکہ کی خلاف ورزی ہے اور قابل مذمت ہے

تین معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے اپنے ہادی، رہنما، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھا اور پھر یوں سوچا کہ ہم گناہ گار لوگوں کو آپ ﷺ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا نسبت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشے ہوئے ہیں، ہمیں اور زیادہ عبادت کرنا چاہیے۔ ایک نے کہا: "میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا" ، دوسرا کہنے لگا: "میں تو عمر بھر ساری رات نماز پڑھتا رہوں گا" تیسرا بولا: "میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا اور کسی سے نکاح نہیں کروں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باتوں کا پتا چلا تو فرمایا کہ دیکھو میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے، میرا طریق تو یہ ہے اور جو کوئی میرے طریق کو، میری سنت مبارکہ کو پسند نہ کرے وہ میرا نہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَ اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ اَحَدُهُمْ : اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَ قَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَ قَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا، فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَ كَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَ اَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .

[صحيح البخارى، كتاب النكاح ،باب الترغيب فى النكاح حديث نمبر5063]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی (علی اور عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے پاس آئے اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب انھیں بتلایا گیا تو انھوں نے اس عبادت کو (اپنے لیے) کم خیال کیا اور کہنے لگے: ہم کہاں اور پیغمبر کہاں! ہم کو آپ ﷺ سے کیا نسبت؟ آپ ﷺ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب قصور معاف کر دیے ہیں۔ ہم لوگ گناہ گار ہیں، ہم کو بہت عبادت کرنا چاہیے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا: میں تو ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا اور دوسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ روزے دار رہوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگا: میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ ہی رہوں گا، نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کیوں کہیں؟ سن لو! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ جو کوئی میرے طریقے کو پسند نہ کرے گا، وہ میرا ہی نہیں۔

اسلام کے نظام اقتصادیات میں عورت کی مالیاتی خودمختاری کی ایک اعلیٰ مثال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امیر خاتون کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے مال میں سے جو صدقہ کرے وہ دیگر مستحق لوگوں کی طرح اپنے فقیر اور محتاج خاوند کو بھی دے سکتی ہے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ایسی امیر عورت کے لیے جو اپنے فقیر اور محتاج خاوند کو صدقہ دے دو ثواب ہیں: ایک صلہ رحمی کا ثواب اور دوسرا صدقہ کا ثواب ہے

واضح رہے کہ جس فقیر خاوند کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عالی مرتبت شخصیت ہے جو اجل ترین علمی مرتبہ رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ:قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ: فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتَ الْيَدِ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، فَأْتِهِ فَاسْئَالُهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجزِيْ عَنِّيْ وَ اِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ ؟ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللهِ:بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ. قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ فَقَالَتْ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَـهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ اَتُجْزِىءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَ عَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا ؟ وَ لَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ. قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَاَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ هُمَا ؟ قَالَ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ زَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَيُّ الزَّيَانِبِ ؟ قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِاللهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَهُمَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ

[صحيح مسلم ، كتاب الزكوة ،باب فضل النفقة ، حديث نمبر :2318]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خواتین! تم صدقہ کیا کرو اگر چہ اپنے زیور سے کرو۔ زینب کہتی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ میں نے ان سے کہا: آپ فقیر ہیں، آپ کے پاس مال بہت کم ہے (جب کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جائیں اور آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ اگر میرا آپ پر صدقہ کرنا کفایت کرتا ہے (میں آپ پر صدقہ کروں) وگرنہ آپ کے علاوہ مستحق لوگوں پر خرچ کروں۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خود جائیں۔ (زینب رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک انصاری عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تھی۔ جو میرا مقصد تھا، وہی اس کا تھا۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیبت وعظمت والے تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے، ہم نے ان سے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کو بتائیں کہ دو عورتیں آپ کے دروازے پر ہیں۔ آپ ﷺ سے دریافت کرتی ہیں کہ ان کا صدقہ ان کے خاوندوں اور ان کی سرپرستی میں جو یتیم بچے ہیں ان پر خرچ کرنا کفایت کرتا ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے استفسار کیا کہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا، ایک انصاری عورت ہے اور دوسری زینب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے دو ثواب ہیں۔ صلہ رحمی کا ثواب اور صدقہ کا ثواب۔

کسی جان دار کو باندھ کر نشانہ مشق بنانا گناہِ عظیم ہے

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے بے درد اور بد بخت شخص کو لعنتی قرار دیا جو کسی جانور (مثلاً مرغی وغیرہ) کو باندھ کر اسے ہدف بناتا ہے اور اس پر نشانہ بازی کرتا ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت اور شفقت انسانوں تک ہی محدود نہیں۔ جب کوئی ظالم کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دردمند اتنا دکھتا کہ وہ ایسے بد بخت شخص کی سفا کی کی پاداش میں اس پر لعنت کرتے (اعاذنا اللہ)۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور ہم اپنی اذیت پسندی کا چسکا لینے کے لیے خلق خدا کے لیے باعث عذاب نہ بنیں اور نہ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کے مستوجب بنیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: مَرَّ ابْنُ عُمَرَ ﷺ بِنَفَرٍ قَدْ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا. [صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح ، باب النهى عن صبر البهائم، حديث نمبر 5061]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے قریب سے گزرے جنھوں نے ایک مرغی کو نشانہ بنایا تھا، اس پر تیر چلا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے الگ ہو گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ کام کس نے کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت کی ہے جو ایسا کام کرے۔

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰـذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰـذَا، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. [صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح ، باب النهی عن صبر البهام، حدیث نمبر1958]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا (جب انھوں نے لوگوں کو مرغی باندھ کر نشانہ بازی کرتے ہوئے دیکھا): یہ کام کس کا ہے؟ اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے یہ کام کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جان دار چیز کو باندھ کر نشانہ بناتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورے یک سو ہو کر بامقصد زندگی گزارنا

پورے تسلسل کے ساتھ یک سو ہو کر، ایک بامقصد فعال، متحرک، عملی اور بھرپور (مگر پرنور) زندگی گزارنا — پیہم عمل صالح تادم آخر — نیک کام اور کام زندگی کے آخری سانس تک — یہی حیاتِ طیبہ ہے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور سنتِ مبارکہ ہے۔

یہ درست ہے کہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے، کسی کو اپنے اگلے سانس کا پتا نہیں لیکن موت کے انتظار میں بے عمل ہونا اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا ایک غیر اسلامی اور غیر مسنون رویہ ہے۔

اسلام ایمان کا نام تو ہے مگر ساتھ ہی ساتھ عمل صالح کا بھی نام ہے۔ اس پر بڑی بحثیں ہوتی ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ ایک طرح سے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ایمان اور عمل صالح کا نام ہے۔ عمل صالح بڑی وسیع اور جامع ترکیب ہے۔ بہرحال ایک صحیح حدیث کے مطابق اس کی ذروۂ سنام (بلند ترین رتبے والا عمل) جہاد ہے۔ جو حرکت ہے، جو بامقصد جدوجہد ہے۔ اور جو تمام مثبت انسانی کوششوں اور عمل کی ایک انتہائی اور آخری شکل ہے۔

اسلام دین کامل ہے۔ یہ اصل زندگی کا نام ہے اور زندگی گزارنے کے صحیح ترین اسلوب کا نام ہے۔ یہ دین ایسا نام نہاد مذہب نہیں جو کارنا کردگی سکھاتا ہو، جو افیون کا کام کرتا ہو جو قوائے عمل کو شل کرتا ہو، جو زندگی سے اور اس کے عملی تقاضوں سے فرار سکھاتا ہو اور بلکہ ایسا دین ہے جو حقیقت سے مردانہ وار آنکھیں چار کرنا، اس میں مثبت انقلاب لانے کا اور اس کے لیے زندگی تک قربان کرنے کا (شہادت) کا جذبہ نہ پیدا کرتا ہو۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و مقبول دین ہے، بنی نوع انسان کے لیے اس کا آخری کامل اور جامع پیغام ہے۔ شرف بنی آدم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوع انسان کے لیے اس آخری اور روشن ہدایت کی صرف تبلیغ ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحے تک اس کا عملی پیکر بن کر، چلتے پھرتے قرآن کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعمت کو مکمل کر کے دکھایا۔ ایسے ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لاکھوں درود وسلام اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین۔!

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''الادب المفرد'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ (کام کرنا کبھی نہ چھوڑو) خواہ قیامت بھی آ جائے۔ اگر تم کوئی پودا لگا رہے ہو تو اسے لگاتے ہی رہو۔ یہ تو عملِ پیہم کی تاکید فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے۔ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اپنی تصنیف میں ایک شخص کا یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ ہم میں سے کسی کی گھوڑی بچہ دیتی تو ہم مار ڈالتے اور کہتے: ''یہ تو بے ثبات اور فانی دنیا ہے۔ ہم نے کون سا جیتے رہنا ہے کہ اس پر سواری کریں گے۔'' یہ رویہ سراسر غیر اسلامی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

یہ دونوں روایتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَ فِيْ يَدِ اَحَدِكُمْ فَسِيْلَةٌ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَا تَقُوْمَ حَتّٰى يَغْرِسَهَا ، فَلْيَغْرِسْهَا ـ [الادب المفرد للبخاري ، باب استطاع ،المعروف حديث نمبر479]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر قیامت بھی آ جائے اور تمھارے ہاتھ میں (پودا لگانے کے لیے) ایک قلم ہو تو ہو سکے تو اس قلم کو ضرور زمین میں لگا دو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اگر کسی بات کو واضح کرنا ہو اور ابلاغ کو یقینی بنانا ہو تو جو مفہوم مطلوب ہے اس کا ضد یا الٹ بھی بیان کر دو گے تو اصل مفہوم زیادہ روشن ہو جائے گا۔ اس حوالے سے ذیل کی روایت بھی اپنی اس کتاب میں درج فرمائی ہے۔ اس میں ایسے لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے جو دنیا کی بے ثباتی کو مدنظر رکھتے ہوئے گھوڑی کے بچے کو پیدا ہوتے ہی مار دیتے کہ ہم نے کون سا جیتے رہنا ہے کہ اس پر سواری کریں گے۔ اسلام کی اصل روح کے مزاج شناس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس غیر اسلامی رجحان اور رویہ کا علم ہوا تو آپ نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایسا کرنے والوں کو ڈانٹا اور خود غرض فرمایا۔

عَنْ حَنَشِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا تنتج فرسه فَيَنْحَرُهَا فَيَقُوْلُ اَنَا اَعِيْشُ حَتّٰى اَرْكَبُ هٰذَا ؟ فَجَاءَ نَا كِتَابُ عُمَرَ ، اَنْ اَصْلِحُوْا مَا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ فَاِنَّ فِي الْاَمْرِ تَنَفُّسًا ۔ [الادب المفرد للبخاری ، باب اصطناع المعروف، روایت نمبر:478]

ترجمہ: حضرت حنش بن حارث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہم میں سے کسی کی گھوڑی بچہ دیتی تو ہم مار ڈالتے تھے اور کہتے تھے: ''ہم کون سا جیتے رہیں گے جو اس پر سواری کریں گے۔'' پھر ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ آیا کہ جو کچھ اللہ نے تمھیں عطا کیا ہے اسے اچھی طرح رکھو۔ اس کام میں خود غرضی ہے۔

عملِ پیہم تا دمِ آخر کی تاکید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ عالی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قولِ مبارک سے عنوان زیرِ بحث کا مفہوم واضح ہو چکا ہے۔ اب تبرکاً اس حوالے سے اس عالم آب وگل میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری شب وروز کی مصروفیتِ مبارکہ کا احوال صحیح البخاری کی تین احادیث کے حوالے سے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

اللہ! اللہ! یہ دن بھی آنا تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کی گھڑی لحہ بہ لحہ قریب سے قریب تر آتی جا رہی تھی۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی پیر کی فجر کی نماز کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کرا رہے تھے۔ ایسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے نماز کے لیے صف بستہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے لگے۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اپنے امتیوں کو نماز کے لیے صف بستہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک حساس چہرہ بشاشت کی وجہ سے حسن، جمال اور صفائی سے گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال لیا۔

پھر اسی دن سید العرب والعجم، امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔!

اوپر بیان کردہ واقعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے رغبت کی ایک اور شہادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو نماز کے لیے صف بستہ دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھر کی محنت بارآور ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سنہری زمانہ کے بہترین انسانوں کو اپنی مبارک نظروں کے سامنے اللہ کی عبادت کے لیے اس کے سامنے رکوع وسجود کرنے کے لیے تیار کھڑے ملاحظہ فرمالیا۔سبحان اللہ! کیسا الوداعی نظارہ تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ۔

صحیح البخاری کی حدیث ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَ صَحِبَهُ، اَنَّ اَبَـابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَ هُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَ هُوَ قَآئِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَ ظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ وَ اَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ. [صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة، حدیث نمبر680]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور صحابی تھے) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کرتے رہے۔ جب پیر کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کھڑے کھڑے ہم کو دیکھنے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ حسن و جمال اور صفائی میں گویا مصحف کا ایک ورق تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر ہنسنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لیے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلے ہوں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو اور پردہ ڈال لیا۔ پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الوداعی وصیت میں نماز کی بار بار تاکید فرمائی، نیز غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم بھی دیا۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلاَةُ ، اَلصَّلاَةُ، اَلصَّلاَةُ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

[الادب المفرد للبخاري، باب حسن الملكة، حديث نمبر158]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی آخری گفتگو تھی: ''نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔''

صحیح البخاری کی درج ذیل حدیث کے مطابق اس دنیائے فانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحات میں مسواک کرنے کا عمل سرانجام دیا۔

یہ ایک ایسی مسواک تھی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار و قبر کے رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ لے کر آئے تھے۔ اس مسواک کو سیّدِ ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن نظروں سے دیکھا ان کا مفہوم صدیقہ کائنات، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ سمجھتیں تو اور کون سمجھتا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خاموش پیغام میں مضمر حکم کی تعمیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سے مسواک لی، اپنے مبارک منہ میں رکھ کر نرم فرمائی اور اپنے سرتاج فخر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں استعمال کے لیے پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک اپنے دندان مبارک پر پھیری۔ رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ایک طرح سے آخری عمل تھا۔

کچھ ہی وقت اور گزرا کہ اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى کا ورد فرماتے ہوئے خاتم النبیین، سرور عالم، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں اپنی جان پاک جانِ آفریں کو سپرد فرما دی۔ اور پھر اپنی اسی رفیقہ حیات رضی اللہ عنہا کے حجرہ پاک میں قیامت تک کے لیے جاگزیں ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ ،أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ ، وَ فِيْ يَوْمِيْ وَ بَيْنَ سَحْرِيْ وَ نَحْرِيْ وَ أَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَ رِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَ بِيَدِهِ السِّوَاكُ وَ أَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهٗ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَ عَرَفْتُ أَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ: آخُذُهٗ لَكَ ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهٖ أَنْ: نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهٗ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهٖ أَنْ نَعَمْ، فَلَيَّنْتُهٗ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَ مَالَتْ يَدُهٗ ۔[صحيح البخاری ، كتاب المغازی ،باب مرض النبی صلی الله عليه وسلم ووفاته، حديث نمبر 4449]

ترجمہ: حضرت ابوعمرو ذکوان نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا، نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں اللہ کے احسانوں میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن، میرے گھر میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میرے سینے اور ہنسلی کے بیچ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وفات کے وقت میرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک ملا دیا۔ ہوا یہ کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ایک مسواک لیے ہوئے آئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اوپر ٹیکا دیے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ اور مجھ کو معلوم تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو جیسا پسند کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یہ مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا: ہاں۔ میں نے وہ مسواک عبدالرحمٰن سے لے کر آپ کو دی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی سختی تھی۔ میں نے کہا: میں مسواک کو نرم کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا: ہاں۔ میں نے مسواک چبا کر نرم کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک دانتوں میں پھیری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کی ایک چھاگل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے۔ فرماتے
لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا
اور فرمایا: (اللہ) بلند رفیقوں میں (رکھ) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نکل گئی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لڑھک گیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ
وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ آمین

سیرت النبی ﷺ کا ایک ایمان افروز واقعہ

رسول اکرم ﷺ کا ہر لحہ خود کو حی وقیوم ذات باری کی معیت اور حفاظت کے حصار میں محسوس فرمانے کی ایک مثال

اسلام اپنے پیروں کو جس اللہ پر ایمان کی دعوت دیتا ہے وہ ایک زندہ اللہ ہے جو ہر وقت ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور جب بھی کوئی اسے پکارتا ہے تو اسے یہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ ایک مجیب الدعوات ذات کو پکار رہا ہے۔ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم ہر لحہ خود کو حی وقیوم ذات باری کی معیت اور حفاظت کے حصار میں محسوس کریں۔ یہی حکمت ہمارے ہادی ومرشد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس ہمہ وقتی احساس کی ایک روشن مثال ہے۔

ہجرت کے سفر میں غارِ ثور کے اندر اپنے رفیق غار وقبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ﴿ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ یعنی غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے)اور پھر یہ آپ ﷺ ہی تو تھے جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے دوران گھمسان کی جنگ کے لمحات میں جب بھی دیکھا یَاحَيُّ یَا قَيُّوْمُ کا ورد کرتے ہی دیکھا۔

اسی کیفیت عالیہ کے سلسلے میں بیان کردہ ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حَيٌّ، قَيُّوْمٌ پر مکمل ایمان رکھنے کی سعادت سے بہرہ مند ہوں، آمین!

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ ، فَإِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ سَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَخَافُنِيْ ؟ قَالَ لَا، قَالَ: فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟ قَالَ اللّٰهُ، فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ و اقيمت الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَ صَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ [صحيح البخاري، كتاب المغازي ،باب مرجع النبي ﷺ، حديث نمبر :4136]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے حتی کہ ذات الرقاع مقام پر پہنچے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جب کسی سایہ دار درخت کے قریب پہنچے تو ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑ دیتے تھے (چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک سایہ دار درخت کے نیچے اترے)۔ تو ایک مشرک انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میان سے نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بالکل نہیں۔ اس نے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو دھمکایا۔ چنانچہ اس نے تلوار میان میں داخل کر کے اسے لٹکا دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس دوران نماز کے لیے) اذان ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر وہ گروہ پیچھے چلا گیا۔ تب دوسرے گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ (راوی نے بیان کیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ کی دعائیں

رسول اکرم ﷺ کی غزوۂ بدر کے دوران تلواروں کے سائے تلے اپنے حی وقیوم رب کے ساتھ مناجاتیں اور اس سے دعائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے غازیوں کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان میں سے اکثر ننگے پاؤں ہیں، انھیں سواریاں عطا کر، ان کے جسم پر لباس نہیں ہے، انھیں لباس عطا کر، یہ بھوکے ہیں تو انھیں سیر فرما۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ اس مضمون کی حدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلاثَ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ" فَفَتَحَ اللهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْقَلَبُوْا حِيْنَ انْقَلَبُوْا وَ مَا مِنْهُم رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا. [سنن ابی داوٗد، کتاب الجهاد، باب النفل للسرية تخرج من العسكر، حديث نمبر 2747]

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو پندرہ افراد میں نکلے، آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! بے شک وہ ننگے پاؤں ہیں، انھیں سواریاں عطا کر۔ اے اللہ! ان کے جسم پر لباس نہیں ہے، انھیں لباس عطا کر، اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، تو انھیں سیر فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مشرکین پر) فتح دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپس آئے اور ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ایک ایک اونٹ یا دو اونٹ کے ساتھ واپس نہ آیا ہو اور انھیں (غنیمت سے) کپڑے بھی دستیاب ہوئے اور وہ کھانے پینے سے سیر ہو گئے۔

رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مناجات میں اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلایا، اور یہ عرض کیا کہ اگر بدر کے غازیوں کو فتح نہ ہوئی تو پھر آج سے تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ لَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ: اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ اَبَدًا، فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ وَ قَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَ أَمَرُّ ﴾[54:القمر:45-46][صحيح البخاري ،
كتاب التفسير ، باب قوله بل الساعة موعدهم ــ حديث نمبر 4877]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن ایک ڈیرے میں یوں دعا کی: یااللہ! میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں تو اپنا عہد اور وعدہ پورا کرے۔ یااللہ! تیری مرضی تو چاہے تو پھر آج سے کوئی تیری عبادت نہ کرے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! بس کیجیے! پروردگار سے دعا کرنے کی حد ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ زرہ پہنے ہوئے خیمے سے برآمد ہوئے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَo بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَ أَمَرُّ ﴾

یعنی عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑی چیز ہے۔

غزوہ بدر میں مشرکین کے ساتھ قتال ہو رہا تھا اور پورا اسلام کفر کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ ان نازک گھڑیوں کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوہ بدر کے دن حضور ﷺ کو دیکھا کہ سجدہ میں سر مبارک رکھے ہوئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھ رہے تھے۔ میں میدان میں گیا، پھر لوٹ کر آیا تو یہی پڑھتے ہوئے پایا۔ بار بار جاتا آتا رہا اور یہی پڑھتے ہوئے پاتا رہا، یہاں تک کہ فتح ہو گئی۔

عَنْ عَلِيٍّ – يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قَاتَلْتُ شَيْئًا مِّنْ قِتَالٍ، ثُمَّ جِئْتُ مُسْرِعًا لِأَنْظُرَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ " لاَ يَزِيْدُ عَلَيْهِمَا ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْقِتَالِ ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الْقِتَالِ ثُمَّ رَجَعْتُ وَهُوَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

[مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب الاستغفار بالدعا ، حديث نمبر:17916]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: جس دن معرکہ بدر برپا ہوا، میں نے لڑائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ حصہ لیا، پھر میں جلدی سے واپس آیا، تا کہ دیکھ سکوں کہ رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ جب میں نے آ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں پڑے کہہ رہے تھے: ''یا حی یا قیوم، یا حی یا قیوم'' ان کلمات سے زیادہ کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ میں پھر میدان قتال کی طرف پلٹ آیا، دوبارہ آ کر میں نے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت وہی کلمات دہرا رہے ہیں۔ پھر میں معرکے میں شریک ہو گیا، تیسری بار آ کر دیکھا آپ ﷺ وہی کلمات پکار رہے تھے۔ پھر اللہ پاک نے مشرکین پر فتح عطا فرمادی۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کو اُمت کی نجات کی فکر

امت کی نجات کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ کی فکرمندی کی چند مثالیں

(اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین امت میں سے ہونے کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عنایت فرمائے)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بلیغ مثال دے کر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گویا دوزخ میں گرتے ہوئے لوگوں کو ان کی کمروں سے تھام کر انھیں نارِ جہنم میں گرنے سے بچانے کی کوشش فرماتے ہیں، لیکن پھر بھی کچھ بدقسمت لوگ ہیں کہ سنتے ہی نہیں اور آگ میں گرنے سے باز ہی نہیں آتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّمَا مَثَلِیْ وَ مَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا اَضَآءَتْ مَاحَوْلَه، جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَ يَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا، فَاَنَا اٰخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَ هُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا.

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصی، حدیث نمبر6483]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وآلہ وسلم سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے لوگوں کی مثال ایسے شخص کی مثال ہے جس نے اندھیری رات میں آگ سلگائی۔ جب گرداگرد روشنی پھیل گئی تو کیڑے اور پتنگے اس میں گرنے لگے۔ وہ ان کو ہٹاتا ہے، کہتا ہے: ارے کم بختو! کیوں اپنی جان کھوتے ہو؟ لیکن وہ مانتے ہی نہیں، اس میں گرے پڑتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح تمہاری کریں تھامے ہوئے کہہ رہا ہوں: ارے دوزخ سے بچو، گناہوں سے باز رہو مگر تم ہو کہ سنتے ہی نہیں۔ اس میں گرتے جاتے ہو۔

امت کی نجات کے لیے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر مندی اتنی زیادہ تھی کہ ایک پوری رات سورۃ المائدہ کی ایک ہی آیت پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کی نجات کے لیے اپنی فکر مندی کا اظہار کرتے رہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی اَصْبَحَ بِآیَۃٍ وَالْآیَۃُ : ﴿ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ (5:المائدۃ:118) (سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب ترديد الآية، حديث نمبر 1011)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح تک ایک آیت کے ساتھ قیام فرمایا اور آیت یہ ہے: ﴿ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ (یعنی اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو بلاشبہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بلاشبہ تو غالب حکمت والا ہے۔)

اس سلسلہ کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو: رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ذرا مجھے قرآن تو سناؤ'' انھوں نے عرض کیا: ''بھلا میں آپ ﷺ کو سناؤں، حالانکہ آپ ﷺ پر تو قرآن اترا ہے، یعنی آپ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے؟'' آپ ﷺ نے دوبارہ حکم فرمایا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے تعمیل ارشاد میں سورہ نساء کی تلاوت شروع کر دی۔ جب وہ اس سورت کی آیت نمبر 41 پر پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ رقت سے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اس دن ان کا کیا حال ہو گیا جب ہم ہر امت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔"

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِقْرَأْ عَلَیَّ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَاَقْرَأُ عَلَیْکَ وَ عَلَیْکَ اُنْزِلَ قَالَ: نَعَمْ ،فَقَرَأْتُ سُوْرَۃَ النِّسَآءِ حَتّٰی اَتَیْتُ اِلٰی ھٰذِہِ الْآیَۃَ ﴿ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ﴾ قَالَ حَسْبُکَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ [صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن ، باب قول المقری للقاری حسبك، حدیث نمبر5050]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ذرا مجھ کو قرآن تو سناؤ" میں نے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ بھلا آپ کو کیا سناؤں؟ آپ ﷺ پر تو قرآن اترا ہے، آپ ﷺ سے بہتر کون پڑھ سکتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، سنائیں۔" میں نے سورہ نساء شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا﴾ آپ نے فرمایا: "بس کر، بس کر۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فائدہ: عنوان میں بہترین امت" خیر امت" میں سے ہونے کے تقاضوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر 110 کے ابتدائی کلمات وضاحتِ مفہوم کے لیے ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

﴿ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ﴾(3:آل عمران:110)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، لوگوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث کیے گئے ہو۔ معروف کا حکم دیتے ہو، منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس سلسلہ کی ایک مزید مثال ملاحظہ ہو:

امت کی نجات کے لیے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر مندی اتنی زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! میری امت، میری امت" اور شدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جذبہ سے گریہ کناں ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے۔ اور ہم آپ ﷺ کو غمگین نہیں کریں گے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَلاَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اِبْرَاهِیْمَ ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّه' مِنِّیْ ﴾[14:ابراهیم:36] وَقَالَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلاَمُ ﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾[5:المائدة:118] فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَ بَكٰی فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَا جِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ ، وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ، فَسَلْهُ مَا یُبْكِیْكَ؟ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ فَسَئَالَه' فَاَخْبَرَه' رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَا قَالَ، وَهُوَ اَعْلَمُ، فَقَالَ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلاَ نَسُوْءُكَ(صحیح مسلم ، كتاب الایمان، باب دعاء النبی صلی الله علیه وسلم لامته، حدیث نمبر:499)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے (جس کا ترجمہ ہے) اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جو شخص میرا تابع فرمان بنا وہ مجھ سے ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (ترجمہ) ''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا تو بلاشبہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں۔'' (اس پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: ''اے اللہ! میری امت؟ میری امت؟ اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا جب کہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں وجہ بتائی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور انھیں کہو کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین نہیں کریں گے۔

رسول اکرم ﷺ کے مکارم اخلاق

جو سب سے پہلی مسلمان ہونے والی خاتون ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمائے

غارِ حرا میں پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر اپنی پہلی رفیقۂ حیات اور مسلمہ اول ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اُس وقت پہلی بار ایک غیر معمولی اور عظیم الشان تجربہ میں گزرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت عالیہ کو دیکھتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: ''آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔'' (آپ تو مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں) صلہ رحمی فرماتے ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں، مفلسوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کماتے ہیں، مہمان نوازی میں بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ کلمات جب ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمائے تو وہ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد پہلا دن تھا اور ابھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارمِ اخلاق سے متعلق تاثرات اُن کے ذاتی مشاہدہ اور تجربات کا نتیجہ ہیں جو محترمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے باقاعدہ اعلانِ نبوت سے قبل ہوئے۔

فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ : كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَــدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِي الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ۔[صحیح البخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث نمبر3]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صلہ رحمی فرماتے ہیں، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، مفلسوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم امر حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا اچھی شاعری کو پسند فرمانا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمت ودانائی اور موعظت سے لبریز اشعار پسند فرماتے تھے۔ نیز ان شاعروں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے جو دشمنانِ اسلام کے خلاف اپنی شعری صلاحیتوں کا استعمال کرتے تھے

1- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے:

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً

[صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر، حدیث نمبر6145]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے۔

2- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالارِ قافلہ نعت گویاں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کہا: ''مشرکین قریش کی مذمت کرو۔ حضرت جرائیل علیہ السلام تمھارے ساتھ ہیں۔

عَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ اھْجُھُمْ اَوْ قَالَ ھَاجِھِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ [صحیح البخاری کتاب الادب، باب ھجاء المشرکین، حدیث نمبر 6153]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان کی ہجو کرو (یعنی مشرکین قریش کی)، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ھَاجِھِمْ کے الفاظ فرمائے)۔ حضرت جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرید رضی اللہ عنہ سے باقاعدہ فرمائش کر کے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سماعت فرمائے، صحابی رضی اللہ عنہ تعمیل ارشاد فرماتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شعر سننے کے بعد اور تقاضا فرماتے رہے۔ اس طرح ایک ایک کر کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوشعر سماعت فرمائے۔

عَنِ الشُّرَيْدِ قَالَ اِسْتَنْشَدَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعْرَ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ وَ اَنْشَدْتُهُ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ هيه هيه حَتّٰى أنشد مِائَةَ قَافِيَةً فَقَالَ اِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ ۔[الادب المفرد للبخاری ،باب من استنشد الشعر، حدیث نمبر 869]

ترجمہ: حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار سنانے کو فرمایا: میں سنانے لگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے: ہاں اور سنایے ۔ یہاں تک کہ میں نے سو قافیے (اشعار) سنائے ۔فرمایا: یہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

4- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی شعروں سے مثال بھی دیا کرتے تھے

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ فَقَالَتْ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنْ شِعْرِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَ يَتَمَثَّلُ وَ يَقُوْلُ:

وَ يَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تَزَوَّدْ

[جامع الترمذي، ابواب الادب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء في انشاد الشعر ، حدیث نمبر :2848]

ترجمہ: حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعروں کی مثال دیا کرتے تھے۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعروں سے مثال دیتے تھے۔(اور مثال دیتے ہوئے) ان کا یہ مصرع پڑھتے

وَ يَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تَزَوَّدْ

ترجمہ: وہ کبھی تمھیں ایسی خبریں لا کر دے گا جس کے لیے تم نے زادِراہ مہیا نہیں کیا ہوا، کسی قسم کی تیاری نہیں کی ہوگی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ان نعتیہ اشعار کو سنا، بہت پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تمھارے بھائی نے (اپنے نعتیہ اشعار میں) کوئی غلط بات نہیں کہی۔"

ان نعتیہ اشعار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام تہجد کی طرف بلیغ اشارہ کیا گیا ہے اور نہایت ہی خوبی سے رات کے پچھلے پہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا تقابل مشرکوں کی غفلت اور نیند سے کیا ہے۔ ان منکروں کے بستر بوجھل ہونے کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس تقابل سے دونوں گروہوں کا فرق واضح اور روشن ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ کیا حق بیان ہے!!

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَقُصُّ فِيْ قَصَصِهٖ ، وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَخَالَكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ

وَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

[صحيح البخاري ،كتاب التهجد، باب فضل من تعارا من الليل فصلى، حديث نمبر1155]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے وعظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، جو اس کی کتاب اس وقت ہمیں سناتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے۔ ہم تو اندھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھایا۔ ان کی باتیں اسی قدر یقینی ہیں جو ہمارے دلوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتی ہیں اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ضرور واقع ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات بستر سے اپنے آپ کو الگ کر کے گزارتے ہیں جب کہ مشرکین سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں۔

جان کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے محبت کے ذریعہ سے،

غیر مشروط احسان سے دشمن کے دل جیتنے کا ایک ایمان افروز واقعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے کچھ سوار قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک سردار ثمامہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثال کو پکڑ لائے۔ اس شخص کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن تک ہر روز اس قیدی سے پوچھتے رہے: ''ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا)'' تینوں بار وہ ایک ہی جواب دیتا رہا۔
تیسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کوئی شرط منوائے، محض مہربانی اور احسان فرما کر اس قیدی کو چھوڑ دیا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کمال مہربانی اور غیر مشروط احسان نے ایک ہی گھڑی میں ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے دل کے بغض کو محبت سے بدل دیا۔ آزاد ہو کر وہ ایک قریبی باغ میں گیا، غسل کیا اور واپس آ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔
مسلمان ہونے کے بعد ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دور کفر کے بغض کا ذکر کیا اور اپنے باطنی انقلاب کا حال یوں بیان کیا: ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آج سے آپ کے چہرہ (منور) سے زیادہ کوئی چہرہ مجھے محبوب نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے، آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ اس نے یہ بھی عرض کیا کہ گرفتار ہونے سے پہلے وہ عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے اسے عمرہ کی اجازت مرحمت فرما دی۔
جب ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو مکہ کے کافر بنو حنیفہ کے اس سردار کے مسلمان ہونے پر سخت برہم ہوئے۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرواہ نہ کی بلکہ ان کی کافروں سے کہا: ''اللہ کی قسم! اب یمامہ سے تمھارے لیے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دے دیں۔''
ثمامہ نے یمامہ جا کر یہ حکم دیا کہ مکہ کے کافروں کو غلہ نہ بھیجا جائے۔ آخر مکہ والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اقرباء پروری کرتے ہیں، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ثمامہ (رضی اللہ عنہ) نے ہمارا غلہ کیوں روک دیا ہے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ (رضی اللہ عنہ) کو اجازت دے دی کہ مکہ میں غلہ بھیجنا ہے تو ضرور بھیجو۔'' یہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمینی کا ایک شاندار مظاہرہ۔

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَـالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ عِنْدِیْ خَیْرٌ یَا مُحَمَّدُ ، اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ ، وَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ ، وَ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتّٰی کَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَکَ: اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ فَتَرَکَهٗ حَتّٰی کَانَ بَعْدَ الْغَدِ، فَقَالَ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ ؟ قَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ فَقَالَ: اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا کَانَ عَلَی الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ وَجْهِکَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُکَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ دِیْنٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ دِیْنِکَ فَاَصْبَحَ دِیْنُکَ اَحَبَّ الدِّیْنِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِکَ فَاَصْبَحَ بَلَدُکَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَیَّ وَ اِنَّ خَیْلَکَ اَخَذَتْنِیْ وَ اَنَا اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَمَا ذَا تَرٰی ؟ فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَکَّةَ قَالَ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا یَاْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰی یَاْذَنَ فِیْهَا النَّبِیُّ ﷺ۔

[صحیح البخاری، کتاب المغازی ،باب وفد بنی حنیفة ، حدیث نمبر4372]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے اور قبیلہ بنوحنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور پوچھا: ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا) انھوں نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ ﷺ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خونی ہے جس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا۔ اور اگر آپ ﷺ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے) کا شکر ادا کرتا ہے لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے چلے آئے، دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوچھا ثمامہ اب کیا سمجھتا ہے؟ انھوں نے کہا، وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر چلے گئے۔ تیسرے دن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ انھوں نے کہا وہی جو میں آپ ﷺ سے کہہ چکا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد نبوی کے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ ﷺ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ ﷺ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بشارت دی اور انھیں عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ اور خدا کی قسم! اب تمھارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اجازت نہ دیں گے۔

رحمتِ عالم ﷺ کی اپنے دشمنوں کے حق میں دعائے خیر

رسولِ رحمت ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے سب سے زیادہ سخت دن میں بھی یہ پسند نہ فرمایا کہ ان کے منکرین کو اور ان کو تکلیف پہنچانے والوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے، اس کے برعکس آپ ﷺ نے یہ امید ظاہر فرمائی کہ یہ نہیں تو ان بدبختوں کی اولاد میں سے اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ عقیدۂ توحید کے حامل افراد پیدا فرما دے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا غزوۂ احد والے دن سے (جس روز آپ زخمی ہوئے) بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے جو جو تکلیفیں اٹھائی ہیں میرا ہی دل جانتا ہے (لیکن) سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گزرا ہے۔ عقبہ طائف کی طرف ایک مقام کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا کہ پہاڑوں کے فرشتے کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔ اس فرشتے نے مجھ کو سلام کیا اور عرض کیا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں تو میں ان لوگوں کے دونوں طرف جو پہاڑ ہیں ان کو ملا دوں۔ اس پر رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں ایسا مت کرو) مجھے امید ہے کہ اگر یہ لوگ راہ پر نہ آئے تو ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِيَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ، وَ اَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَ اَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَ مَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ ذٰلِكَ فِيْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا[صحيح البخاری، كتاب بدءُ الخلق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باب اذا قال احدکم آمین والملٰئکة... حدیث نمبر :3231]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اُحد کے دن (جس روز آپ ﷺ زخمی ہوئے) سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے جو تکلیفیں اٹھائی ہیں میرا ہی دل جانتا ہے۔ سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گزرا ہے، جس دن میں نے اپنے تئیں (کنانہ) بن عبد یالیل بن عبد کلال (رئیس طائف) پر پیش کیا۔ اس نے میرا کہنا نہ مانا (یعنی اسلام نہ لایا) میں انتہائی رنجیدہ خاطر وہاں سے پلٹا۔ جب قرن ثعالب (ایک مقام) میں پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا، دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے اور اس میں جبریل علیہ السلام موجود ہیں۔ انھوں نے مجھے پکار کر کہا: اللہ نے وہ سن لیا جو آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کو جواب دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے۔ آپ ﷺ جو چاہیں اس سے کام لے سکتے ہیں۔ اتنے میں اس فرشتے نے مجھے سلام کیا (اور کہنے لگا!) اے محمد ﷺ! اللہ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ ﷺ جو حکم کریں، میں کر ڈالوں۔ اگر کہیں تو میں ان لوگوں کے دونوں طرف جو پہاڑ ہیں ان کو ملا دوں (وہ سب چکنا چور ہو جائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں ایسا مت کر) مجھے امید ہے (اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے تو خیر) ان کی اولاد میں سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی سچ بیانی کی گواہیاں

امام الانبیاء ﷺ کی صداقت پر بیگانوں اور اپنوں کی شہادتیں کہ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ہمیشہ سچ بولتے ہی دیکھا ہے

اللہ پاک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جوئی کے لیے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''ہم جانتے ہیں کہ ان کافروں کی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچاتی ہیں مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جھوٹا نہیں کہتے۔ یہ ظالم تو میری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

﴿ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ﴾[6:الانعام:33]

ترجمہ: ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمھیں رنج پہنچاتی ہیں، (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

اس آیت کی شانِ نزول کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: ''ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ اَنَّ اَبَـاجَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَ لٰـكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَـعَالٰى فِيْهِمْ ﴿ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾

[جامع الترمذي، ابواب تفسير القرآن، باب من سورة الانعام، حديث نمبر:3064]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (جس کا ترجمہ یہ ہے) یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ پاک نے قرآن مجید میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾[26:الشعراء:215] (اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ)۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سب خاندانوں کو پکارا اور ان سے فرمایا کہ دیکھو، اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے والے ہیں تو کیا تم میری بات سچ مانو گے؟ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت شعاری کا اقرار کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کا پیغام ان کو پہنچایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾[26:الشعراء:214] صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا جَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلاً لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ اَبُوْلَهَبٍ وَ قُرَيْشٌ، فَقَالَ: اَرَاَيْتَكُمْ لَوْاَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ؟ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا[صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾حدیث نمبر 4770]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾ (یعنی اپنے نزدیک والے رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا) تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور آواز دینے لگے: اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! سب قریش کے خاندانوں کو پکارا، وہ جمع ہو گئے۔ جو کوئی خود نہ آ سکا، اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا کہ دیکھے تو کیا معاملہ ہے۔ ابولہب خود آیا۔ قریش کے دوسرے لوگ بھی آئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھو، اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کو اس وادی میں جمع ہیں، تو تم میری بات سچ مانو گے؟ انھوں نے کہا: بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے حوالے سے دو سبق آموز واقعات

1- ایک شخص کے ہاتھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور اسے سرزنش کی کہ تم آگ کے شعلے ہاتھ میں لیتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو اس شخص سے کہا گیا کہ تم اپنی انگوٹھی اٹھالو، تو اس شخص نے کہا: میں ہرگز ایسی چیز کو نہیں اٹھاؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکا ہو۔ (ماشاءاللہ کیا والہانہ انداز ہے، رضی اللہ عنہ)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَیَجْعَلُهَا فِیْ یَدِهٖ؟ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتِمَكَ، اِنْتَفِعْ بِهٖ ـ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ لَا آخِذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

[صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، تحریم خاتم الذهب للرجال، حدیث نمبر5472]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور اسے سرزنش کی کہ تم آگ کے شعلے کو ہاتھ میں لیتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تم اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اس سے فائدہ حاصل کرو۔ اس شخص نے برملا کہا، میں ہرگز ایسی چیز کو نہیں اٹھاؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکا ہے۔

2- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہیئت اور شکل میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔ اس پر ایک خاتون نے کہا میں نے پورے قرآن مجید کی تلاوت کی ہے مجھے تو ایسی لعنت نہیں ملی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو نے قرآن پاک کی (بغور) تلاوت کی ہوتی تو یہ آیت بھی پڑھتیں "تمھیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کی اجازت دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ" اس خاتون نے اقرار کیا کہ یہ تو قرآن مجید ہی کا حکم ہے اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر (جن باتوں کی وجہ سے میں نے مذکورہ عورت پر لعنت بھیجی ہے) ان باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَ الْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَ كَيْتَ فَقَالَ: مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللهِ۔ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، قَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَأْتِ ﴿ وَ مَآ آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾[الحشر:7:59] قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، قَالَتْ: فَاِنِّيْ اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا ، فَقَالَ : لَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا[صحيح البخاري ، كتاب التفسير ، باب قوله ﴿ وما اتكم الرسول فخذوه، حديث نمبر 4886]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرمہ بھرنے والیوں، اور بھروانے والیوں، بھنوؤں اور رخسار سے بال اکھیڑنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو باریک بنانے والیوں پر اللہ نے لعنت کی ہے، کہ یہ اللہ کی تخلیق کردہ ہیئت اور شکل کو تبدیل کرنے والی ہیں۔ چنانچہ یہ بات قبیلہ بنی سعد کی ام یعقوب نامی عورت تک پہنچی۔ تو وہ عورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں عورت کو ملعون قرار دیا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں کیوں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے دونوں تختیوں کے درمیان قرآن پاک کی تلاوت کی ہے مجھے اس میں وہ بات نہیں ملی جو آپ کہہ رہے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ اگر تو نے قرآن پاک کی تلاوت کی ہوتی تو تو اس میں اس حکم کو پالیتی، کیا تو نے قرآن پاک میں یہ نہیں پڑھا:'' جس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ؟ اس عورت نے جواب دیا بالکل۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔ اس عورت نے کہا: آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انھوں نے کہا: اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا مگر اس قسم کی کوئی معیوب چیز ان کے ہاں نہ ملی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میری بیوی اس طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ مقدس کا ذکرِ مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مقدس ایک انتہائی حسین، سچا، باحیا، بامروت اور حساس چہرہ تھا۔

انتہائی حسین چہرہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عالم تاب کے بیان کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ تبرکاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حوالے سے دو احادیث ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف کا بیان کرنے کو کہا گیا، تو انھوں نے فرمایا: "تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تو سمجھتے کہ چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے۔"

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلرَّبِیْعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً۔

[سنن دارمی، المقدمۃ، باب فی حسن النبی ﷺ و صفاته ،حدیث نمبر61]

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا کہ آپ ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کریں۔ انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے تو محسوس کرتے کہ تم نے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا۔

2- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ (جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے) کی توبہ قبول ہوگئی تو انھوں نے تو خوش ہونا ہی تھا لیکن جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مسرت وخوشی سے چمک رہا تھا۔ (اور لگتا تھا) جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ دیکھیے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے چمکتا ہوا سورج کہا تھا تو دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے چاند کا ٹکڑا کہا۔ اور حق پھر بھی کب ادا ہوا؟

عَنْ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ کَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ یُحَدِّثُ حِیْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْکَ، قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ھُوَ یَبْرُقُ وَجْھُہٗ مِنَ السُّرُوْرِ، وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَ کُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْہُ۔

[صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ ، حدیث نمبر3556]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ غزوہ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو چہرۂ مبارک مسرت وخوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرۂ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے ہم اسی سے پہچان لیتے۔

ایسا چہرہ کہ دیکھتے ہی یہ تاثر ہوتا کہ اس مبارک چہرے والی ہستی کبھی خلافِ واقعہ بات نہیں کرسکتی، یہ تو سچا چہرہ ہے:

رسول اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں ایک ممتاز یہودی عالم عبداللہ بن سلام زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے پہلے دیدار کے متعلق اپنا تاثر بیان کرتے ہوئے کہا: ''میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا مبارک چہرہ (ان لوگوں جیسا) چہرہ نہیں ہے جو جھوٹے ہوتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن سلام بعد میں مسلمان ہو گئے، رضی اللہ عنہ۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ﷺ الْمَدِیْنَۃَ انْجَفَلَ النَّاسُ اِلَیْہِ وقیل: قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَیْہِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْہَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ ، عَرَفْتُ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ. فَکَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ تَکَلَّمَ بِہٖ اَنْ قَالَ: اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَامٌ ،تَدْخُلُو الْجَنَّۃَ بِسَلَامٍ ۔[جامع الترمذي، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديث نمبر:2485]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے، اور کہنے لگے: اللہ کے رسول آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے، اللہ کے رسول آ گئے، چنانچہ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں۔ پھر جب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھی طرح دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے کہی وہ یہ تھی: لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور رات میں جب لوگ سور ہے ہوں تو نماز پڑھو۔ تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

انتہائی باحیا اور بامروت چہرہ مبارک

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حیا (اور مروت) اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ تھی جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے سے پہچان لیتے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَآءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَارَاٰی شَیْئًا یَکْرَھُہُ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ ۔[صحیح البخاری، کتاب الادبه ، باب من لم یواجه الناس ، حدیث نمبر:6102]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرم (اور مروت) اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ تھی جو اپنے پردے میں رہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ سے پہچان لیتے۔

انتہائی حساس چہرۂ مبارک

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ سے پہچان لیتے۔ یہ ایک شہادت ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہایت ہی حساس تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بدلتے ہوئے خدوخال ہی دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ کوئی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع عالی کو ناگوار گزری ہے۔ ایسے ہی ''انتہائی حسین چہرہ'' کے عنوان سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرۂ مبارک چمک اٹھتا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہم اس سے پہچان لیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی حوالے سے ایک اور واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصفِ عالی اپنے معراج پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہے۔ عام صحابہ کرام بھی حاضر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقانِ قبر (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) بھی حاضر خدمت ہیں۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تورات شریف کے اوراق کا مطالعہ کرنے لگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس امر کا ملاحظہ کر لیا۔ جیسے کوئی غیرت مند آقا یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ نوکر تو اس کا ہو اور بھوک لگنے پر روٹی کسی اور کے در پر مانگنے جائے۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اچھا نہ لگا کہ عمرؓ بن الخطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رشد و ہدایت سے وابستہ ہو کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سعادت میسر آنے کی بنا پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنے وہ کسی اور (خواہ وہ موسیٰ علیہ السلام کیوں نہ ہوں) کی تعلیمات سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرنے کا فعلِ عبث کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی حساس چہرہ مبارک کے انداز بدلنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدلتے چہرے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برہم دلی کی کیفیت سمجھ گئے۔ (رفیق غار و قبر رضی اللہ عنہ اس ناراض کیفیت کو نہ سمجھتے تو اور کون سمجھتا) اور عمر رضی اللہ عنہ کو سخت لفظوں میں اس طرف توجہ دلائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کانپ اٹھے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب گار ہوں، پناہ مانگی اور مناسب معذرت کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری تشریف آوری کے بعد مجھے چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے۔ تمہاری کیا بات، اگر خود موسیٰ علیہ السلام بھی میری نبوت کے زمانے میں زندہ ہوتے تو وہ بھی (یقیناً) میری ہی اتباع کرتے۔

عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ، فَجَعَلَ يَقْرأ، وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ : ثَقِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَوْ بَدَالَـكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ، وَ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَا تَّبَعَنِيْ ـ

[سنن الدارمی، المقدمة، باب ما يتقى من تفسير حديث النبي، حديث نمبر 449]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ پھر جناب عمر رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھنا شروع کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا: عمر رضی اللہ عنہ! تم کو گم کریں گم کرنے والیاں، کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرہ (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے؟ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر نظر ڈالی اور کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غصہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔ راضی ہیں ہم اللہ کے رب ہونے پر، اور دین اسلام پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے! اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر موجود ہوتے تم میں موسیٰ (علیہ السلام) تو تم ان کی اطاعت قبول کر لیتے اور مجھے چھوڑ دیتے (اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔ اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ یقیناً میری اتباع کرتے۔

رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسین اور متناسب جسمانی خصائص عالیہ، انداز رفتار اور ان کے بے مثال و بے نظیر ہونے کا تذکرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلق کے کئی پہلو ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق سرپرست اور محافظ چچا سردار ابوطالب کا فرزند دلبند ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا شرف ہے۔ یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہیے کہ دس نبوی ایک ایسا سال ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو نہایت ہی قریبی اور پیاری ہستیاں: ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہربان چچا سردار ابوطالب، آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو داغ مفارقت دے گئیں اور اس دوہرے صدمے کے حوالے سے مذکورہ سال کو اسلامی تاریخ میں عام الحزن (غم کا سال) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو اپنی مبارک جوانی میں مالی آسودگی حاصل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہربان مگر کثیر العیال چچا کے ایک فرزند کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لڑکپن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں اور ان کے زیر تربیت گزرا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور سعادت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلق کے باقی پہلو بھی بہت اہم ہیں اور معلوم عام ہیں۔ ان کا ذکر تحصیل حاصل ہوگا۔ یوں بھی وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل بیان کرنے کے لیے صرف اس موضوع کے لیے علیحدہ تالیف درکار ہے۔

بہر حال یہ سارا تذکرہ صرف اس لیے کیا گیا تا کہ قارئین پر واضح کیا جا سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل عالیہ کا بیان انہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ہوا ہے۔ یہ بیان نہایت ہی مختصر ہے لیکن اس کی بلاغت کی شان کا اندازہ اس کے آخری فقرہ سے ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان کے آخر میں فرمایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی شخص نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیکھا۔ سبحان اللہ! پھر اس کے بعد کیا کہیے!!

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ،ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ، طَوِيْلُ الْمَسْرُبَةِ ، إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّـؤًا كَانَّمَا انْحَطَّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهٗ وَلاَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ [جامع الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث نمبر:3637]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا اور داڑھی گھنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخ وسفید تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور مضبوط تھے اور سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے تو جھک کر چلتے تھے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلندی سے نشیب کی طرف جا رہے ہوں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیکھا۔

رسول اکرم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاداتِ مبارکہ اور خلقِ عظیم سے متعلق سب سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے صحابی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی نمائندہ شخصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جہاں دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کرنے کی سعادت نصیب تھی وہاں اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کے لیے یہ سعادت ایک طرح سے ہمہ وقتی، خوش بختی تھی۔ ان حضرات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشغال مبارکہ کے مشاہدہ اور اقوال مقدسہ کے سننے کا زیادہ موقع ملتا تھا۔ اس لیے کوئی عجب نہیں کہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے ممتاز ترین فرد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

سطور ذیل میں وہ الفاظ درج کیے جاتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے متعلق روایت کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر کہا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّـــهُ رُبَمَا حَدَّثَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ : حَدَّثَنِیْهِ أَهْدَبُ الشَّفَرَیْنِ أَبْیَضُ الْكَشْحَیْنِ اِذَا أَقْبَلَ جَمِیْعًا وَاِذَا أَدْبَرَ أَدْبَرَ جَمِیْعًا لَمْ تَرَ عَیْنٌ مِثْلَهُ وَ لَنْ تَرَاهُ۔

[الادب المفرد، للبخاری باب إذا اقبل، اقبل جمیعاء حدیث نمبر255]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ وہ اکثر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ مجھ سے اس (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان کیا ہے جس کے لب خوبصورت، رنگ سفیدی مائل تھا۔ جب سامنے آتے تو تمام تر اور جب منہ پھیرتے تو تمام تر، نہ کسی آنکھ نے اس جیسا کبھی دیکھا ہے اور نہ کبھی دیکھ سکے گی۔

خوش بو سے محبت اور بد بو سے نفرت

اس جہانِ فانی کے حوالے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سب سے پہلی پسند۔ خوش بو

1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشبو اور عورتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محبوب اور نماز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَ الطِّیْبُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ۔

[سنن نسائی، کتاب عشرة النساء، باب عشرة النساء، حدیث نمبر :3392]

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار بو والی چیزوں مثلاً لہسن یا پیاز سے اس قدر اجتناب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایسی چیزیں کھانے والا شخص) ہماری مسجد سے دور رہے یا اپنے گھر میں رہے۔

اَنَّ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللهِ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَکَلَ ثَوْمًا اَوْ بَصَلاً فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَ لْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ وَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِیْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِیْحًا، فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِیْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ، فَقَالَ: قَرِّبُوْهَا اِلٰی بَعْضِ اَصْحَابِهٖ کَانَ مَعَهٗ فلما رَآهُ کَرِهَ اَکْلَهَا، قَالَ: کُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا [صحیح بخاری، کتاب الاذان،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفة الصلاة ، باب ما جاء فی الثوم...، حدیث نمبر :855]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے یا اپنے گھر میں رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں سبزیاں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے بدبو محسوس کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اسے فلاں شخص کے پاس لے جاؤ، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانا پسند نہ کیا۔ فرمایا: میں جس ذات میں سرگوشی کرتا ہوں، وہ اس ذات سے وہ سرگوشی نہیں کرتا۔

وضاحت:

بدبودار حلال چیزیں کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، لہسن پیاز کی طرح مولی سے بھی بدبو آتی ہے، اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ نیز حقہ، سگریٹ پینے والے کا بھی یہی حکم ہے۔

3- رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عزرہ بن ثابت انصاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ثمامہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے خوش بو عنایت کی اور فرمایا:

كَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لاَ يَرُدُّ الطِّيْبَ، قَالَ: وَ زَعَمَ اَنَسٌ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لاَ يَرُدُّ الطِّيْبَ۔

[صحیح البخاری ، کتاب الھبة ، باب ما لا یرد من الھدیة ، حدیث نمبر:2582]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو واپس نہیں کرتے تھے۔ ثمامہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کا گمان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خوش بو واپس نہیں کرتے تھے۔

4- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو (تحفہ کے طور پر) خوش بودار گھاس دی جائے یا خوش بودار پھول پیش کیا جائے تو اس کو واپس نہ کرے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رِيْحَانٌ فَلاَ يَرُدُّهُ فَاِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ۔

[صحیح مسلم ،کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ ، باب وانہ اطیب الطیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وكراهة رد الريحان والطيب، حديث نمبر:5883]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو خوش بودار گھاس دیا جائے یا خوش بودار پھول دیا جائے تو اس کو واپس نہ کرے۔ اس لیے کہ اس کا کچھ بوجھ نہیں اور خوش بو عمدہ ہے۔

5- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے کسی کستوری اور عنبر کو نہیں سونگھا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے زیادہ خوشبو ہو۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلاَ دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ ،اَوْ عَرْقًا قَطُّ اَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ اَوْ عَرْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[صحيح البخاري ،كتاب الفضائل ، باب صفة النبي ﷺ، حديث نمبر 3561]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک ریشم و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

6- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر جانے کے لیے نکلے سامنے سے کچھ بچے آئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سمیت ہر بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں وہ ٹھنڈک اور خوشبو دیکھی جیسے خوش بو ساز کے ڈبے سے ہاتھ نکالا ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، قَالَ: وَ اَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَّ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ - [صحيح مسلم ،كتاب الفضائل ، باب طيب ريحه ﷺ و لين مسه، حديث نمبر :6052]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر جانے کو نکلے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ سامنے کچھ بچے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بچہ کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں وہ ٹھنڈک اور وہ خوش بو دیکھی جیسے خوش بو ساز کے ڈبہ میں سے ہاتھ نکالا ہو۔

7- رسول اللہ ﷺ اپنی رضاعی خالہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر دوپہر کو آرام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ آپ کا پسینہ جمع کرتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں۔ اور یہ بھی کہتیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ سب خوشبوؤں سے بہتر ہے۔ ہم اسے اپنے بچوں کے لیے بابرکت سمجھتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔

عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيْهَا، فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَـهُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ ، وَ كَانَ كَثِيْرُ الْعَرَقِ ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلَهُ فِي الطِّيْبِ وَالْقَوَارِيْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا ؟ قَالَتْ عَرَقُكَ اَدُوفُ بِهِ طِيْبِيْ

[صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب طيب عرق النبي ﷺ، حديث نمبر 6057]

ترجمہ: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ہاں تشریف لاتے اور وہاں قیلولہ فرماتے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھاتیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت آرام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے کو جمع کرتیں اور اسے خوشبو میں ملاتیں۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسے پسینہ جمع کرتے ہوئے دیکھا تو) دریافت کیا، اے ام سلیم! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتی ہیں۔

وضاحت: ام سلیم، انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ام سلیم اور ام حرام رضی اللہ عنہما دونوں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالائیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے ہاں آ کر دوپہر کے وقت آرام کیا کرتے تھے۔

8- انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمدہ قسم کی خوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بوتھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرماتے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا۔

[ابو داود ، کتاب الترجل ، باب ما جاء في استحباب الطيب، حدیث نمبر 4162]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمدہ قسم کی خوشبو تھی جس سے آپ خوشبو لگاتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی غیر محرم عورت کو نہیں چھوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے تھے۔ بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ سے اپنا مبارک ہاتھ لمس نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہ مبارک معمول رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا

عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ بَيْعَةِ النِّسَآءِ قَالَتْ: مَا مَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ امْرَاةً قَطُّ اِلَّا اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا فَاِذَا اَخَذَ عَلَيْهَا فَاَعْطَتْهُ قَالَ اذْهَبِيْ فَقَدْ بَايَعْتُكِ [صحیح مسلم ،کتاب الامارات ، باب كيفية بيعة النساء، حدیث نمبر:4835]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ سے عورتوں کی بیعت کو بیان کیا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے اس سے بات کرتے پھر جب وہ زبان سے اقرار کر لیتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: جاؤ میں نے تجھ سے بیعت کر لی۔

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ﴾ قَالَتْ: وَ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَاَةٍ اِلَّا امْرَاَةً يَّمْلِكُهَا۔

[صحیح مسلم، کتاب الاحکام ، باب بيعة النساء ، حدیث نمبر 7214]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے۔ اس آیت کے موافق جو سورہ ممتحنہ میں ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا﴾[60: الممتحنه 12] (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی غیر عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا۔ البتہ اس عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یا لونڈی تھی۔

رسول اکرم ﷺ مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسواک فرمانے کے عمل سے جو شغف تھا وہ بذات خود اسوۂ حسنہ کا ایک پاکیزہ، روشن اور بڑا مفصل باب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب نماز تہجد کے لیے قیام فرماتے تو دندان مبارک کو مسواک کے ساتھ صاف فرماتے تھے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ۔

[صحيح البخاري ،كتاب التهجد ، باب طول الصلاة في قيام الليل، حديث نمبر: 1136]

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو جب تہجد (کی نماز) کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دانتوں کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے تھے۔

2- رسول اکرم ﷺ جب بھی گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ ، قُلْتُ: بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِذَا دَخَلَ بَيْتَه؟ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ[صحيح مسلم ،كتاب الطهارة ، باب السواك، حديث نمبر590]

ترجمہ: حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسواک کیا کرتے تھے۔

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اگر آپ کو یہ خیال نہ ہوتا کہ اس سے امت مشقت میں پڑ جائے گی تو آپ ﷺ یہ حکم فرما دیتے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کی جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال: لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ اَوْ عَلَی النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلاةٍ.

[صحيح البخاري، كتاب الجمعة ،باب السواك يوم الجمعة ،حديث نمبر887]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا۔

4- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک کی اہمیت کے متعلق فرمایا کہ اسے (نہ صرف) منہ کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے بلکہ (ساتھ ہی ساتھ) یہ اللہ کی رضا کا باعث بھی ہے۔

وضاحت: اسلام کی تعلیمات سے بار بار اس دین حق کی جامعیت ظاہر ہوتی ہے۔ اسلام نہ صرف ایک انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس کی اس دنیا میں زندگی کو پاکیزہ بناتا ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلسِّوَاكُ مُطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ.

[سنن نسائي ،كتاب الطهارة ، باب الترغيب في السواك، حديث نمبر05]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ کی رضا کا سبب ہے۔

5- اس دنیائے فانی میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحات میں بھی مسواک استعمال کرنے کا عمل ترک نہیں فرمایا۔ یہ ایک ایسی مسواک تھی جسے آپ ﷺ کے غارو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر کے رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ لے کر آئے تھے۔ اس مسواک کو سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن نظروں سے دیکھا ان کا مفہوم صدیقہ کائنات، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ سمجھتیں تو اور کون سمجھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاموش پیغام میں مضمر حکم کی تعمیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سے مسواک لی، اپنے مبارک منہ میں رکھ کر نرم فرمائی اور اپنے سرتاج فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں استعمال کے لیے پیش کی۔ آپ ﷺ نے وہ مسواک اپنے دندان مبارک پر پھیری۔ رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ایک طرح سے آخری عمل تھا۔ کچھ ہی وقت اور گزرا کہ اللهم بالرفيق الاعلى کا ورد فرماتے ہوئے خاتم النبیین، سرور عالم، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں اپنی جان پاک جان آفریں کو سپرد فرما دی۔ اور پھر اپنی اسی رفیقہ حیات رضی اللہ عنہا کے حجرہ پاک میں قیامت تک کے لیے جاگزیں ہوئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمين يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

اب یہ واقعہ حدیث میں پڑھیے:

عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اَخْبَرَهٗ ،اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ: اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ ، وَ فِيْ يَوْمِيْ وَ بَيْنَ سَحْرِيْ وَ نَحْرِيْ وَ اَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَ رِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَ بِيَدِهِ السِّوَاكُ وَ اَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ عَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ: آخُذُهٗ لَكَ ؟ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ، فَلَيَّنْتُهٗ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَ مَالَتْ يَدُهُ -[صحيح البخاري ، كتاب المغازي ،باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته ، حديث نمبر 4449]

ترجمہ: حضرت ابوعمرو ذکوان نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں اللہ کے احسانوں میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری باری کے دن، میرے گھر میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میرے سینے اور گردن کے بیچ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وفات کے وقت میرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک ملا دیا۔ ہوا یہ کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ایک مسواک لیے ہوئے آئے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اوپر ٹیکا دیے ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔ اور مجھ کو معلوم تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو جیسا پسند کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یہ مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لے لوں۔ آپ نے اشارے سے فرمایا: ہاں۔ میں نے وہ مسواک عبدالرحمٰن سے لے کر آپ کو دی، لیکن آپ ﷺ پر بیماری کی سختی تھی۔ میں نے کہا: میں مسواک کو نرم کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا: ہاں۔ میں نے مسواک چبا کر نرم کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک دانتوں میں پھیری۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے۔ فرماتے لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: (اللہ) بلند رفیقوں میں (رکھ) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نکل گئی۔ آپ ﷺ کا ہاتھ لڑھک گیا۔

صفائی نصف ایمان ہے

رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کے بڑھے ہوئے اور میل سے بھرے ہوئے ناخنوں کا ذکر فرما کر نہایت سخت الفاظ میں اظہارِ ناپسندیدگی فرمایا:

جسمانی صفائی اور پاکیزگی کو اسلامی طریقہ زندگی میں نہایت اہم مقام حاصل ہے، حتیٰ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنھیں میز بانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی سعادت حاصل ہوئی، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نہایت ناپسندیدگی سے) ایسے شخص کا ذکر کیا جو باتیں تو آسمان کی پوچھتا تھا اور حالت یہ تھی کہ اس کے ناخن پرندے کے ناخنوں کی طرح بڑھے ہوئے تھے اور ان میں نجاست، ناپاکی اور میل کچیل جمع تھی۔

عَنْ اَبِیْ وَاصِلٍ قَالَ لَقِیْتُ اَبَـا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ فَصَافَحَه، فَرَاٰی فِیْ اَظْفَارِیْ طُوْلًا فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْأَلُ اَحَدُکُمْ عَنِ السَّمَآءِ وَ هُوَ یَدَعُ اَظْفَارَه، کَاَظَافِیْرِ الطَّیْرِ یَجْتَمِعُ فِیْهَا الْجَنَابَةُ وَالْخُبُثُ وَالتَّـفَثُ

[الفتح الربانی ترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، تالیف عبدالرحمٰن البناء، ج 17 ص 320]

ترجمہ: حضرت ابوواصل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں، میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے مصافحہ کیا۔ انھوں نے دیکھا کہ میرے ناخن (کچھ) لمبے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی (ایسا بھی ہے) کہ وہ باتیں (تو) آسمان کی پوچھتا ہے اور (اس کی اپنی حالت یہ ہے) کہ اس کے ناخن پرندوں کے ناخنوں کی طرح (بڑھے ہوئے) ہیں۔ اور ان ناخنوں میں جنابت (کی نجاست) اور ناپاکی اور میل کچیل جمع ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں خوش وضعی کی اہمیت

رسول اکرم ﷺ کا خوش وضعی کو پسند فرمانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے اور وہ جمال کو محبوب جانتا ہے۔''

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ کِبْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّـکُوْنَ ثَوْبُه، حَسَنًا وَ نَعْلُه، حَسَنَةً قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ [صحیح مسلم ، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه، حديث نمبر:265]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے دریافت کیا، بلاشبہ ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور اس کا جوتا خوبصورت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے اور وہ جمال کو محبوب رکھتا ہے۔ تکبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے گوند وغیرہ سے سر کو چپکایا ہوا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مُلَبِّدًا

[صحیح البخاري، كتاب اللباس، باب التلبيد حديث نمبر :5914]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ نے گوند وغیرہ سے سر کے بالوں کو چپکایا ہوا تھا۔

وضاحت: یہ اس لیے کیا ہوا تھا کہ حالت احرام میں آپ ﷺ کے بال بکھرنے نہ پائیں، نیز سر کو دھوپ نہ پہنچے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جو بال رکھے، انھیں باعزت طریقے سے رکھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ۔

[سنن ابی داؤد ، كتاب الترجل، باب في اصلاح الشعر، حديث نمبر :762]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بال رکھے ہوئے ہوں تو انھیں باعزت طریقے سے رکھے۔

کھانے پینے کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کے چند معمولات ومرغوبات

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانے میں کبھی کوئی عیب نہیں نکالا۔ آپ ﷺ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جی چاہتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ كَانَ اِذَا اشْتَهٰی شَیْئًا اَكَلَه' وَ اِنْ كَرِهَه' تَرَكَه'۔

[صحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب لا یعیب الطعام، حدیث نمبر :5380]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کھانے میں کبھی عیب نہیں نکالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جی چاہتا تو کھا لیتے، ناپسند فرماتے تو چھوڑ دیتے۔

2- ایک درزی نے سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے دعوت قبول فرمائی اور کمال شفقت سے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو سے رغبت فرمائی اور اسے پیالے کے کناروں سے ڈھونڈ کر نوش جان فرماتے رہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِیْدٌ قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالَیِ الصَّحْفَةِ. قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَاءَ مُنْذُ یَوْمَئِذٍ.

[صحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب جواز اکل المرق...، حدیث نمبر :5325]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک درزی نے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روٹی، کدو کا شوربا اور بھنا ہوا گوشت رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے کناروں سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے تھے۔ اس دن سے میں برابر کدو کو پسند کرتا ہوں۔

3- عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَأْکُلُ الْقِثَّآءَ بِالرُّطَبِ۔

[صحیح مسلم ، کتاب الاشربة ، باب اکل القثاء بالرطب، حدیث نمبر :5330]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا۔

4-رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبینہ (ایک خاص ترکیب سے تیار کردہ کھانا) کی تعریف فرمائی کہ یہ دل کو خوش کرتا ہے، کچھ رنج کو کم کرتا ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهَا کَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَیِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَآءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِیْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِیْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِیْنَةُ عَلَیْهَا ثُمَّ قَالَتْ: کُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ التَّلْبِیْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِیْضِ تُذْهِبُ بَعْضَ الْحُزْنِ۔ [صحیح مسلم ، کتاب الطعام ، باب لکل داء دواء واستحباب التداوی، حدیث نمبر:5769]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے گھر میں کوئی مرجاتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر چلی جاتیں۔ صرف ان کے گھر والے اور خاص لوگ رہ جاتے۔ اس وقت وہ تلبینہ کی ہنڈیا پکانے کا حکم کرتیں (تلبینہ حریرہ بھوسی یا آٹے کا کبھی اس میں شہد بھی ملاتے ہیں) پھر وہ پکتا اس کے بعد ثرید (روٹی اور شوربا) تیار ہوتا تو تلبینہ کو اس پر ڈال دیتیں۔ پھر وہ عورتوں سے کہتیں کھاؤ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: تلبینہ مریض کے دل کو خوش کرتا ہے اور اس کے پینے سے کچھ رنج کم ہو جاتا ہے۔

5-راوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھے ہوئے پیتے دیکھا ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ۔

[جامع الترمذي ،كتاب الاطعمة ، باب الاشربة حديث نمبر :1883حسن]

عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہوکر اور بیٹھکر پیتے دیکھا ہے۔

6۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ (ٹیک) لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا[صحيح البخاري،كتاب الاطعمة ، باب الاكل متكا، حديث :5398]

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر کھانا پسند نہیں کرتا۔

معمول کی جائز مجلسی زندگی میں حصہ لینا سنت ہے

سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ دنیا کی باتیں کرتے اور جب وہ آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی آخرت کا ذکر فرماتے اور جب وہ کھانے کی باتیں کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ کھانے کی باتیں کرتے اس طرح آپ ﷺ معمول کی جائز مجلسی زندگی میں بھی حصہ لیتے

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی بھی تھے، ان کا کہنا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم بھیجتے۔ وہ حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی تحریر کر دیتے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''جب ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) دنیا کی باتیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں کرتے۔ اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر فرماتے۔ اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ کھانے کی باتیں کرتے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ معمول کی جائز مجلسی زندگی میں بھی حصہ لیا جائے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ دنیا کی باتیں کرنا معاذ اللہ تقوی کے خلاف ہے۔ اور اسے مسند ارشاد کے رتبہ کے خلاف سمجھ کر عوام سے الگ تھلگ اور بے تعلق ہو کر رہنے کو ہی تعلق باللہ کی حقیقی شان ہے، ہرگز نہیں۔

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ نَفَرٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوا لَهُ: حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ إِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ، فَكَانَ إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَ إِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا، فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [المعجم الاوسط للطبرانی: 8/301]

ترجمہ: حضرت خارجہ بن زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت زید بن ثابت کے ہاں گئی اور انھوں نے ان سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مطلع کریں۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلا بھیجتے، اور میں کتابت کر دیتا۔ جب ہم دنیا کی باتیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں کرتے اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے۔ اور جب ہم کھانے کی باتیں کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ کھانے کی باتیں کرتے۔ پس یہ تمام باتیں میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں۔

مجلسی زندگی میں شرکت کے حوالے سے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول مبارک

عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ متحزقين، ولا متماوتين ، وكانوا يتناشدون الشِّعْرَ فِيْ مَجَالِسِهِمْ ، وَيَذْكُرُوْنَ اَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ فَإِذَا أُرِيْدَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَأَنَّــهٗ مَجْنُوْنٌ ـ

[الادب المفرد للبخاري ،باب الكبر ،حديث نمبر 555]

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نہ تنگ دل تھے اور نہ تنگ اور نہ وہ بجھے بجھے، افسردہ اور مردہ ہی بنے رہتے تھے۔ البتہ جب اللہ کے دین کے معاملہ میں ان سے کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو غیظ و غضب سے ان کی آنکھوں کی پتلیاں اس طرح گردش کرنے لگتیں کہ جیسے ان پر جنون کا دورہ پڑ گیا ہو۔

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ :كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ فَإِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوْا هُمُ الرِّجَالُ ـ

[الادب المفرد للبخاری ، باب المزاح ،حديث نمبر 266]

ترجمہ: حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ویسے تو آپس میں ایک دوسرے پر تربوز اچھالتے تھے مگر جب حقائق کا سامنا ہوتا تو پھر وہ مرد ہوتے، مرد۔

دوسرے خلیفہء راشد فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعامل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو مسجد نبوی میں عبادت کے لیے آنے والوں کی مجلسی زندگی کی ضروریات کے لیے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک چبوترہ بنوا دیا تھا کہ جس شخص کو باتیں کرنے کی ضرورت ہو یا شعر پڑھنا چاہتا ہو، یا بلند آواز سے باتیں کرنا چاہتا ہو تو وہ مسجد سے باہر نکل آئے اور اس چبوترہ پر بیٹھ جائے۔

عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ، قَالَ: بَنٰى عُمَرُ رَحْبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمّٰى الْبُطَيْحَاءَ ، وَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّلْغَطَ اَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ ـ

[المؤطا للامام مالك بن انس، كتاب الصلاة ،جامع الصلوة،حديث نمبر484]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک چبوترہ بنوادیا تھا جس کا نام بطیحا تھا اور لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ جس شخص کو باتیں کرنے کی ضرورت ہو یا شعر پڑھنا چاہتا ہو یا بلند آواز سے باتیں کرنا مقصود ہوں تو وہ مسجد سے باہر نکل آئے اور اس چبوترہ پر بیٹھ جائے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند

نیک صحبت کی برکات اور برے لوگوں کی صحبت کی نحوستیں اور خطرات

انسان کا کردار بنانے میں اس کی صحبت ایک بنیادی عامل ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر تم نے کسی شخص کے متعلق یہ جاننا ہو کہ وہ کیسا ہے تو صرف یہ دیکھ لو کہ وہ کیسے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ تمھیں بڑی حد تک پتا چل جائے گا کہ وہ شخص دراصل کیسا انسان ہے۔ اس مفہوم میں آخری بات ''صحابی'' کی اصطلاح ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسانیت کا خلاصہ ہیں۔ ہدایت کے ستارے ہیں، انسانیت کی تاریخ پر جن کی نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ ایسا کوئی اور مقدس گروہ آج تک نہیں ہوا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے بھی محاسن اور مکارم اخلاق کا احاطہ کرنا ممکن ہی نہیں۔ اب ذرا دیکھیں کہ ان لوگوں کا اصل شرف یہی تو تھا کہ انھیں سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک صحبت کی ایمان کے ساتھ سعادت حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہم۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیک صحبت کی برکات اور برے لوگوں کی صحبت کی نحوستوں اور خطرات کا دو نہایت ہی مکمل تشبیہات دے کر بیان فرمایا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بے مثال تبویب (عنوان بندی) کے بادشاہ ہیں۔ انھوں نے جو باب عنوان اس حوالے سے لکھا ہے وہ ہے۔ باب المسک (باب کستوری سے متعلق) اس تبویب ہی میں انھوںؒ نے حدیث کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحبت نیک کی تشبیہ اس شخص سے دی ہے جو کستوری بردار ہو عطار ہو۔ خوشبو کا کاروبار کرتا ہو۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِیْرِ، فَحَامِلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِلْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَ اِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَ نَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔

[صحيح البخاري، كتاب الذبائح ، باب المسك، حديث نمبر5534]

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ کہے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھے نیک دوست اور برے بدکار دوست ان کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بردار اور لوہار کی جو بھٹی پھونکتا ہے۔مشک بردار (گاندھی عطار) یا تحفہ کے طور پر کچھ خوشبو تجھے دے گا یا اس سے خوشبو خرید کرے گا یا دونوں نہ سہی تو (تھوڑی دیر عمدہ خوشبو) سونگھے گا، یہی کیا کم ہے اور لوہا بھٹی پھونکنے والا یا تو آگ اڑا کر تیرا کپڑا اجلا دے گا اگر یہ نہ ہو تو بدبو تو ضرور سونگھے گا۔

ایک نہایت ہی ضروری یاددہانی

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لفظ تو ایک ہی ہوتا ہے لیکن وہ مفاہیم اور معانی کا ایک خزانہ ہوتا ہے صحبت بھی ایک ایسا ہی لفظ ہے۔شخصی سطح پر اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا میل جول کیسے لوگوں سے ہے، لیکن اس کے مفاہیم اور بھی ہیں۔اور ان پر نگاہ رکھنا ماں باپ، سرپرستوں، معلمین اور تمام ان لوگوں کا فرض ہے جو کسی بھی طریقہ سے ذہنوں (بالخصوص بچوں اور بچیوں کے کچے ذہنوں) پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ان لوگوں کی اپنے فرضِ منصبی سے غفلت، شعوری اور لاشعوری کوششوں سے جو بداثرات نئی نسل پر پڑیں گے ان کا اصل گناہ ان ہی لوگوں پر ہوگا۔

صحبت کی چند غیر روایتی مثالیں (۱)۔کتابیں (۲) رسالے (۳) اخبارات اور دوسری مطبوعات۔

جدید ذرائع ابلاغ:

یہ زمانہ ابلاغ کے انقلاب کا ہے، آنکھیں کھلی رکھیں اور تمام ذمہ دار افراد جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے خیال رکھیں کہ ان کے زیر تربیت بچے، بچیاں (مثلاً) ٹی وی کے کون کون سے پروگرام دیکھتے ہیں۔

انتباہ: ہم لوگ عادی ہیں کہ (حسن نیت ہی سے سہی) ہمارے بیانات اندھے کی لاٹھی ہوتے ہیں۔مثلاً ٹی وی صرف شیطانی چرخہ یا یہودیوں کی سازش ہی نہیں، یہ تو چھری کی طرف ایک آلہ ہے۔اس سے آپ پھل اور سبزیاں بھی کاٹ سکتے ہیں اور کسی بے گناہ کا گلا بھی۔ذمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داری استعمال کرنے والے پر ہے۔ چھری کا استعمال حرام نہیں ہے، قتل ناحق حرام ہے۔

ہم ٹی وی کی مثال ہی لیتے ہیں۔ PTV پر روزانہ صبح ہی صبح 6 سے 7 بجے تک قرآن مجید کی تلاوت باترجمہ سنائی جاتی ہے۔ نہایت ہی بابرکت پروگرام ہے۔ اس پروگرام کے علاوہ معلوماتی (سائنسی یا عمومی) کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ پھر معصوم تفریحات ہیں۔ میں مثالیں نہیں دوں گا۔ اگر چہ کافی مثالیں دی جا سکتی ہیں، جو ذہن میں آ رہی ہیں۔ بہر حال ہر وہ تفریح معصوم ہے جس میں کسی نص شرعی کو مجروح نہ کیا گیا ہو۔ شک کی صورت میں یہ بہتر ہوگا کہ اپنے اعتماد کے کسی عالم (دوبارہ عرض ہے کہ کسی عالم) کی رہنمائی حاصل کریں۔

بہر حال بچوں اور بچیوں کو شرعی طور پر حرام تجربات سے بچانا تمام والدین کی، تمام معلمین کی اور دیگر تمام ذرائع ابلاغ کی، پالیسی بنانے والوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ راقم تو محض ایک مبتدی طالب علم ہے۔ کسی عالم سے پوچھیں وہ بتائے گا کہ ہر راعی (ذمہ دار) کو اس کے ماتحت افراد کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہم سب کو قرآن وسنت کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور ہماری عاقبت بخیر کرے، آمین۔!

امام الانبیاء ﷺ کی سادہ رہائش گاہ

رسول اکرم ﷺ اور امہات المومنین کی مقدس اور مبارک رہائش گاہوں یا حجرات کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ان کی آسمان رشک زمین پر کھڑا ہو کر عام آدمی ان کی چھتوں کو ہاتھ لگا سکتا تھا، سبحان اللہ!

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد سعادت میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مقدس حجرات میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ان پاکیزہ حجرات کی بلندی بس اتنی ہی تھی کہ (وہ زمین پر کھڑے کھڑے) ہاتھ لمبا کر کے ان کی چھتوں کو لگا سکتے تھے۔

رہائش گاہ کی اتنی سادگی وہ سنت مبارکہ ہے جو امت کے لیے ایک نمونہ ہے (یا ہونا چاہیے تھا)۔ کاش! ایسا ہوا ہوتا اور ہمارے عظیم المرتبت حکمرانوں اور امراء نے ملکی وسائل کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عظیم الشان محلات کی تعمیر پر ضائع نہ کیا ہوتا اور ان ہی وسائل کو عام آدمیوں کی بہبود، تعلیم و تربیت اور ملکی دفاع کی تیاری میں استعمال کیا ہوتا تو مسلمانوں کی تاریخ کچھ اور ہوتی اور عالم انسانیت ''اسلامی حکومت'' کا ایک صحیح ماڈل دیکھ سکتی۔ دعا ہے اس امت کو سنت نبوی کی صحیح پیروی کی توفیق ہو۔ آمین۔!

كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ : كُنْتُ اَدْخُلُ بُيُوتَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَاَتَنَاوَلُ سَقْفَهَا بِيَدَيَّ۔

[الادب المفرد للبخاري، باب التطاول فی البنیان، حدیث نمبر450]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجرات میں داخل ہوا کرتا تھا تو میں ان کے حجرات کی چھتوں کو اپنے ہاتھوں سے چھو سکتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کے سادہ رہن سہن کی ایک مثال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی سادہ رہن سہن کی ایک مبارک مثال، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی چٹائی پر لیٹے دیکھا۔ چٹائی کی پتیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر پر نشانات چھوڑ دیے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امام الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کی پتیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نشانات چھوڑ دیے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تو وہ دل گرفتہ ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فراخی کرے کہ فارس اور روم کے باشندے (جو اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے) تو عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا کہ آپ صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کا یہ پسندیدہ صحابی رضی اللہ عنہ (ابھی تک) کس مقام پر ہے اور فرمایا کہ ان کے رہن سہن کی چمک دمک عارضی ہے۔ (یہ تو چار دن کی چاندنی ہے)۔ آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتیں تو ہمارے ہی لیے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ لَهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلٰى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: أَوَ فِيْ شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ـ [صحيح البخاري ، كتاب المظالم والغضب ، باب الغرفة والعلية المشرفة ، حديث نمبر2468]

عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چٹائی کے درمیان کوئی گدا نہ تھا۔ چٹائی کی پتیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر نشانات چھوڑ دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، تکیے میں بھرتی کھجور کی پتیوں کی تھی۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فراخی کرے جب کہ فارس اور روم (کے باشندوں) پر فراخی کی گئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعجب سے) فرمایا: اے ابن الخطاب! تو (ابھی تک) اس مقام میں ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ان کی عمدہ چیزیں دنیوی زندگی میں ہی دے دی گئیں اور ایک روایت میں ہے، کیا تجھے پسند نہیں کہ ان کے لیے (خاص طور پر) دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت؟

اسلام میں بے ضرورت تعمیرات کی ممانعت

ہمارے ہادی و راہ نما محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کے صرف نمود و نمائش کے لیے تعمیر کرنے کو ناپسند فرمایا کہ اسے محض نمائش (Conspicuous Consumption) قرار دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کو ضائع کرنے اور شیطان کے بھائی بننے کے مترادف ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لے گئے تو ایک اونچا سا گنبد دیکھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا لیکن اپنی ناپسندیدگی کا یوں اظہار فرمایا کہ جب قبے کے مالک نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے رخ مبارک پھیر لیا۔ ایسا کئی بار ہوا۔ بالآخر قبے کے مالک کو آپ ﷺ کی بے رخی کی اصل وجہ کا پتا چل گیا اور اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی اصل وجہ (یعنی قبے) کو مسمار کر دیا اور اسے زمین کے برابر کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر عمارت اس کے مالک کے لیے وبال ہے مگر جس کے بغیر گزارا نہ ہو۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّةً مُشْرِفَةً، فَقَالَ : مَا هٰذِهٖ؟ قَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ: هٰذِهٖ لِفُلَانٍ- رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ- قَالَ فَسَكَتَ وَ حَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى إِذَا جَآءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ اَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ، وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا فَقَالَ مَا فُعِلَتِ الْقُبَّةُ؟ قَالُوْا شَكَا اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ عَنْهُ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَـآءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ ، اِلَّا مَا لَا، اِلَّا مَا لَا يعني: مَا لَا بُدَّ مِنْهُ (سنن ابى داؤد ، كتاب الادب،باب في البناء: حديث نمبر:5237)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اونچا سا گنبد نما مکان دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا: یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب عرض گزار ہوئے کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور یہ بات اپنے دل میں رکھی۔ جب اس کا مالک آیا اور لوگوں (کی موجودگی) میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے توجہ نہ دی۔ ایسا کئی دفعہ کیا، یہاں تک کہ وہ آدمی آپ ﷺ کی ناراضی اور اعراض فرمانے کو سمجھ گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں سے ذکر کیا اور کہا: اللہ کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے ناپسند فرمارہے ہیں۔ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے قبے کو دیکھا تھا۔ وہ آدمی قبے کی طرف گیا اور اسے مسمار کرکے زمین کے برابر کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور مکان نظر نہ آیا تو فرمایا: قبے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: اس کے مالک نے ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے توجہی کی شکایت کی تو ہم نے اسے وجہ بتادی۔ لہٰذا اس نے اسے مسمار کر دیا۔ تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ ہر عمارت اس کے مالک کے لیے وبال ہے مگر جس کے بغیر گزارا نہ ہو۔

کسی مسلمان کے بارے میں دل میں کدورت نہ رکھو

جنت میں داخل ہونے والے خوش قسمت لوگوں کو ایک بڑی نعمت یہ عطا فرمائی جائے گی کہ ان کے دلوں سے ہر قسم کی کدورت اور کینہ کو نکال دیا جائے گا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہی ہے کہ دل میں کسی شخص کے بارے میں کھوٹ نہ ہو۔ کینہ پروری کی وجہ سے آپس میں بول چال بند کر دینے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے محروم ہو جانے کی وعید سنائی (أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ)۔

اللہ پاک نے قرآن مجید میں یہ بشارت دی ہے کہ جنتیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کدورت ہوگی اسے نکال دیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ﴾ [7:الاعراف:42-43]

ترجمہ: جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا ہے اور اچھے کام کیے ہیں اور اس بات میں ہم ہر ایک کو اس کی استطاعت ہی کے مطابق ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ وہ اہل جنت ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ کدورت ہوگی اسے ہم نکال دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک پیارے صحابی سے فرمایا: ''صبح کو اٹھے اور شام کو سوئے تو تیرے دل میں کسی کے بارے میں کوئی کھوٹ نہ ہو۔ یہ میری سنت ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيَ لَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ، ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَ مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ''.[جامع الترمذي، ابواب العلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب الاخذ بالسنة و اجتناب البدعة ،حديث نمبر2678]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اگر تو صبح کو اٹھے اور شام کو سوئے اور تیرے دل میں کسی شخص کے بارے میں کھوٹ نہ ہو تو ایسا ہی کر۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے۔ اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے، کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے سینہ صاف لے کر جاؤں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا، فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ. [سنن ابی داؤد ،كتاب الادب ، باب فی رفع الحديث من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المجلس، حدیث نمبر:4860]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے۔ کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے سینہ صاف لے کر جاؤں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست بات نہیں کہ دو مسلمان بھائی ایک دوسرے سے تین راتوں سے زیادہ بول چال بند رکھیں اور (نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ) دونوں ملیں تو اس طرح کہ ایک منہ اِدھر کو پھیرے اور دوسرا منہ اُدھر کو پھیرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ان دونوں میں سے زیادہ اچھا وہ ہے جو (اس ناپسندیدہ صورت حال کو ختم کرنے میں پہل کرے) اور (اپنے ناراض مسلمان بھائی کو) پہلے سلام کرے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ، یَلْتَقِیَانِ فَیَصُدُّ هٰذَا وَ یَصُدُّ هٰذَا وَ خَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ [صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب السلام للمعرفة و غیر المعرفة، حدیث نمبر:1166]

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین (راتوں) سے زیادہ چھوڑ دے۔ (ترک موالات کر دے، خفا رہے) دونوں ملیں بھی تو یہ اِدھر منہ پھیر لے وہ اُدھر منہ پھیر لے۔ ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور ہر ہفتہ میں دو بار (پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت ہوتی ہے) وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ ہوتا ہے وہ (وقتی طور پر) اللہ تعالیٰ کی بخشش سے محروم رہتے ہیں (اَعَاذَنَا اللّٰهُ) ارشادِ الٰہی ہوتا ہے: "ابھی ٹھہرے رہو، (ان دونوں کی بخشش اس وقت ہوگی) جب یہ (آپس میں صلح کر لیں اور) مل جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَآءُ ، فَیُقَالُ اتْرُکُوْا، لَوِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا ۔[صحيح مسلم كتاب البر والصلة والادب ،باب النهي عن الشحناء والتهاجر ، حديث نمبر:6547]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اعمال ہر جمعہ میں دو بار: پیراور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں۔ پھر ہر بندۂ مومن کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر جس کو کینہ ہوا پنے بھائی سے تو کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو یا ٹھہرائے رہو ان دونوں کو یہاں تک کہ مل جائیں یعنی صلح کر لیں۔

رسول اکرم ﷺ کی اپنے اہل وعیال پر شفقت

رسول اکرم ﷺ اپنے اہل وعیال کے لیے سب سے زیادہ مہربانی اور پیار فرمانے والے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک مسلسل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص کے طور پر کام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے کوئی ایسا نہیں دیکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے اہل وعیال سے رحم کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم کو مدینہ منورہ کی ایک نواحی بستی میں رضاعت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ دودھ پلانے والی خوش نصیب خاتون کے گھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحب زادے کو دیکھنے کے لیے جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادہ کو (پیار سے) اپنے مبارک ہاتھوں میں اٹھاتے اور اسے بوسہ دیتے۔

پھر ایسا ہوا کہ قضائے الٰہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ صاحب زادے وفات پا گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا بیٹا دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا۔ (اللہ تعالیٰ نے جنت میں) اس کے لیے دو دودھ پلانے والی عورتیں مخصوص کی ہیں۔ جو میرے بیٹے کی رضاعت کی مدت پوری کر رہی ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضَعًا فِيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَوَالِی الْمَدِیْنَةِ ، فَکَانَ یَنْطَلِقُ وَ نَحْنُ مَعَهٗ فَیَدْخُلُ الْبَیْتَ وَاِنَّهٗ لَیُدَّخَنُ وَکَانَ ظِئْرُهٗ قَیْنًا، فَیَاْخُذُهٗ فَیُقَبِّلُهٗ ثُمَّ یَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو : فَلَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاهِیْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِیْ وَ اِنَّهٗ مَاتَ فِی الثَّدْیِ وَ اِنَّ لَهٗ لَظِئْرَیْنِ تُکْمِلَانِ رَضَاعَهٗ فِی الْجَنَّةِ [صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب رحمته صلی الله علیه وسلم للصبیان، حدیث نمبر 6026]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی اور کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ زیادہ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ منورہ کی نواحی بستی میں دودھ پلایا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ (اپنے بچے کو ملنے) جاتے، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔(ایک مرتبہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں داخل ہوئے جس گھر میں ابراہیم تھا۔ وہ گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا کیوں کہ دودھ پلانے والی عورت کا خاوند لوہار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کو اٹھاتے، اسے چومتے، اور پھر واپس کر آتے۔ عمروؓ بن سعید رحمۃ اللہ راوی نے بیان کیا کہ جب ابراہیم فوت ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ ابراہیم میرا بیٹا ہے اور وہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دودھ پلانے والی عورتیں مخصوص کی گئی ہیں جو رضاعت کی مدت کو پورا کر رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ نذیر

رسول اکرم ﷺ کے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرانے کے دو انداز

اللہ پاک نے رسول پاک ﷺ کو حکم فرمایا :﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ [26:الشعراء:215] (اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ)۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے آپ ﷺ نے دو انداز اختیار فرمائے۔ ان کی تفصیل صحیح البخاری میں اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کی گئی ہے۔ان دونوں انداز کی احادیث ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

پہلا اندازِ انذار:

اس کے مطابق آپ ﷺ نے قریش کے سب خاندانوں کو پکارا اور ان سے فرمایا کہ دیکھو، اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے والے ہیں تو کیا تم میری بات کو سچ مانو گے؟ انھوں نے آپ ﷺ کی صداقت شعاری کا اقرار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے وحی کا پیغام ان کو پہنچایا۔ ابولہب نے فوراً کچھ نازیبا الفاظ بولے جس پر سورۃ اللھب نازل ہوئی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾[26: الشعراء215] صَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا جَعَلَ يُنَادِيْ: " يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ" لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوْا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَّخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُوْلاً يَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ أَبُوْلَهَبٍ وَ قُرَيْشٌ، فَقَالَ: "أَرَأَيْتَكُمْ لَوْأَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلاً بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟" قَالُوْا: نَعَمْ ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا ، قَالَ: فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍفَقَالَ أَبُوْلَهَبٍ: تَبًّا لَّكَ سَآئِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟فَنَزَلَتْ ﴿ تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ، وَ مَا كَسَبَ ﴾[111: اللهب:1-2]

[صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾ حديث:4770]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آیت ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾ اتری (یعنی اپنے نزدیک والے رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا) تو نبی ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور آواز دینے لگے: "اے فہر کی اولاد! ، اے عدی کی اولاد" سب قریش کے خاندانوں کو پکارا، وہ جمع ہو گئے۔ جو کوئی خود نہ آ سکا، اس نے اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیا کہ دیکھے تو سہی کیا معاملہ ہے۔ ابولہب خود آیا، قریش کے دوسرے لوگ بھی آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اگر میں تم سے بیان کروں کہ کچھ سوار تم پر حملہ کرنے کو اس وادی میں جمع ہیں، تو تم میری بات سچ مانو گے، انھوں نے کہا: بے شک ہم نے آپ ﷺ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں تم کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔ یہ سن کر ابولہب کہنے لگا: "ارے سارے دن تیری خرابی ہو، تو نے اسی بات کے لیے ہم کو اکٹھا

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا؟'' اس وقت یہ سورت اتری کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں، وہ خود بھی تباہ ہو، اور اس کا مال دولت جو کچھ کمایا، اس کے کام نہ آیا۔

دوسرا انداز انذار

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اپنے گھرانے کے زیادہ قریبی افراد مثلاً محترم چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، محترمہ پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بالخصوص مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے میرے ساتھ رشتہ کسی کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ (ہر فرد کا صرف اپنا ہی ایمان وعمل کام آئے گا)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ [الشعراء:215] قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَیْئًا یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَیْئًا یَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَیْئًا وَ یَا صَفِیَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَیْئًا وَ یَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِن مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَیْئًا [صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿ وانذر عشیرتك الاقربین﴾ حدیث نمبر:4771]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾ اللہ کے رسول ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قریش کے لوگو! یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا، تم اپنی اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچالو، میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عباسؓ بن عبدالمطلب! اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ (ﷺ) کی پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمھارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے فاطمہ محمد (ﷺ) کی بیٹی، میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے (میں دے دوں گا) مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

وضاحت: اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سبق ہے جو قیامت کے دن غیر اللہ سے بخشوانے کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارگاہ رسالت میں انسانی رشتوں کا احترام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ایک درخشاں پہلو انسانی رشتوں کے حوالے سے محبت، ان کا احترام اور حسنِ معاملت ہے۔ اس کی ایک مثال رضاعی رشتے داروں کا لحاظ کرنا اور گرم جوشی اور تکریم سے ان کا استقبال فرمانا ہے

اسلامی تعلیمات کی امتیازی شان ان کی جامعیت ہے، اسلام دین فطرت ہے اور اس کا کمال اور حسن یہ ہے کہ اس میں حیاتِ انسانی کے تمام پہلوؤں کا درجہ بدرجہ خیال رکھا گیا ہے۔ انسانی رشتے زندگی میں معنویت پیدا کرتے ہیں۔ جس تمدن میں صرف مادی ضروریات ہی حرفِ آخر ہوں، یہ اس کی بدقسمتی اور محرومی ہے۔ انسانی رشتے نظر انداز کرنے سے ایک باطنی خلا پیدا ہو جاتا ہے جو انسان کو ایک کرب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ دورِ حاضر کے انسان کا بڑا المیہ یہی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں انسانی رشتوں کے احترام فرمانے کی ایک مثال رضاعی رشتوں کے حوالے سے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (رضاعت کا تصور برصغیر میں ایک اجنبی تصور ہے اور شاید نا قابل فہم بھی ہو۔ عرب کے اس وقت کے رواج کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ مکرمہ سے باہر اور فطرتی ماحول میں ابتدا ہی سے بھیج دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے (رضاعت) کی سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوئی۔ محترمہ موصوفہ کے عزیزوں کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی رشتہ دار بن گئے۔ www.kitabosunnat.com

ذیل میں درج شدہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی رشتہ دار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کا استقبال کتنے پیار، احترام اور گرم جوشی سے کیا گیا۔

قَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ السَّآئِبِ، حَدَّثَهٗ، اَنَّــهٗ، بَلَغَهٗ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا، فَاَقْبَلَ اَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَـهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَقْبَلَتْ اُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَوَضَعَ لَهَا شَقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْاٰخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَامَ لَـهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔ [سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب فی بر الوالدین، حدیث نمبر5145]

ترجمہ: حضرت عمرو بن حارث نے عمر بن بن سائب سے روایت کی ہے کہ انھیں یہ حدیث پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی والد آ گئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کپڑے کا ایک حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئے ۔ پھر رضاعی والدہ آئیں تو ان کے لیے کپڑے کا دوسرا حصہ بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر رضاعی بھائی آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔

رسولِ اکرم ﷺ کا اپنے رضاعی رشتہ داروں سے حسن سلوک

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ایک پہلو انسانی رشتوں کا احترام فرمانا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ کے رشتہ دار جنگی قیدی بن کر آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستور کے تقاضے پورے فرما کر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رضامندی سے،ان کو آزاد فرما دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی قبیلہ ہوازن کے وفد میں 24 آدمی آئے تھے جن میں ابو برقان سعدی بھی تھا،اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم،ان قیدیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ کے رشتہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی مائیں اور خالائیں ہیں اور دودھ کی بہنیں بھی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کرم فرمائیں اور ان سب کو آزاد فرما دیں۔اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کرم کرے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دودھ کے رشتہ داروں کی درخواست پر صحابہ کرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کر کے جو خطبہ فرمایا اور جس طرح ان کی مشاورت اور رضامندی سے ان محترم جنگی قیدیوں کو آزاد فرمایا، اس کا بیان صحیح بخاری کی ایک حدیث میں کیا گیا ہے۔

ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ مَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ، قَالَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَىٰ عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَآؤُونَا تَائِبِيْنَ، وَ إِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ عَلَىٰ حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ۔

[صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب من رای الهبة العانية، حديث نمبر2583]

ترجمہ: حضرت عروہ نے ذکر کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکم نے انھیں خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور اللہ کی شان کے مطابق ثناء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمھارے بھائی توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انھیں واپس کر دیے جائیں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے (قیدیوں کو) واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے اور جو یہ چاہے کہ انھیں اس کا حصہ ملے (وہ بھی واپس کر دے) اور ہمیں اللہ تعالیٰ (اس کے بعد) سب سے پہلی جو غنیمت دے گا، اس میں سے ہم اسے معاوضہ دے دیں گے۔ لوگوں نے کہا۔ ہم اپنی خوشی سے (ان کے قیدی واپس کر کے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تسلیم کرتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین سے شفقت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواتین کو زحمت سے بچانے کا اتنا خیال تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ حدی پڑھنے والا تیز لے میں پڑھ رہا ہے اور خواتین والی سواریاں زیادہ ہی تیز چلنے لگی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدی خواں کو روکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ تیزی نہ دکھائے

یہ قصہ ایک سفر کا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ خواتین بھی تھیں، جو اونٹوں پر سوار تھیں۔ خواتین والے اونٹوں کا ساربان انجشہ نامی حبشی غلام تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ بڑا خوش آواز تھا۔ عرب کے رواج کے مطابق یہ ساربان ساتھ ساتھ اونچی آواز میں، لے کے ساتھ اشعار پڑھ رہا تھا۔ اور ان اشعار (یا حدی) کا زیر و بم اونٹوں کی رفتار کا تعین کرتا تھا۔ یہ ساربان حدی کچھ تیز ہی پڑھ رہا تھا۔ اور خواتین والی سواریاں زیادہ ہی تیز چلنے لگی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ اونٹوں کی اتنی تیز رفتاری سے سوار خواتین کو زحمت ہو گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انجشہ'' افسوس ہے تجھ پر! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔ شیشوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مراد لیا، کیوں کہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَ كَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَّهُ اَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ : اَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ۔

[صحيح البخارى ، كتاب الادب ، باب ما جاء في قول الرجل،حديث نمبر6161]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حبشی غلام تھا۔ ان کا نام انجشہ تھا۔ وہ حدی پڑھ رہا تھا (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افسوس (وَيْحَكَ) اے انجشہ! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔

خواتین کے ساتھ شفقت

کسی سفر میں اونٹنی پر آگے رسول اکرم ﷺ جلوہ افروز تھے آپ ﷺ کے پیچھے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ راستہ میں اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا۔ دونوں گر گئے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جلدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آئے اور آپ ﷺ سے نہایت ادب کے ساتھ پوچھا: کیا کوئی چوٹ تو نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، البتہ عورت کو دیکھو'' یہ ایک مثال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواتین کی زحمت کے متعلق کتنی تشویش تھی (حالانکہ آپ ﷺ خود بھی اونٹنی سے گر چکے تھے)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، اَنَّهٗ اَقْبَلَ هُوَ وَ اَبُوْطَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَ اَنَّ اَبَـاطَلْحَةَ قَالَ:اَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ اَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ ؟ قَالَ لاَ وَ لٰـكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَاَلْقٰى اَبُوْطَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَاَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمِرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ قَالَ اَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ ۔

[صحيح البخاري، كتاب الادب، باب قول الرجل جعلني الله فداك، حديث نمبر 6185]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (مدینہ منورہ کے لیے) روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھیں۔ راستہ میں کسی جگہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المؤمنین گر گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سے فوراً اپنے کو گرا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھے قربان کرے، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، البتہ عورت کو دیکھو'' چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کپڑا اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المومنین کی طرف بڑھے اور اپنا کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کے لیے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پالان مضبوط باندھا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر پھر سفر شروع کیا۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے (یا یوں کہا کہ مدینہ دکھائی دینے لگا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہ کہتے رہے، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

حسنِ عہد ایمان سے ہے

بیتے دنوں کی محبتوں کو یاد رکھنا اور گزرے زمانے کے احسانوں کو نہ بھلانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد بھی اپنی رفیقہ حیات کو نہ صرف یاد رکھتے بلکہ ان کی سہیلیوں کو تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے شادی نہ کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحومہ کی یاد کو کس طرح تازہ رکھا، اس کی کچھ تفصیل صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ اس روایت میں دی گئی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ، وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا ، وَلَقَدْ اَمَرَهُ رَبُّهُ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا۔

[صحیح البخاری ، کتاب الادب، باب حسن العهد من الايمان، حدیث نمبر6004]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھ سے شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں۔ (رشک کی وجہ یہ تھی) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے رب نے حکم دیا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک خول دار موتیوں کے گھر کی خوش خبری سنا دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بکری ذبح کرتے پھر اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے۔

گزرے زمانے کے احسانوں کو نہ بلانا

جناب مطعم بن عدی ایک بھلے آدمی تھے۔ انھوں نے ایک انتہائی نازک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اور اپنے خاندان کی پناہ میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد مکہ کے مشرکین کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکتے۔ اگر ایسا کرتے تو یہ مطعم بن عدی اور اس کے خاندان کے خلاف اعلان جنگ ہوتا۔ وقت گزرتا گیا اور غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں میں ستر آدمی قیدی بن گئے۔ جب بدر کے قیدی آئے تو پرانے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر معطم بن عدی زندہ ہوتا اور ان نجس و ناپاک لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو اس (مطعم بن عدی) کی سفارش پر چھوڑ دیتا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَالَ فِيْ اُسَارٰی بَدْرٍ : لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيِّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ [صحيح البخاری ، کتاب الجهاد والسير ، باب من النبی اعلی الاساریٰ، حديث نمبر:3139]

ترجمہ: محمد بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے روایت کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان نجس و ناپاک لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو اس کی سفارش پر چھوڑ دیتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد قبا سے محبت

پرانی محبتوں اور تعلقات کو مسلسل تازہ رکھنا رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ ہر ہفتے کے دن قباء کی بستی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے جاتے اور مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھتے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے یثرب (اب مدینہ منورہ) کی طرف سفر ہجرت کے دوران، مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک بستی قباء میں چند روز قیام فرمایا اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولین مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس تاریخی مسجد کا ذکر قرآن مجید کی سورہ توبہ کی آیت نمبر 108 میں کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس اولین مسجد سے اس قدر محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور یہاں تشریف لاتے اور اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَـآءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَ رَاكِبًا وَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَفْعَلُهُ۔ [صحيح البخاری، كتاب التهجد ، باب من اتى مسجد قباء كل سبت حديث نمبر 1193]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو مسجد قباء آتے، پیدل بھی (بعض دفعہ) سواری پر بھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَـآءٍ رَاكِبًا وَّ مَاشِيًا، زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔[صحيح البخاری، كتاب التهجد ، باب اتيان مسجد قباء راكبًا و ماشيًا ، حديث :1194]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء آتے، کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔ ابن نمیر نے اس میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہم سے عبیداللہ بن عمیر نے بیان کیا ہے اور ان سے نافع (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید) نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

وضاحت:

معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی ان دو رکعتوں کا عظیم ثواب ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو نصیب کرے۔ آمین۔ یہی وہ تاریخی مسجد ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ان لفظوں میں کیا گیا ہے: ﴿ لَمَسْجِدٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾[9:التوبة:108] یعنی یقیناً اس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اس میں تیرا نماز کے لیے کھڑا ہونا انسب ہے، کیوں کہ اس میں ایسے نیک دل لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں اور اللہ پاکی کو چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی تکبر سے پاک زندگی

رب المستضعفین جل جلالہ کے آخری پیغمبر رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنی امت کے ہر چھوٹے بڑے فرد کے ساتھ انتہائی تعلق اور لگاؤ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں اور معاشرتی طور پر کم مرتبہ افراد سے بھی برابر کا پیار تھا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ والوں کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم برضا ورغبت کمال نوازش فرماتے ہوئے اس کے ساتھ، جہاں وہ چاہتی تشریف لے جاتے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنْ كَانَتْ الْاَمَةُ مِنْ اَمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ۔

[صحيح البخاري، كتاب الادب، باب الكبر، حديث نمبر6072]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتی، وہ جہاں چاہتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جاتی۔

حبشی نسل سے تعلق رکھنے والا ایک فرد (مرد یا عورت) مسجد نبوی کی خدمت کیا کرتا تھا، ان کی وفات ہوگئی لیکن یہ خبر کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یاد فرمایا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت نہ دینے کا عذر بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چلو مجھے ان کی قبر بتادو۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ،اَنَّ اَسْوَدَ رَجُلاً اَوِ امْرَاَةً كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ وَ لَمْ يَعْلَمِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهٖ فَذَكَرَهٗ ذَاتَ يَوْمٍ ،فَقَالَ: مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ ؟ قَالُوْا: مَاتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : اَفَلاَ آذَنْتُمُوْنِیْ، فَقَالُوْا: اِنَّهٗ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهٗ ، قَالَ: فَحَقَّرُوْا شَاْنَهٗ ،قَالَ: فَدُلُّوْنِیْ عَلٰى قَبْرِهٖ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی القبر، حدیث نمبر1337]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی۔ان کی وفات ہوگئی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی۔ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یاد فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا تو انتقال ہوگیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے مجھے کیوں خبر نہیں دی؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وجوہ تھیں (اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دی گئی) گویا لوگوں نے ان کو حقیر جان کر قابل توجہ نہیں سمجھا۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلو مجھے ان کی قبر بتا دو۔چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

وضاحت:

یہ کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی کی جاروب کش، بڑے بڑے بادشاہان ہفت اقلیم سے اللہ کے نزدیک مرتبہ اور درجہ میں زائد تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھونڈ کر اس کی قبر پر نماز پڑھی۔واہ رے قسمت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری اگر ہم کو بہشت میں نصیب ہو جائے تو ایسی دنیا کی لاکھوں سلطنتیں اس پر قربان کر دیں۔

دعوتِ طعام قبول کرنا سنت ہے

دعوت قبول کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی دعوت دے تو چاہیے کہ اسے قبول کرلیا جائے۔دعوت دینے والے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سماجی معاشی حیثیت جو بھی ہو اس موقع کی خاص بڑی تقریب کا ہو یا نہ ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ بہر حال دعوت قبول کرنا ضروری ہے

مدینہ منورہ کے کسی سردار نے نہیں، ایک عام آدمی نے جو کپڑے سی کر اپنا گزارا کرتا تھا، بڑی چاہت سے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال مہربانی سے اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔ اس کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ ساتھ اپنے خادم خاص انس رضی اللہ عنہ کو لے گئے، دعوت کا تفصیلی ذکر ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّـهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ: اِنَّ خَیَاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَه' قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَ مَرَقًا فِیْهِ دُبَّـآءٌ وَ قَدِیْدٌ، فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّـآءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَةِ، قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّـاءِ مِنْ یَوْمَئِذٍ۔

[صحیح البخاری، کتاب البیوع ،باب ذکر الخیاط، حدیث نمبر 2092]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ نے خبر دی، انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے پر بلایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اس دعوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گیا۔ اس درزی نے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کے قتلے پیالے میں تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی برابر کدو کو پسند کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعوت جیسی بھی ہو، میں ضرور جاؤں گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی ذِرَاعٍ اَوْ كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ، وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[صحيح البخاري، كتاب الهبة ،باب القليل من الهبة ، حديث نمبر2568]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دعوت میں مجھ کو بکری کا دست یا کھر کھانے کے لیے بلایا جائے تب بھی میں ضرور جاؤں اور اگر مجھ کو کوئی بکری کا دست یا کھر تحفہ بھیجے تو اس کو ضرور لے لوں گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خاص تقریب ہو یا نہ ہو جب بھی کوئی دعوت دے، قبول کرو۔ ضروری نہیں کہ شادی پر ہی بلایا جائے تو قبول کرو، معمول کی دعوت سے بھی انکار نہ کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میزبان اگر بکری کے کھر کی طرف بھی دعوت دے تو بھی ضرور جاؤں گا۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ -[صحيح مسلم ، حديث 3513]

ترجمہ: حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے تو وہ قبول کرے، شادی ہو یا اس جیسی (کوئی اور) تقریب۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا دُعِيْتُمْ اِلٰى كُرَاعٍ فَاَجِيْبُوْا -[صحيح مسلم ، كتاب النكاح، باب الامر باجابة الداعى الى دعوة، حديث نمبر 3509]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم بکری کے کھر کی طرف بلائے جاؤ، تو بھی قبول کرو (یعنی اس کی دعوت کو بھی قبول کرو)۔

رسول اللہ ﷺ کی سادہ طرزِ زندگی

رسولِ اکرم ﷺ نے بقول انس رضی اللہ عنہ سب سے بڑا ولیمہ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح پر کیا۔ اور اس ولیمہ کے موقع پر پوری ایک بکری ذبح کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانی زندگی کے تین بڑے بڑے مواقع ہیں: پیدائش، شادی بیاہ اور وفات۔ مختلف ثقافتوں کی ایک تقابلی پہچان یہ بھی ہے کہ ان مواقع کی تقریبات پر ان ثقافتوں میں کون کون سی رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔

اسلامی ثقافت میں شادی بیاہ یا نکاح کے موقع پر ولیمہ کی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس تقریب میں نکاح کے بعد (اگلے دن) دولھا کی طرف سے ولیمہ کی دعوت کی جاتی ہے جو ایک مسنون تقریب ہے۔ یہ تقریب ہمارے ہادی و رہنما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نکاحوں کے موقع پر بھی ہوتی رہی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کی سب سے بڑی دعوت ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر ہوئی۔ اس سب سے بڑی دعوت ولیمہ میں پوری ایک بکری کے گوشت سے ضیافت فرمائی گئی۔ سرورِ عالم اور تمام جہانوں کے لیے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی دعوتِ ولیمہ ہر امتی کے لیے ایک دعوتِ فکر ہے۔ اس کے سوا اور کیا تبصرہ کیا جائے کہ اگر ہم پاکستانی مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف اس ایک سنت ''سادگی'' پر عمل کر لیں تو شاید ہم اپنے غیر ملکی قرضے جلد ادا کر سکیں۔ (اللہ کرے۔ آمین!)

عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَآئِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [صحيح البخاری، کتاب النکاح، باب الوليمة ولو بالشاة، حديث نمبر:5171]

ترجمہ: حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت زینب بنت جحش کے نکاح کا ذکر آیا۔ انھوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا بڑا ولیمہ کسی بیوی کا کرتے نہیں دیکھا جتنا اُمُّ المؤمنین حضرت زینب سے نکاح پر کیا، پوری ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

تیمارداری سنت ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار پرسی کرنے کی بہت تاکید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائی، بیمار پرسی کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار پرسی کرنے کی بہت فضیلت بیان فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی مبارک معمول تھا کہ کوئی بیمار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کرنے کرنے تشریف لے جاتے تو اس کے لیے دعا فرماتے

بیمار کی مزاج پرسی یا عیادت کرنے کی تاکید

عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیْ ۔[صحیح البخاری ، کتاب المرضٰی، باب وجوب عیادۃ المریض، حدیث نمبر5649]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

وضاحت:

بھوکے کو کھلانا، مریض کی عیادت یعنی بیماری پرسی کرنا اور قیدی کو چھڑانا مسلمانوں کے دوسرے مسلمانوں پر نہایت اہم اور بہت ہی بڑے حقوق ہیں جن کی ادائیگی واجب ولازمی ہے۔

بیماری کی مزاج پرسی یا عیادت کرنا رسول اکرم ﷺ کی مبارک سنت ہے

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجْعٍ کَانَ بِعَیْنِیْ ۔[سنن ابی داؤد ،کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض ،حدیث نمبر3102]

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں، میری آنکھوں میں درد تھا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیمار پرسی فرمائی۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ نِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعُوْدُنِيْ لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلاَ بِرْذَوْنٍ ۔[صحیح البخاری ،کتاب المرضی، باب عیادۃ المریض راکبا و ماشیا، حدیث نمبر:5664]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری میں میرے پوچھنے کوتشریف لائے، نہ خچر پرسوار تھے، نہ گھوڑے پر (بلکہ پاپیادہ تھے)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اتنے بیمار تھے کہ بے ہوش ہو گئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔وضو کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وضو کا باقی پانی بے ہوش جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالا گیا اور وہ ہوش میں آ گئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيْضٌ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ: صُبُّوا عَلَيْهِ فَعَقَلْتُ، فَقُلْتُ: لاَ يَرِثُنِيْ إِلَّا كَلاَلَةٌ فَكَيْفَ الْمِيْرَاثُ ؟ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ ۔[صحیح البخاری ،کتاب المرضی، باب وضو العائد للمریض، حدیث نمبر5676]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بیمار تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا، یا فرمایا کہ اس پر یہ پانی ڈال دو۔اس سے مجھے ہوش آ گیا۔میں نے عرض کیا کہ میں تو کلالہ ہوں (جس کے والد اور اولاد نہ ہو)، میرے ترکہ میں تقسیم کیسے ہوگی؟ اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

وضاحت:

﴿ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ ﴾ :النساء:176) اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہو کہ اللہ کا اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ سخت بیماری کی حالت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہی بے تاب ہو گئے، علاج کے طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا مستعمل پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالتے ہی شفایابی ہو گئی۔معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی موجب شفا ہے۔ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے گزرے۔یہ دوڑ کر ساتھ ہو لیے۔ادب کے خیال سے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس آ جاؤ۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ اقدس کی طرف لائے اور پردہ گرا کر اندر بلایا۔ اندر سے تین ٹکیا اور سرکہ ایک صاف کپڑے پر رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی تقسیم کی اور فرمایا کہ سرکہ بہت عمدہ سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن سے سرکہ کو میں بہت محبوب رکھتا ہوں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری سال بہت ہی ضعیف و ناتواں اور آنکھوں سے نابینا ہو گئے تھے۔ بہ عمر 94 سال سنہ 74ھ میں مدینہ میں وفات پائی (رضی اللہ عنہ)۔

ایک یہودی لڑکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت فرمائی۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُه' فَقَالَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ ۔ [صحيح البخاری ،كتاب المرضٰى، باب عيادة المشرك، حديث نمبر 5657]

ترجمہ: حضرت انس نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام قبول کر لے، چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

وضاحت:

ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ نے کہا: بیٹا! ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما رہے ہیں، وہ مان لے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ''عیادۃ المشرک'' میں ان احادیث کو لا کر ثابت کیا ہے کہ اپنے نوکروں اور غلاموں تک کی اگر وہ بیمار ہوں عیادت کرنا سنت ہے۔ اللہ پاک توفیق دے۔!

بیمار پرسی کرنے کی فضیلت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِيْ مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ [صحيح مسلم ،كتاب البر والصلة والادب، باب فضل عيادة المريض، حديث نمبر 6551]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیمار کی عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں ہے، جب تک وہ اس کے پاس رہے۔

رسول اکرم ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

قَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهَا اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا قَالَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

[صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب عیادۃ المریض تعلیقاً قبل، الحدیث 5675]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یوں دعا کی کہ یا اللہ سعد کو تندرست کردے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا اَوْ اُتِيَ بِهٖ ، قَالَ: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَـآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ [صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب دعا العائد للمریض، حدیث نمبر:5675]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کردے۔ اے انسانوں کے پالنے والے! شفاء عطا فرما۔ تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت

حاملِ خلقِ عظیم ﷺ کا اپنے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت اور مہربانی کا رویہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آٹھ سال کی عمر میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یہ ایک سیانا لڑکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں رہے گا۔ اس کے بعد مسلسل دس برس تک حضر میں، سفر میں انس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت نصیب رہی۔ لڑکپن سے لے کر آغازِ جوانی تک کا عرصہ اسی خدمت میں گزرا۔ اس دوران انس رضی اللہ عنہ کو ان کے اپنے کہنے کے مطابق یہ خوش گوار اور مبارک تجربہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔

سطورِ ذیل میں انس رضی اللہ عنہ کی زبانی رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ عالی کی چند جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے رہنمائی حاصل کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ، فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ، قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَ لَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا۔

[صحيح البخارى، كتاب الديات ، باب من استعان عبدا او صبيا ،حديث نمبر6911]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے) تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انس ایک سیانا لڑکا ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے گا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سفر اور حضر دونوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہا۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس برس کی مدت میں اگر میں نے کوئی کام کیا تو خفگی سے یوں نہیں فرمایا تو نے اس کام کو اس طرح کیوں کیا اور جس کام کو میں نے نہیں کیا تو یوں نہیں فرمایا کہ تو نے اس کو ایسے کیوں نہیں کیا۔

قَالَ اَنَسٌ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَ لَا لِمَ صَنَعْتَ وَ لَا اَلَّا صَنَعْتَ

[صحيح البخارى، كتاب الادب ، باب حسن الخلق والسخاء، حديث نمبر6038]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس تک نبی ﷺ کی خدمت کی۔ اس مدت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ''اف'' کا کلمہ نہیں فرمایا۔ نہ یہ فرمایا: تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہیں کیا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا. فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَ فِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِـــهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِيْ قَالَ: فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَ هُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ: يَا اُنَيْسُ ذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ ؟ قُلْتُ: نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

[صحيح مسلم، كتاب الفضائل ، باب حسن خلقه حديث نمبر6015]

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام سے بھیجا تو میں نے (زبان سے یونہی) کہہ دیا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا، لیکن میرے دل میں تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ تو میں نکل پڑا، میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے، (میں وہاں ٹھہر گیا)۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نظر اٹھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "پیارے انس! کیا تو وہاں گیا ہے جہاں جانے کا میں نے تجھے کہا؟ (انس کہتے ہیں:) میں نے عرض کیا: جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں (ابھی) جاتا ہوں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ ، خَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ ــــ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِهٖ قَالَ: دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ ـ [مصابيح السنة للبغوى،4/57-58 حديث نمبر4538]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آٹھ برس کا تھا جب سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں نے دس برس تک (مدنی زندگی میں) آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم خدمت کی۔ (اس پورے عرصے میں) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں کوئی چیز خراب ہوئی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملامت کی ہو۔ اگر آپ کے اہل خانہ میں سے مجھے کوئی ملامت کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے کچھ نہ کہو۔ اس لیے کہ جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ یہ الفاظ مصابیح کے ہیں۔ جب کہ امام بیہقی نے اس روایت کو شعب الایمان میں کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بیان درج کیا جاتا ہے کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے، آپ اس کے لیے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت کے لیے حدیث ملاحظہ کریں۔

عَنْ قَتَادَةَ ، قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ خَادِمُكَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ ۔ [صحيح البخاري، كتاب الدعوات ، باب قول الله تعالى و صل عليهم ،حديث نمبر6334]

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: ام سلیم (انس کی والدہ) رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ اس کو مال اور اولاد کثرت کے ساتھ عطا کر اور جو کچھ اسے عطا کیا ہے، اس میں برکت عطا فرما۔

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اللہ کی قسم! میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج سو سے متجاوز ہے۔

آخر میں ایک حدیث درج کرنے کا منشا یہ واضح کرنا ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت بہت وسیع ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی خاتون کو یا کسی خادم کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایسی سنت مبارکہ ہے کہ ہمارے تشدد آمادہ معاشرے میں بالخصوص اس سنت کو زندہ کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین!!

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَطُّ بِيَدِهِ وَ لَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ مَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ

[صحیح مسلم ،کتاب الفضائل ، باب ترك الانتقام إلا للّٰه تعالى، حديث نمبر6050]

ترجمہ: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی کسی جان دار چیز (یعنی مرد کو اور نہ ہی کسی عورت) کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مارا۔ البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (کوئی آپ ﷺ کے ہاتھوں مارا جاتا)۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص سے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تکلیف پہنچی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انتقام لیا ہو۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچوں کے ساتھ شفقت آمیز اور پیار بھرا سلوک اور بچوں کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہونا، بھاگ بھاگ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار اور دعائیں لینا (سبحان اللہ! کیسے خوش قسمت بچے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مند میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار، پیار اور دعاؤں سے بہرہ مند ہوتے تھے)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں برکت کی دعا فرماتے اور انھیں گھٹی دیتے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بھانجے (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمشیرہ محترمہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں حاضر ہوئی۔خوش قسمت بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بٹھایا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے ایک کھجور منگوائی ،اسے چبایا اور بچے کے منہ میں اپنے تھوڑے سے مبارک لعاب دہن کے ساتھ ڈال دیا۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ [صحيح مسلم ،باب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته، حديث نمبر2147]

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں برکت کی دعا فرماتے اور انھیں گھٹی دیتے۔

عَن اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ،قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَآءِ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ ،فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ،ثُمَّ دَعَا لَهُ وَ بَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ ۔ [صحيح البخاري،كتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حديث نمبر3909]

ترجمہ : حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر ان کے پیٹ میں تھے،ان ہی دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئی، یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ ڈالا۔اور یہیں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔پھر میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔چنانچہ میں نے بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بٹھا دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور منگوائی ،اسے چبایا اور اس کے منہ میں (تھوڑی سی) تھوک کے ساتھ ڈال دیا۔چنانچہ سب سے پہلے جو چیز اس کے پیٹ میں گئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔اسلام میں یہ سب سے پہلے بچے ہیں جو ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مبارک صبح کو گھر تشریف لے جانے کے لیے مسجد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برآمد ہوئے۔ راوی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ) ساتھ تھے۔ باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے سے چند بچے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار سے) ان میں سے ایک ایک کے رخسار پر دستِ مبارک پھیرا۔ (بعد میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی کے رخسار پر بھی دست مبارک پھیرا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور عمدہ خوشبو کو محسوس کیا۔ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطر فروش کی صندوقچے سے نکالا ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْاُوْلٰى، ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ - [صحيح مسلم، كتاب الفضائل ،باب طيب ريحه صلى الله عليه وسلم ، حديث نمبر 6052]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صبح کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے جانے کے لیے (مسجد سے) نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلمکے ساتھ میں بھی باہر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو آگے چند بچے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور عمدہ خوشبو کو محسوس کیا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے اپنا ہاتھ عطر فروش کے صندوقچے سے نکالا ہے۔

ایسا بھی ہوا کہ کسی خوش نصیب بچے کو اس کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے بچے کے سر پر پیار دیا اور اس کے لیے دعا فرمائی:

عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِيْ اُمِّيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى رَاْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالرِّزْقِ -

[الادب المفرد، للبخاری ، حديث نمبر:632]

ترجمہ: حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ابھی وہ بچہ ہی تھے کہ) ان کی والدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترمہ انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے ان کے سر پر پیار دیا اور (فراخئ) رزق کی دعا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوش نصیب بچی کو بلایا، اسے چادر اوڑھوائی، درازی عمر کی بار بار دعا دی اور اس بچی سے خوش دلی کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ وہ بچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے ساتھ کھیلتی رہی۔ اس کے والد نے روکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس بچی کو کھیلنے دو، اسے کچھ نہ کہو۔''

عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ ، قَالَتْ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مع اَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ هِيَ بِالْحَبْشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ: فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : دَعْهَا ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَبْلِيْ وَاَخْلِفِيْ، ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِفِيْ، ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِفِيْ،قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ. [صحيح البخاري ، كتاب الجهاد، باب من تكلم بالفارسية، حديث نمبر:3071]

ترجمہ: حضرت خالد بن سعید کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ آئی۔ میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنہ سنہ'' عبداللہ نے کہا: یہ لفظ حبشی زبان میں عمدہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا: پھر میں مہر نبوت (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر تھی) کے ساتھ کھیلنے لگی۔ میرے والد نے مجھے ڈانٹا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے مت ڈانٹو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درازئ عمر کی دعا دی کہ اس قمیص کو خوب پہن اور پرانی کر۔ پھر پہن اور پرانی کر۔ پھر پہن اور پرانی کر۔ چنانچہ یہ قمیص اتنے دنوں تک باقی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آ گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرتے تو کمال شفقت سے ان کو سلام کہہ کر نوازتے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عملی انداز میں نئی نسل کو اسلامی آداب کی تعلیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّــهُ، مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ[صحيح البخارى، كتاب الاستيذان، باب التسليم على الصبيان ،حديث نمبر6247]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بچوں پر سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہنے لگے: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک معمول تھا کہ جب کھجور کا ادھ پکا پھل آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جو سب سے چھوٹا بچہ ہوتا اسے عطا فرماتے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْ اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا،اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَ خَلِيْلُكَ وَ نَبِيُّكَ وَ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ اِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ ثُمَّ يَدْعُو اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ ۔[جامع الترمذى، كتاب الدعوات ، باب ما يقول اذا رأى الباكورة من الثمر، حديث نمبر3454]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ پہلا پھل دیکھتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے۔ جب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تو فرماتے: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھلوں میں برکت دے۔ اور ہمارے لیے ہمارے شہر کو برکت دے۔ ہمارے صاع میں برکت دے، ہمارے مد میں برکت دے۔ اے اللہ! ابراہیم تیرے بندے، تیرے دوست اور تیرے نبی ہیں۔ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ انھوں نے تجھ سے مکے کے لیے دعا کی تھی میں تجھ سے مدینہ کے بارے دعا کرتا ہوں، بالکل ایسی ہی دعا جو انھوں نے مکہ کے لیے کی تھی، بلکہ اس سے بھی دگنی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چھوٹا بچہ نظر آتا، اسے بلاتے اور یہ پہلا پھل اسے دے دیتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع شریف کا کبھی منشائے عالی ہوتا تو چھوٹے بچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ابوعمیر) سے خوش مزاجی کے انداز میں اس کی دلچسپیوں کے حوالے سے گفتگو فرماتے ۔صحیح البخاری کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قال: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ: يَا اَبَـا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟

[صحيح البخاری ، كتاب الادب،باب انبساط الى الناس ،حديث نمبر 6129]

ترجمہ: ہم سے ابوالتیاح نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں گھل مل جاتے ، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے :اے ابوعمیر! بلبل نے کیا کیا؟

محسن انسانیت ، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے کہ جنگ میں بچوں اورعورتوں کوقتل نہ کیا جائے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ،اَنَّ امْرَاَةً وُّجِدَتْ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ - [صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان فى الحرب، حديث نمبر 4547]

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک جنگ میں ایک عورت کو مارڈالا گیا ہے۔اس پرآپ صلی اللہ علیہ وسلمنے جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا۔

پس نوشت

ایک زاویہ نظر سے دیکھا جائے تو انسانیت کی تاریخ کا ایک بڑا سبق یہ ہے کہ نوعِ انسانی کی ''بقا'' کا انحصار ''ماں'' پر ہے اور اس کے مستقبل کا انحصار ''بچے'' پر ہے۔

ایک نئے انسانی فرد کو معرض وجود میں آنے کے لیے جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور ان مراحل کے حوالے سے ''ماں'' کا جو کردار ہے، اس کا بیان (اپنے عمومی اسلوب سے ہٹ کر) قرآن مجید نے بڑی تفصیل سے اور بار بار کیا ہے اور ساتھ ہی ''ماں'' کے احسانات اس کے مرتبہ اورحق کا ذکر فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ہر ''بچہ'' خالق کائنات کا یہ پیغام لے کر آتا ہے کہ وہ ابھی انسانیت سے مایوس نہیں ہوا۔ اس میں یہ اضافہ کرنا بھی ضروری ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ارشاد مبارک کے مطابق) اپنی حیاتِ مقدسہ کے سب سے نازک لمحات — سفر طائف — میں اس ظالم شہر کے رہنے والوں کے لیے بددعا نہ کی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یہ تھا: ''یہ لوگ نہیں تو ان کی نسل سہی'' اس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ''بچے'' کے حوالے سے پُرامیدی کا اظہار فرمایا۔

یہاں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان فرمودہ آخری ارشاد یہ ہے:

''جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو۔''

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم انسانیت کو یہ پیغام دیا: ''اپنی بقا'' (عورت) کو اور اپنے مستقبل (بچے) کو اپنے ہاتھ سے ذبح نہ کرو۔

سبحان اللہ! یہ ہیں محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر لاکھوں درود اور لاکھوں سلام (اور پھر بھی دل کہاں بھرتا ہے)۔

رسول اکرم ﷺ کا ایک غیر مسلم کی تیمارداری کرنا اور اسے دعوت اسلام دینا

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی ایک روشن مثال--- ایک یہودی لڑکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال شفقت سے اس کی بیمار پرستی کرنے کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اخلاق کی اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہوگی کہ ایک یہودی کے گھر بہ نفس نفیس باایں ہمہ جلالت مرتبہ، قدم رنجہ فرماتے ہیں، تشریف لے جاتے ہیں اور آمد شریف کا مقصد کچھ اور نہیں، صرف اپنے ایک خادم یہودی لڑکے کی مزاج پرسی کرنا ہے، عیادت کرنا ہے کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ اس کی تکلیف کا سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے چین ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے اس خادم یہودی لڑکے کو پوچھنے آئے ہیں کہ اب اس کا کیا حال ہے۔

کیسی خوش قسمتی ہے کہ اس گھر کی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوں۔ اور کیسی سعادت ہے اس لڑکے کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ قصہ مختصر: وہ خوش نصیب لڑکا بالآخر اسلام قبول کرنے کا شرف بھی حاصل کر لیتا ہے۔ (رضی اللہ عنہ) اور اس طرح دونوں جہانوں میں سرخرو اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے۔!

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ، فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَقْرَاُ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتِيْ وَصِفَتِيْ وَ مَخْرَجِيْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَ مَخْرَجَكَ وَ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ اَقِيْمُوْا هٰذَا — مِنْ عِنْدَ رَأْسِهِ وَلُوْا اَخَاكُمْ -[دلائل النبوة، للبيهقي، 6/272]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لیے (اس کے گھر) تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کا باپ اس لڑکے کے سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی سے کہا، اے یہودی میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تو نے تورات میں میری تعریف وتوصیف اور میری بعثت کا تذکرہ پڑھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ لڑکا کہنے لگا: ہاں اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور اس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کیے جانے کا ذکر پاتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی معبود برحق نہیں۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، تم اس لڑکے کے باپ کو اس کے پاس سے اٹھا دو۔ تم خود اپنے بھائی کے والی بنو۔ (یعنی اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے تجہیز و تکفین کے جملہ امور تم سرانجام دو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان دوستی

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مکارم اخلاق:
انسان دوستی اور احترام آدمی

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تو اس چڑیا کے لیے بھی دھڑکتا تھا جس کے بچے اس سے چھین لیے گئے تھے۔ اور جب بنی آدم کا دنیائے انسانیت کا، بلاتفریق مذہب وملت ذکر آتا ہے تو اس وقت بھی، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان لوگوں کے لیے خون کے آنسو روتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور روشنی (ھدیً و نور) کے ہوتے ہوئے بھی دوزخ کی آگ میں چھلانگیں لگاتے ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی بشمول ایسے بدبخت لوگوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور تعلیماتِ عالیہ کا ایک درخشاں سبق یہ بھی ہے کہ انسان دوستی اور احترام آدمی کے رویے بہر صورت قائم رکھے جائیں۔ جب گردوپیش میں کوئی غیر مسلم بھی بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے۔ کسی کافر کا بھی جنازہ پاس سے گزرے تو محض انسانیت کے رشتہ کی بنا پر قیام کیا جائے اور کسی بھی انسان کی لاش کی بے حرمتی نہ کی جائے، مثلہ نہ کیا جائے، ناک کان وغیرہ نہ کاٹے جائیں۔

غیر مسلموں کی بیمار پرسی

ایک یہودی لڑکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا، وہ بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت فرمائی۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ غُلَامًا لِیَھُوْدَ کَانَ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ، فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ۔

[صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب عیادۃ المشرک، حدیث نمبر5657]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام قبول کر لے، چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

غیر مسلم کے جنازہ کے لیے کھڑا ہونا:

جب بھی سامنے سے کوئی جنازہ گزرے تو مرنے والا انسان خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ دیکھنے والے کھڑے ہو جایا کریں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا۔

[صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة، حديث نمبر1311]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔۔ پھر ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

وضاحت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا ظاہر کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں محض انسانیت کے رشتہ کی بنا پر ہر انسان سے کس قدر محبت تھی۔

کسی بھی انسان کی لاش کی بے حرمتی نہ کرنے کی تعلیم فرمانا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ، وَ يَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی النهی عن المثلة، حدیث نمبر 2667]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں صدقہ (دینے) کی رغبت دلاتے اور ہمیں مثلہ کرنے (ناک، کان، ذکر وغیرہ کاٹنے) سے روکتے تھے۔

احترام انسانیت

جب بھی سامنے سے کوئی جنازہ گزرے تو مرنے والا انسان خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو، فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مبارکہ یہ ہے کہ دیکھنے والے کھڑے ہو جایا کریں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا۔

[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازة، حدیث نمبر1311]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے ۔۔۔ پھر ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

وضاحت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی کے جنازے کے لیے بھی کھڑے ہو جانا ظاہر کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں محض انسانیت کے رشتہ کی بنا پر تھا۔ مزید تفصیل کے لیے صحیح البخاری کی حدیث نمبر 1312 اور 1313 کا مطالعہ فرمایئے۔

رسول اکرم ﷺ کی خوش مزاجی کا بیان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع شریف کا کبھی کبھی منشائے عالی ہوتا تو انبساط سے (بہ لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استعمال کیا ہے) فراخی سے پیش آتے۔ اس مفہوم کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی الادب المفرد میں اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن شریف میں مزاح (جس کا ترجمہ خوش مزاجی اور دل لگی سے کیا گیا ہے) کا لفظ استعمال کیا ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قال: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ: يَا اَبَـا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟

[صحيح البخارى ، كتاب الادب،باب انبساط الى الناس ،حديث نمبر 6129]

ترجمہ: ہم سے ابوالتیاح نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں گھل مل جاتے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے: اے ابوعمیر! بلبل نے کیا کیا؟

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ احْمِلْنِيْ ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا حَامِلُوْكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ قَالَ: وَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ ۔ [سنن ابى داؤد، كتاب الادب، باب ما جاء فى المزاح ، حديث نمبر:4998]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یارسول اللہ مجھے سواری دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کے جائے پر سوار کرنے والا ہوں۔'' عرض گزار ہوا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا اونٹوں کو اونٹنیوں کے سوا کوئی اور جنتا ہے؟''

ایک ضروری وضاحت

یہاں ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح کا ہو رہا ہے اور یہ ایک انتہائی نازک مقام ہے۔ اس لیے یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی بھی ''حق'' کے دائرہ کے اندر ہوتی تھی۔ زیادہ غیر اسلامی (جو غیر انسانی ہی کا دوسرا نام ہے) ثقافتوں میں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرسٹ اپریل فول جیسے واہیات مذاق بھی ہوتے ہیں۔اور پھر ہندوؤں کا تہوار ہولی بھی تو مادر پدر آزاد مذاق ہی کا دوسرا نام ہے۔اسلام تو تمیز، تہذیب، اور شائستگی کا نام ہے۔اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہی ہے کہ خوش مزاجی بھی ہو (ضرور ہو) لیکن "حق" کے دائرہ کے اندر ہی ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَدَاعِبُنَا قَالَ إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا . [الادب المفرد للبخاری، باب المزاح ،حدیث نمبر 265]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم سے خوش مزاجی کی بات بھی فرما لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(کچھ بھی ہو) میں جو کہتا ہوں حق کہتا ہوں۔"

خندہ پیشانی سے ملنا

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جن کو رسول اکرم ﷺ نے جب بھی دیکھا تو آپ کو مسکرا کر خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے ملے۔آپ ﷺ کی تعلیمات عالیہ بھی یہ ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے بشاش چہرہ بنا کر خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے، نیکی ہے

تبسم (ہنس کر) یا بشاش چہرے سے ملنے کے حوالے سے چار احادیث ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ : مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ [صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 6363]

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی اندر آنے سے نہیں روکا، جب سے میں مسلمان ہوا اور کبھی مجھے نہیں دیکھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے (یعنی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے ملے)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ ، وَ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

[صحیح البخاري، کتاب الادب، باب التبسم والضحك ،حدیث نمبر6092]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق کا آخری حصہ نظر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بس مسکراتے تھے۔

اپنے مسلمان بھائی سے بشاش چہرہ سے ملاقات کرنا بھی نیکی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَ لَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔

[صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة والآداب ، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء ، حدیث نمبر 6685]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ نیکی میں سے تو کسی چیز کو حقیر اور معمولی نہ جان اگر چہ (وہ نیکی یہی ہو کہ) تو اپنے بھائی سے بشاش چہرہ بنا کر ملاقات کرے۔

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ،وَ اِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَ اَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِیْ اِنَـآءِ اَخِيْكَ [جامع الترمذي، ابواب البروالصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب ما جاء فی طلاقة الوجه: حدیث:1970]

ترجمہ: حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر نیکی صدقہ ہے۔ اور یہ امر بھی نیکی میں داخل ہے کہ اپنے چہرہ کو بشاش بنا کر اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اپنے ڈول سے بھائی کے برتن میں پانی بھر دے۔

رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین

خاتم النبیین ﷺ کی شانِ سخاوت

1- غزوہ حنین ختم ہو چکا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے۔ بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے نہیں تھے لیکن وہ جو کہتے ہیں کہ بیٹھے پانی کا چشمہ بھی ہو اور پیاسے بھی ہوں تو جم گھٹا تو ہو ہی جاتا ہے۔ سخی کا دروازہ ہو (سخی بھی ایسا کہ نہ کبھی ویسا ہوا اور نہ چشم فلک اس جیسا کبھی دیکھے گی) تو مانگنے والوں کا ہجوم تو ہو ہی جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھنا ہی تھا کہ کچھ (بدو) لوگ گردوپیش سے بے خبر اور بے پروا ہو کر یوں آئے جیسے پروانے شمع پر لپکتے ہیں۔ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ ہی تو گئے اور دست سوال دراز کیا۔

غور فرمائیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ منظر دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے دنیاوی بادشاہوں کے چوب داروں کی طرح ''ہٹو، بچو'' نہیں کہا، کوئی مداخلت نہیں کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے تو یہ تعلیم دی تھی کہ مانگنے والے کو جھڑکا نہیں کرتے۔

قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ : اَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ ، فَعَلِقَتِ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَهُ حَتَّى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا ۔ [صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب شجاعة الحرب والجبن، حديث نمبر:2821]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے۔ وادی حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جانا پڑا۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک ببول کے کانٹے میں الجھ گئی تو ان لوگوں نے اسے لے لیا (تا کہ جب آپ انہیں کچھ عنایت فرمائیں تو چادر واپس کریں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کر دیتا، مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل۔

2- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔ اگر مانگی ہوئی چیز ہوتی تو اسی وقت دے دیتے، ورنہ وعدہ فرماتے کہ عنقریب تجھ کو یہ دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوں گا۔ ایسا بھی ہوا کہ اپنے کسی خادم رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ بیت المال کے کھاتے میں سے اس سائل کو مطلوبہ چیز ادھار لے دو اور بعد میں وسائل مہیا ہونے پر ادائیگی کا انتظام کر دینا۔ ریاستی مالیات کے حوالے سے اب تو یہ عام ہے کہ جنگی اخراجات کے لیے یا ملکی ترقی کے لیے ریاستیں قرضہ لیتی ہیں لیکن غریبوں کی فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ریاستی خزانہ (بیت المال) کا قرضہ لینے کی مثال ایسی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے علاوہ اور کہیں نہیں ملے گی۔ زیادہ تفصیل موجب طوالت ہوگی۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا۔

[صحيح البخاری، ، كتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء ،حديث نمبر6034]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔

3- مدینہ منورہ کی ایک خاتون رضی اللہ عنہا بڑی عقیدت سے، بڑی چاہت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی استعمال کے لیے ایک ''بردہ'' (ایسی لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہو) لائی اور عرض کیا: ''حضور! میں یہ لنگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بخشا۔ لنگی پہن بھی لی۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی اور مدینہ کے سب سے امیر تاجر) نے عرض کیا: ''یہ تو بڑی عمدہ لنگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرما دیجیے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی کسی مانگنے والے کو انکار کیا ہی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لے لو'' حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ اندر جا کر وہ لنگی بدل کر کے تہ کر کے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیج دی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ، فَقَالَ سَهْلٌ: هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهِ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا، فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَحْسَنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا ؟ فَقَالَ: نَعَمْ ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ أَصْحَابُهٗ، قَالُوْا: مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ،ثُمَّ سَأَلْتَهٗ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهٗ ، فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا۔

[صحيح البخاری، ، كتاب الادب ، باب حسن الخلق والسخاء، حديث نمبر6036]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بردہ (لنگی) لے کر آئیں۔ پھر سہل نے لوگوں سے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا بردہ شملہ کو کہتے ہیں۔ سہل نے کہا لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہو۔ تو اس خاتون نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک لنگی لائی ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لنگی پہن لی۔ صحابہ میں سے ایک صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر لنگی دیکھی تو عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لنگی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرما دیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے لو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لنگی بدل کر تہہ کر کے عبدالرحمٰن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کہا: تم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لنگی مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تم نے دیکھ لیا تھا کہ نبی ﷺ نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت ہو۔ اس کے باوجود تم نے لنگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار نہیں کرتے۔ اس صحابیؓ نے عرض کیا: میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پہن چکے تھے۔ میری غرض یہ تھی کہ میں اس لنگی میں کفن دیا جاؤں گا۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات پاک کے حوالے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کسی سے بھی انتقام نہیں لیا، حتی کہ جس یہودی عورت نے خیبر میں آپ ﷺ کو کھانے میں زہر دے دیا آپ ﷺ نے اس کو بھی اس وقت قتل کرنے کی اجازت نہیں دی

انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بکری کا زہر ملا ہوا گوشت لے آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ چکھ بھی لیا (لیکن فوراً فرمایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے) اس یہودیہ نے بعد میں اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ، فَاَكَلَ مِنْهَا، فَجِيْءَ بِهَا. فَقِيْلَ: اَلاَ نَقْتُلُهَا؟ قَالَ لَا ، فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[صحيح البخاری ، کتاب الهبة وفضله ، باب قبول الهبة من المشرکين ، حديث نمبر 2617]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے) پھر جب اسے لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تالو میں محسوس کیا۔

وضاحت:

اثر سے مراد اس کا رنگ ہے یا کوئی تغیر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تالوئے مبارک میں ہوا ہوگا۔ بشر بن براء رضی اللہ عنہ ایک صحابی نے ذرا سا گوشت اس میں سے کھا لیا تھا اور وہ فوت ہو گئے۔ جب تک وہ زندہ تھے آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے قتل سے منع فرمایا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ یہ بھی آپ صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ جب بشر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ان کے قصاص میں وہ عورت بھی ماری گئی۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب ارشاد فرمایا: اے عائشہ! جو کھانا میں نے خیبر میں کھالیا تھا، یعنی یہی زہر آلود گوشت، اس نے اب اثر کیا ہے۔ اور میری شاہ رگ کاٹ دی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت بھی عطا فرمائی۔ (وحیدی)

اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا اور وہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن

رسول اکرم ﷺ کے بے پناہ شوق شہادت کا ذکر اور ساتھ ہی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تنبیہ (وارننگ) کی یاد دہانی کہ جب مسلمان دنیا سے محبت کرنے لگ جائیں گے اور موت سے بیزاری کا اظہار کریں گے (ان کا شوقِ شہادت ختم ہو جائے گا) تو ان کے دشمنوں کے دلوں سے ان کا رعب اور دبدبہ ختم ہو جائے گا اور امت مسلمہ کافروں کے لیے لقمۂ تر بن جائے گی۔

اس کائنات کی سب سے زیادہ صادق ہستی (صلی اللہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا: ''میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔''

کسی بات پر اس سے زیادہ زور اور کیا دیا جا سکتا ہے کہ اسے نہ صرف حلفیہ بیان کیا جائے بلکہ اسے اتنی بار تکرار سے کہا جائے اور کہنے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنَّ رِجَالاً مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا أَجِدُ مَآ أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ثُمَّ اُحْیَا ، ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ، ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ، ثُمَّ اُقْتَلُ۔

[صحیح البخاری، کتاب الجهاد ،باب تمنی الشهادة ،حدیث نمبر 2797]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں جو مجھ سے پیچھے رہنے کو پسند نہیں کرتے (مگر) میں ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر پاتا تو میں کبھی لشکر بھیجنے سے پیچھے نہ رہوں، جو اللہ کے راستے پر جہاد کے لیے نکلتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وارننگ دی کہ ایسا وقت بھی آئے گا جب کافر لوگ مسلمانوں کے خلاف اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسا کہ کھانے والے لوگ کھانے کی پلیٹ پر جمع ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا: کیا ان دنوں ہم تعداد میں تھوڑے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(نہیں) تم لوگ گنتی میں تو بہت زیادہ ہو گے۔ لیکن سیلاب کی جھاگ کی طرح (بے حقیقت) ہو گے۔ اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھارے رعب اور دبدبے کو نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں کمزوری پیدا کر دے گا۔'' دریافت کیا گیا: ''اے اللہ کے رسول! کمزوری کا سبب کیا ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا سے محبت اور موت سے بے زاری۔ (شوق شہادت کا ختم ہو جانا)۔''

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعَی الْاَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ: وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ، وَلَیَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ اللهُ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ، قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ :"حُبُّ الدُّنْیَا وَ كَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ۔"

[سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم ،باب فی تداعی الامم علی الاسلام ، حدیث نمبر 4297]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب (کافر) لوگ تمھارے خلاف جمع ہو جائیں گے۔ جیسا کہ کھانے والے لوگ کھانے کی پلیٹ پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص نے دریافت کیا، کیا ان دنوں ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ ان دنوں تمھاری تعداد زیادہ ہوگی لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کے دلوں میں تمھارے رعب اور دبدبے کو نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں کمزوری پیدا کر دے گا۔ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! کمزوری کا سبب کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے محبت اور موت سے بے زاری۔

سرورِ عالم کی شانِ شجاعت

سرورِ عالم، فخرِ بنی آدم، خاتم النبین ﷺ کی شانِ شجاعت

اسلوبِ سپہ سالاری اور اندازِ شاہ سواری

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی شرف اور سعادت حاصل ہے کہ وہ آٹھ برس کی عمر سے مسلسل دس سال تک ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص کے منصب عالی پر فائز رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوب صورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات مدینہ طیبہ کے تمام لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ کوئی شور سن کر گھبرا گئے کہ شاید اچانک کوئی حملہ ہو گیا ہے، شب خون پڑ گیا ہے۔ سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھ رہے تھے۔ امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مندوب نامی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار، گلے میں تلوار لٹکائے، بنفسِ نفیس آواز کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے: ''کوئی ڈر کی بات نہیں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔''

جب واپس ہوئے تو شاہ سواروں کے سرکردہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گھوڑے کی تعریف فرما رہے تھے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے۔ جو بے تکان ہی چلتا رہا۔ نہ کہیں رکا، نہ کہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس گھوڑے کو تو دوڑنے میں ہم نے سمندر پایا'' سبحان اللہ! جہادی مہم میں اپنے بے زبان اور خوش نصیب ساتھی کی بھی یہ قدر افزائی!

ایسے بہادر سپہ سالار اور بے مثال شاہ سوار پر کروڑوں درود وسلام ﷺ

اس واقعہ کو صحیح البخاری میں دو طرح سے روایت کیا گیا ہے (۱) کتاب الجہاد میں (۲) کتاب الادب میں۔ دونوں حوالے اسی ترتیب سے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَ لَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلٰى فَرَسٍ وَّقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

[صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الشجاعة فی الحرب، حدیث نمبر2820]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حسین (خوب صورت)، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ فیاض تھے، مدینہ طیبہ کے تمام لوگ (ایک رات) خوف زدہ تھے (آواز سنائی دی تھی اور سب لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ایک گھوڑے پر سوار ہو کر سب سے آگے تھے (جب واپس ہوئے تو) فرمایا: اس گھوڑے کو دوڑنے میں ہم نے سمندر پایا۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ، وَ لَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَنْ تُرَاعُوْا ، لَنْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ، فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا، اَوْ اِنَّهٗ لَبَحْرٌ.

[صحیح البخاری، کتاب الادب باب حسن الخلق والسخاء حدیث نمبر:6033]

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خوب صورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے (شہر کے باہر شور سن کر) گھبرا گئے (کہ شاید دشمن نے حملہ کیا ہے) سب لوگ اس شور کی طرف بڑھے۔ لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف بڑھنے والوں میں سب سے آگے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ کوئی ڈر کی بات نہیں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ابوطلحہ کے (مندوب نامی) گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، اس پر کوئی زین نہیں تھی اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا یا فرمایا کہ یہ تیز دوڑنے میں سمندر کی طرح تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی شجاعت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جان نثاری

رسول اکرم ﷺ اور آپ کے جاں نثاروں کی طرف سے حوصلہ، عزم اور ایمان کا شاندار مظاہرہ... غزوۂ احد کے دوسرے ہی دن ''شکست خوردوں'' کی طرف سے ''فاتحین'' کا آٹھ میل تک تعاقب اور ان کو مدینہ پر حملہ کرنے سے باز رکھنا

حمراء الاسد کی مہم کا مختصر بیان

میدانِ احد میں مسلمانوں کو (بظاہر) شکست دینے کے بعد قریش کی فوج پہلے تو واپس چلی گئی لیکن پھر انھوں نے سوچا کہ یہ تو سخت غلطی ہوگئی۔ تو انھوں نے روحا کے مقام پر پہنچ کر واپسی کا ارادہ بدل دیا۔ فوج کی ازسرِ نو تنظیم کی اور یہ افواہ پھیلا دی کہ قریش نئے ساز و سامان سے مدینہ پر جلد ہی حملہ کر رہے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خستہ حالت اور زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود قریش کے تعاقب کا فیصلہ فرمالیا اور اپنے ساتھ صرف ان سعادت مندوں اور فداکاروں کو جانے کی اجازت دی جو ایک دن پہلے غزوہ احد میں شریک رہ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سربکف ساتھیوں کا یہ تعاقب حمراء الاسد (مدینہ سے آٹھ میل دور ایک جگہ) تک جاری رہا۔ مسلمانوں کا یہ سرفروشانہ انداز دیکھ کر مشرک حملہ آوروں کی مجال نہ ہوئی کہ مدینہ کی طرف مڑ کر دیکھ بھی سکیں اور وہ سیدھے مکے کی طرف واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخ رُو کیا۔

اس واقعہ کی طرف قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں اشارہ کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾ [3: آل عمران :172]

جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا ان میں سے جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

فائدہ :مذکورہ آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی تفسیر ''تفہیم القرآن '' میں تحریر فرماتے ہیں:

جنگِ احد سے پلٹ کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انھیں ہوش آیا اور انھوں نے آپس میں کہا یہ ہم نے کیا حرکت کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو بیش قیمت موقع ملا تھا، اسے کھو کر چلے آئے۔ چنانچہ ایک جگہ ٹھہر کر انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مدینہ پر فوری دوسرا حملہ کر دیا جائے۔ لیکن پھر ہمت نہ پڑی اور مکہ واپس چلے گئے۔ اُدھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں پھر نہ پلٹ آئیں۔ اس لیے جنگِ احد کے دوسرے ہی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا کہ کفار کے تعاقب میں چلنا چاہیے۔ یہ اگرچہ نہایت نازک موقع تھا، مگر پھر بھی جو سچے مومن تھے وہ جان نثار کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس آیت میں ان ہی فداکاروں کی طرف اشارہ ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر ؒ سے فرمایا:

يَا ابْنَ أُخْتِيْ كَانَ اَبَوَاكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَأَبُوْبَكْرٍ، لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ أَنْ يَّرْجِعُوْا قَالَ: مَنْ يَذْهَبُ فِيْ اَثْرِهِمْ ، فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا، قَالَ: كَانَ فِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ. [صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب الذين استجابوا لله ورسوله، حديث نمبر4077]

اے میرے بھانجے! تمھارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور (نانا) ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انھی میں سے تھے۔ غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیف پہنچنا تھی پہنچ گئی اور مشرکین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واپس جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واپس پلٹ کر حملہ کرنے کے خطرے کو محسوس کیا اور فرمایا: ''ان کا تعاقب کون کرے گا؟'' تو ستر صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما ان میں شامل تھے۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنا عیب نہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے شب و روز سے وقارِ محنت یا ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت کی جھلکیاں

ذیل میں چار احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بایں ہمہ عظمت شانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے کام کرنے کو عار کی بات تصور نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے اس پہلو میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر جو سبق ہے وہ ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بدقسمتی سے اس علاقہ ہند و ثقافت کے زیر اثر ہاتھ سے کام کرنے کو یا ایسے پیشے کے متعلق ہونے کو جس میں ہاتھ سے کام کرنا پڑے اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ یہ رویہ انسانی عدم مساوات کے ناپاک عقیدہ پر مبنی ہے اور اسلام کے وحدت آدمی کے تصور کے خلاف ہے۔

اعلان نبوت سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں بھی چرائی ہیں۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقَالَ: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَ هَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا۔

[صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الکباث وھو ثمر الاداک، حدیث نمبر5453]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم مر الظھر ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (جو ایک مقام ہے مکہ سے ایک منزل پر) پیلو کے پھل چن رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کالے دیکھ کر چنو، وہ ترش مزہ ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا (یا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا) اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بکریاں بھی چرائی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کوئی پیغمبر ایسا گزرا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے بیت المال کے اونٹوں اور بکریوں کے داغنے کے ٹھپے سے نشان لگائے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَخٍ لِّي يُحَنِّكُهُ وَ هُوَ فِي مِرْبَدٍ لَّـــهُ، فَرَاَيْـتُـهُ يَسِمُ شَاةً ، حَسِبْتُهُ: فِيْ آذَانِهَا۔

[صحيح البخاري،كتاب الصيد والذبائح ، باب الوسم والعلم في الصورة، حديث نمبر5542]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں داغنے کا ٹھپہ تھا۔ آپ زکوٰۃ کی بکری کو نشان لگا رہے تھے۔ (شعبہ نے کہا:) میں سمجھتا ہوں کہ (ہشام نے کہا:) کہ اس کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

غزوہ احزاب یعنی خندق کی لڑائی میں راوی (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی مٹی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا رہے تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک کی جلد اطہر گرد میں چھپ گئی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ ملا کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجز یہ اشعار (ہم آہنگی) سے پڑھتے جا رہے تھے۔ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ، يُحَدِّثُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ وَ خَنْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتّٰى وَارَى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَ كَانَ كَثِيْرَ الشَّعَرِ فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَ هُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا
وَ اِنْ اَرَادُوْ فِتْنَۃً اَبَـیْنَا

قَالَ ثُمَّ یَمُدُّ صَوْتَہٗ بِاٰخِرِھَا.

[صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث نمبر 4106]

ابواسحاق سبیعی سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے براء بن عازب سے سنا۔ وہ کہتے تھے: جنگ احزاب یعنی خندق کی لڑائی کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی مٹی ڈھو رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کی جلد گرد میں چھپ گئی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ پر بہت بال تھے۔ آپ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے (رجزیہ) اشعار پڑھ رہے تھے اور مٹی ڈھوتے جاتے تھے۔

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں ، کیسے دیتے زکوۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شاہ عالی صفات
پاؤں جموا دے ہمارے ، دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

اور آخری شعر کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن رواحہ کے رجزیہ اشعار کے ایک مصرع کا ترجمہ فاضل مترجم علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ نے پرانی اردو میں یوں کیا ہے:

پاؤں جموا دے ہمارے ، دے لڑائی میں ثبات

مفہوم یہ ہوگا: اے اللہ! ہمیں لڑائی میں ثابت قدم رکھ اور ہمارے پاؤں نہ اکھڑیں۔

رسول اکرم ﷺ کی خندق کی کھدائی میں شرکت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی مشقت میں کی بہ نفس نفیس شرکت اور رجزیہ اشعار (جنگی ترانہ) پڑھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے پُرعزم اور فلک شگاف انداز میں دشمنوں کو للکارنا، ہم ان کی نہیں مانتے۔ ہم ان کی نہیں مانتے

غزوہ احزاب تاریخ اسلام میں انتہائی نازک وقت میں ہوا۔ کفار عرب نے ایک متحدہ محاذ کی شکل میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا تھا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ مسلمانوں کے پاس نہ کافی راشن تھا اور نہ سامان جنگ۔ خود مدینۃ الرسول میں یہودی میثاق مدینہ کے معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے پر تلے ہوئے تھے اور شہر کے اندر سے مسلمانوں کی پشت میں چھرا گھونپ کر غداری کرنے پر آمادہ تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر دفاع کا ایک غیر روایتی انداز اختیار فرما کر دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز قبول فرمائی کہ شہر کے گرداگرد اس انداز میں خندق کھودی جائے کہ وہ دشمن کے لیے ناقابل عبور ہو اور وہ اپنے ناپاک قدموں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہر کو پامال نہ کر سکیں۔ صرف ایک تدبیر نے ساری جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ کافر لشکر کو باہر ہی روک دیا گیا اور اس طرح سے دشمنوں کو بے بس اور بے دست و پا کر دیا گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ موقع کے مطابق نئی سٹریٹجی (تزویر) استعمال کرنا بدعت نہیں بلکہ ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، جس کی اتباع کرنا ہم پر لازم ہے۔

عربوں کے لیے خندق کھود کر دفاع کرنا ایک بالکل نیا تجربہ اور انتہائی مشکل کام تھا۔ بھوکے پیٹ یہ کام جس طرح سرانجام دیا گیا وہ سپہ سالار ان عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال اور موثر قیادت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں رضی اللہ عنہم کی قوت ایمانی، صبر، نظم، ضبط، حوصلے اور ہمت کا ایک ایسا سنہری کارنامہ ہے، جس کی دنیا کی جنگی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

اس سلسلے میں صحیح البخاری کی چار احادیث مبارکہ درج کی جارہی ہیں۔

1- اللہ پاک نے غزوۂ احزاب کی انتہائی نازک اور جان گداز صورت حال کو سورہ احزاب میں نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ غزوۂ خندق کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ ﴾[33:الاحزاب :10]قَالَتْ: كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ[صحيح البخاری كتاب المغازی، باب عزوة الخندق ، حدیث نمبر4103]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ''جب مشرکین تمہاری بالائی علاقہ سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب مارے ڈر کے آنکھیں چکا چوند ہوگئی تھیں اور دل حلق تک آ گئے تھے'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوہ خندق کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

2- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب میں بطور سپہ سالار اپنے معمول کے فرائض سرانجام تو دیتے ہی تھے کہیں ایسا بھی ہوا کہ جب خندق کی کھدائی میں بظاہر کسی نا قابل برداشت چٹان سے رکاوٹ پیدا ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا تکلف نہیں فرمایا اور ارشاد کیا ''میں اندر اترتا ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ اور حالت یہ تھی کہ تین دن سے کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا۔ بھوک کی شدت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا، ایسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کدال دست مبارک میں لی اور چٹان پر ضرب کاری لگائی۔ چٹان ریت کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔ (سبحان اللہ!)

عَنْ أَيْمَنَ قَالَ : أَتَيْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ ، فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالُوا: هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ ، فَقَالَ: أَنَا نَازِلٌ، ثُمَّ قَامَ وَ بَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ ۔

[صحيح البخاری كتاب المغازی، باب عزوة الخندق حديث نمبر4101]

ترجمہ: ایمن حبشی نے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے بیان کیا: ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودر ہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اس لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہوگئی) صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اندر اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لیے نہیں ملا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر زور سے مارا۔ چٹان (ایک ضرب سے) ریت کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔

3- رسول اللہ ﷺ خندق کی کھدائی کے وقت مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن مبارک مٹی کے غبار سے اٹ گیا۔

ایک تو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی سخت جسمانی مشقت فرما رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ٹیپ کا بند تھا:

اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

جب دشمن کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم نہیں مانتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَيْنَا کا لفظ بار بار پڑھتے۔ (ہم ان کی نہیں مانتے، ہم ان کی نہیں مانتے) اور ایسا فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پرعزم اور فلک شگاف للکار بار بار برچھی بن کر دشمنوں کے دلوں پر لگتی اور ان کے حوصلے پست کرتی)۔

عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اَغْمَرَ بَطْنَهٗ اَوْ اَغْبَرَّ بَطْنَهٗ يَقُوْلُ:

وَاللّٰهِ لَوْ لَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغُوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

وَرَفَعَ صَوْتَهٗ (اَبَيْنَا اَبَيْنَا) ۔ [صحيح البخاری ،كتاب المغازی، باب غزوة الخندق ، حديث نمبر 4101]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے۔

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کر سکتے، نہ نماز پڑھتے، پس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ہمارے دلوں پر سکینت وطمانیت نازل فرما۔ اور اگر ہماری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما۔ جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔

اَبَیْنَا اَبَیْنَا (ہم ان کی نہیں مانتے، ہم ان کی نہیں مانتے) پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی۔

4- غزوہ احزاب (یا خندق) میں مسلمانوں کے دشمن کسی قسم کی پیش رفت نہ کر سکے۔ اس دوران کچھ اور واقعات بھی ہوئے۔ قصہ مختصر کفار کا لشکر ناکام ہو کر واپس چلا گیا۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی۔ ''اب ہم ان (دشمنوں) سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آ سکیں گے، بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔''
چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس کے دوسرے سال صلح حدیبیہ ہوئی۔ مشرکین مکہ نے اپنی غلطی سے یہ معاہدہ توڑ ڈالا، پھر پچھتائے مگر بے کار۔ مسلمانوں نے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ الحمدللہ۔!

سُلَیْمَانَ بْنَ صُرَدٍ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: حِیْنَ اَجْلَی الْاَحْزَابَ عَنْهُ: اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِیْرُ اِلَیْهِمْ۔

[صحیح البخاری کتاب المغازی، باب عزوۃ الخندق، حدیث نمبر:4110]

ترجمہ: سلیمان بن صرد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، جب عرب کے قبائل (جو غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ پر چڑھ کر آئے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم ان سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آ سکیں گے، بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کریں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انصاف پسندی

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمولی باتوں میں بھی انصاف پسندی اور دوسرے کے حق کا خیال رکھنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے۔ اتنے میں کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر پیچھے سے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدل چلتے دیکھ کر نیچے اترا اور نہایت ادب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گزارش کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف فرما ہو جائیں۔'' اور خود (ادب کا خیال کرتے ہوئے) پیچھے ہو گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر آگے بیٹھ سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت نہ بخشا۔ آگے بیٹھنے سے انکار کرتے ہوئے ارشاد کیا: تو اپنے چار پائے کے اگلے حصہ پر سواری کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ البتہ اگر تو مجھے اجازت دے تو پھر ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا: ''میں نے اجازت دی۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کے مالک کی درخواست کے مطابق آگے تشریف فرما ہوئے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ، جَآءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ارْكَبْ وَ تَاَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ اَنْتَ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ اِلَّا اَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ، قَالَ: اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ[سنن ابی داؤد ، کتاب الجهاد ، باب رب الدابة احق بصدرها،حدیث نمبر 2572]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدۃ نے کہا کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے۔ اچانک ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کے ساتھ گدھا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس پر سوار ہو جائیں اور وہ (خود) پیچھے ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سوار ہونے سے) انکار کیا اور فرمایا: تو اپنے چار پائے کے اگلے حصہ پر سواری کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ البتہ اگر تو مجھے اجازت دے تو پھر سوار ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے۔

مساواتِ محمدی ﷺ کا شاندار عملی مظاہرہ

رسول اکرم ﷺ دورانِ سفر اپنی باری پر پیدل چلنے پر اصرار فرماتے

غزوہ بدر کے سفر میں سواریاں کم تھیں اور ایک ایک اونٹ تین تین مجاہدوں کے حصہ میں آیا۔ ان میں سے دو اونٹ پر سوار ہوتے اور ایک کو پیدل چلنا پڑتا۔ جب رسول اکرم ﷺ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدل چلنے کی باری آتی تو باقی دو شریک ساتھی ادب سے عرض کرتے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہی رہیں، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیدل چلتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی درخواست قبول نہ فرماتے اور اپنی باری پر پیدل چلنے پر اصرار فرماتے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مساوات کا شاندار عملی مظاہرہ فرماتے، صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، قَالَ :کُنَّا یَوْمَ بَدْرٍ ،کُلُّ ثَلاَثَۃٍ عَلٰی بَعِیْرٍ ، فَکَانَ اَبُوْلُبَابَۃَ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ زَمِیْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : فَکَانَتْ اِذَا جَآءَ تْ عُقْبَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالاَ :نَحْنُ نَمْشِیْ عَنْکَ قَالَ" مَا اَنْتُمَا بِاَقْوٰی مِنِّی وَ مَا اَنَا بِاَغْنٰی عَنِ الْاَجْرِ مِنْکُمَا۔"

[شرح السنة للبغوى، 11/35-36 ،حديث نمبر 2686]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں ہم تین تین شخص ایک اونٹ پر سوار تھے۔ چنانچہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (کے پیدل چلنے) کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ ﷺ کی طرف سے پیدل چلتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے: "تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور نہ میں تم سے اجر و ثواب میں زیادہ بے پرواہ ہوں۔"

اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت پسند کرتا ہے

اللہ پاک نے قرآن کریم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کا ایک پہلو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَ لَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ﴾ [3: آل عمران:159]

ترجمہ: اے پیغمبر! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو۔ ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب تمھارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔

سطور ذیل میں درج کی گئی حدیث میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح کچھ (بدبخت) یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشتعل کرنے کے لیے السلام علیکم کہنے کے بجائے بگاڑ کر السام علیکم (یعنی تمھیں موت آئے۔ نعوذ باللہ!)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشتعل نہیں ہوئے ، بلکہ صرف اتنا کہا: "وعلیکم" (اور تم پر بھی) اور ان کے اصل پورے الفاظ بھی نہیں دہرائے۔ یہ تو نرم خوئی کا مظاہرہ تھا۔ وہیں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں۔ وہ سمجھ گئیں کہ ان (بدباطن) یہودیوں نے سلامتی کے کلمے کو بگاڑ کر موت کی بددعا بنا دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے رہا نہ گیا۔ انھوں نے بددعا ہی نہیں دہرائی بلکہ یہ بھی کہہ دیا تم پر لعنت بھی ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو، عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند فرماتا ہے۔ تفصیل کے لیے ذیل میں درج کی گئی حدیث ملاحظہ کیجیے۔

عَنْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ ۔

[صحیح البخاری ،کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کلہ، حدیث نمبر6024]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا السام علیکم (تمھیں موت آئے، نعوذ باللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا کہ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (یعنی تمھیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرو! اے عائشہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے سنا نہیں، انھوں نے کیا کہا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے بھی "وعلیکم" (اور تم پر بھی ہلاکت ہو) کہہ دیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی ظلم سے نفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظلم سے شدید نفرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور لاتعلقی کی ایک انتہائی مثال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے اپنی بیوی کے پرزور اصرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو کچھ مال ہبہ کرنا چاہتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست گزار ہے کہ اس معاملے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ بننے پر رضامند ہو جائیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ درخواست گزار نے ایک بیٹے کو ہبہ کر کے باقی بیٹوں کو محروم کیا ہے اور اس طرح ان پر ظلم کرنے کا مرتکب ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ درخواست سختی سے رد فرما دی۔

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بُشَيْرٍ اَنَّ اُمَّهُ' بِنْتَ رَوَاحَةَ سَئَلَتْ اَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَّالِــهٖ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَالَه' فَقَالَتْ: لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا وَهَبْتَ لِابْنِيْ، فَاَخَذَ اَبِيْ بِيَدِيْ وَ اَنَـــا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ اَعْجَبَهَا اَنْ اُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِيْ وَهَبْتُ لِابْنِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَشِيْرُ اَ لَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ: اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَه' مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا قَالَ : فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا، فَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ -[صحیح مسلم، کتاب الهبات ، باب کراهية تفضيل بعض الاولاد فی الهبة، حدیث نمبر 4182]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ ان کی ماں بنت رواحہ نے ان کے باپ سے سوال کیا کہ اپنے مال میں سے ان کے بیٹے (نعمان) کو کچھ ہبہ کر دیں۔ لیکن بشیر نے ایک سال تک ٹالا۔ پھر وہ ہبہ کرنے کو تیار ہو گئے، تو ان کی ماں بولی: میں راضی نہیں ہوں گی جب تک تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ہبہ پر گواہ نہ کرو۔ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، جب کہ میں ان دنوں لڑکا تھا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ اس کی ماں، بنت رواحہ، نے خواہش کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہبہ پر گواہ ہو جائیں، جو میں نے اس لڑکے کو کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بشیر! کیا اس کے سوا اور بھی تیرے لڑکے ہیں؟ بشیر نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ان کو بھی تو نے ایسا ہی ہبہ کیا ہے؟ بشیر نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر مجھے گواہ مت بنا، کیوں کہ میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا۔

رسول اکرم ﷺ کی رہائش گاہوں کی سادگی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین کی مقدس اور مبارک رہائش گاہوں یا حجرات عالیہ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ان کی رشک آسمان زمین پر کھڑا ہو کر عام آدمی ان کی چھتوں کو ہاتھ لگا سکتا تھا۔ یہ کھجور کی چھڑیوں کے تھے۔ باہر سے گھاس کی کہگل تھی۔ اندر سے چوڑائی چھ سات ہاتھ، لمبائی دس ہاتھ اور بلندی سات آٹھ ہاتھ تھی۔ سبحان اللہ!

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد سعادت میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مقدس حجرات میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ انھوں نے مشاہدہ کیا کہ ان پاکیزہ حجرات کی بلندی بس اتنی ہی تھی کہ وہ زمین پر کھڑے کھڑے ہاتھ لمبا کر کے ان کی چھتوں کو لگا سکتے تھے۔

كَانَ الْحَسَنُ يَقُوْلُ كُنْتُ اَدْخُلُ بُيُوْتَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَاَتَنَاوَلُ سُقُفَهَا بِيَدِیْ۔

[الادب المفرد للبخاری ،باب التطاول فی البنیان ، روایت نمبر450]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجرات میں داخل ہوا کرتا تھا تو میں ان کے حجرات کی چھتوں کو اپنے ہاتھوں سے چھو سکتا تھا۔

داؤد بن قیس کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ موصوف نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے مقدس حجرات عالیہ کو دیکھا۔ یہ کھجور کی چھڑیوں سے بنائے گئے تھے۔ باہر سے گھاس کی کہگل تھی۔ ان کے اندازے کے مطابق اندر سے چوڑائی چھ سات ہاتھ، لمبائی دس ہاتھ اور بلندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سات آٹھ ہاتھ تھی۔

عَنْ دَاوٗدِ بْنِ قَیْسٍ، قَالَ : رَأَیْتُ الْحُجُرَاتِ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ مَغْشِیٌّ مِنْ خَارِجٍ بِمُسُوحِ الشَّعْرِ وَاَظُنُّ عَرْضَ الْبَیْتِ مِنْ بَابِ الْحُجْرَةِ اِلٰی بَابِ الْبَیْتِ نَحْوًا مِنْ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ اَذْرُعٍ وَاَحْزُرُ الْبَیْتَ الدَّاخِلَ عَشْرَ اَذْرُعٍ وَاَظُنُّ سُمْكَهٗ بَیْنَ الثَّمَانِ وَالسَّبْعِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَ وَقَفْتُ عَنْ بَابِ عَائِشَةَ فَاِذَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَغْرِبِ۔

[الادب المفرد، للبخاري،باب التطاول فى البنيان، روايت نمبر451]

ترجمہ: حضرت داؤد بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کو دیکھا ہے، یہ کھجور کی چھڑیوں کے تھے۔ باہر سے گھاس کی کہگل تھی اور میرا خیال ہے کہ حجرے کے چوڑائی دروازے سے دیوار تک چھ سات ہاتھ ہوگی۔ لمبائی اندر سے دس ہاتھ اور بلندی سات اور آٹھ کے مابین یا اس کے قریب قریب۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑا ہوا، یہ دروازہ مغرب کی طرف تھا۔

ظلم حرام ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے پناہ طلب کرنا کہ (معاذ اللہ) وہ ظلم کریں یا ان پر ظلم کیا جائے

اسلامی معاشرہ کی ایک بنیادی پہچان یہ ہے کہ اس میں ظلم کو برداشت نہ کیا جائے، اسے فروغ نہ پانے دیا جائے۔ نہ کوئی ظالم رہے، نہ کوئی مظلوم ہو۔ مظلوم کی مدد (تو ظاہر ہے کہ) یہ ہے کہ اس پر ظلم نہ ہونے دیا جائے، اسے بے کس اور تنہا نہ چھوڑ دیا جائے۔ اس کا صرف تماشا نہ دیکھا جائے۔ اخوت اور بھائی چارے کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھائی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہو تو دوسرے بھائی اس کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر ظلم کا مقابلہ کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ مظلوم ہو یا ظالم۔ قدرتی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مظلوم کی مدد تو کر سکتے ہیں لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ انسانیت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرشد اور ہادی ﷺ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفہوم بالا ایک بار دعا کی شکل میں بیان فرمایا (عنوان میں اس دعاء پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، دوسری بار یہی مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

دونوں احادیث ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ.

[سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب في الاستعاذة، حديث نمبر 1544]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے تھے (جس کا ترجمہ ہے) اے اللہ! میں تیرے ساتھ محتاجی، مال کی کمی اور ذلت سے پناہ طلب کرتا ہوں اور میں تیرے ساتھ اس سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ یَدَیْهِ ۔[صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اعن اخاك ظالما او مظلوما، حدیث نمبر 2444]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں، لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو۔ (یہی اس کی مدد ہے)

وضاحت: ظالم اور مظلوم کی لڑائی دراصل جن دو فریقوں میں ہوتی ہے، ان میں ایک طاقت (اور طاقت کی دو معلوم قسمیں ہیں: (1) مادی (ٹیکنالوجی۔ فوجی وغیرہ) اور (2) دولت ہیں) کے نشہ میں سرشار ظالم فریق ہے۔ اس فریق کی علامت قرآن مجید کی اصطلاح میں فرعون ہے۔ (تفصیل کے لیے سورہ القصص کی آیت نمبر ۴ میں ملاحظہ ہو)۔ دوسرا فریق: مظلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مستضعفین، بے بس گروہ) ہے۔ تفصیل سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اسی آیت میں اس بے بس گروہ کی یہ دعا بھی ہے: ﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ﴾[4:النساء:75](اے پروردگار! ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا) اس آیت کا جواب اسی آیت کے شروع میں جہاد کی ایک خاص شکل قتال کا حکم دے کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ایک بشارت اور وہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معبود حقیقی رب العالمین تو ہے رب المستضعفین (بے بس گروہ کا رب) بھی ہے۔ یہ وہ ترکیب ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے واپسی پر کی گئی دعا میں استعمال فرمائی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

رسول رحمت ﷺ کی پرندوں اور حشرات سے شفقت

رحمۃ للعالمین ﷺ کی مہربانی اور شفقت سے انسانوں کے خاموش ساتھی۔۔جانور بھی محروم نہیں۔ آپ ﷺ تو اس چڑیا کا درد بھی اپنے قلب گداز میں محسوس فرماتے جس کے بچے اس سے چھین لیے گئے ہوں اور ان چیونٹیوں پر ہونے والے ظلم پر بھی آپ ﷺ نے سرزنش فرماتے جن کا مسکن جلا دیا گیا ہو

ایک سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں کچھ لوگ ایک چڑیا کے بچوں کو لے آئے اور وہ بے چاری پریشانی اور بے تابی میں ادھر ادھر اڑ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چڑیا کے بچے اس کو واپس دلوا کر اس کی ماں تا کی تسکین فرمائی۔ چیونٹیوں کے جلے ہوئے مسکن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو یوں سرزنش فرمائی کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ آگ کے مالک (اللہ تعالیٰ) کے علاوہ کوئی اور کسی (بھی مخلوق خدا) کو آگ کے عذاب میں مبتلا کرے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَرْخَيْهَا فَجَآءَتِ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا وَ رَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟ قُلْنَا نَحْنُ، قَالَ اِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ. [سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی کراهیة حرق العدو بالنار، حدیث نمبر2673]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بتایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک چڑیا کو دیکھا، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا آئی، وہ اپنے پروں کو پھیلا رہی تھی۔ (اسی اثنا میں) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اس چڑیا کو اس کے بچوں کے بارے میں کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے اس کے سپرد کرو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹیوں کے مسکن کا ملاحظہ فرمایا، جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا ان کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا، ہم نے (جلایا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ ہرگز درست نہیں کہ آگ کے مالک کے علاوہ (کوئی اور کسی کو) آگ کے عذاب میں مبتلا کرے۔

رسول اکرم ﷺ کا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دردمند صرف انسانوں ہی کے دکھوں پر ہی نہیں پگھلتا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے بے زبان ساتھیوں کا بھی اتنا ہی خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے فرمایا: ''جانوروں کے چہرے پر نہ مارا جائے اور نہ ہی داغ لگایا جائے۔'' کسی نے ایک گدھے کو داغا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بدبخت اور بے درد کے لیے فرمایا کہ ایسے سفاک شخص پر اللہ کی لعنت ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمومی ہدایت یہ ہے کہ جانوروں کے چہرے پر نہ مارا جائے اور نہ ہی ان کے چہروں پر داغا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ . [صحيح مسلم، كتاب الباس والزينة ، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه، حديث نمبر5544]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ وَ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ، فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ.

[صحيح مسلم، كتاب الباس والزينة ، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه5546]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص پر لعنت ہو، جس نے اس کو داغا۔

رسول رحمت ﷺ کی جانوروں پر شفقت

رحمۃ للعالمین ﷺ تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے، آپ ﷺ نے ہمیں یہاں تک تعلیم فرمائی کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے والا بخشا جاتا ہے اور جو کوئی بلی کو بھی بھوکا پیاسا رکھتا ہے وہ عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

پیاسے کتے کو بھی پانی پلانے والا بخشا جاتا ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِیْ کَانَ بَلَغَ بِیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَکَهُ بِفِیْهِ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَ إِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ ،فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔[صحیح البخاری، کتاب الادب باب رحمۃ الناس و البھائم ،حدیث نمبر :6009]

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی۔ پھر اسے ایک کنواں ملا تو وہ اس میں اترا اور پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا (پانی نہ ملنے پر) پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے اپنے دل میں کہا: اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہوگی جیسے مجھ پر گزر چکی ہے۔ آخر وہ پھر کنوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو تھام کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی، اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کو جانوروں پر بھی رحم کرنے میں ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہر تازہ جگر والے پر ثواب ہے (یعنی ہر زندہ شے سے حسن سلوک کرنے پر اجر ہے)۔

بلی کو ستانے پر عذاب:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِیْ هِرَّةٍ لَمْ تُطْعِمْهَا وَ لَمْ تَسْقِهَا وَ لَمْ تَتْرُکْهَا تَأْکُلُ مِنْ خِشَاشِ الْأَرْضِ ۔ [صحیح البخاری، کتاب الادب ، باب رحمۃ الناس و البھائم ،حدیث نمبر:947]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو عذاب ہوا، ایک بلی کی وجہ سے جس کو اس نے کھانا نہ دیا، نہ پانی، نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانور کھاتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں مسلمان کا مقام و مرتبہ

کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا سخت حرام ہے ایسا کرنے والا تو ہلاک ہو گیا اور گناہ گار کہلایا جانے کا اصل مستحق ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں زور دے کر فرمایا کہ ایک دوسرے کے خون اور مال کی طرح مسلمانوں کی آبروئیں بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مناسک حج کا آگے پیچھے ہو جانا گناہ نہیں، گناہ گار تو وہ شخص ہے جو ظالم ہو اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرے ایسا شخص ہلاک ہوا۔

خطبہ حجۃ الوداع میں امام الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جو الوداعی ہدایات ارشاد فرمائیں ان کے مطابق جس طرح مکہ مکرمہ حرمت کا شہر ہے جس طرح ذوالحج حرمت کا مہینہ ہے اور جس طرح ذوالحج کی دسویں حرمت کا دن ہے اسی طرح خون اور مال کی طرح مسلمانوں کی آبروئیں بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ، اَيُّ يَوْمٍ هٰـذَا؟ قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰـذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰى اُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

[صحيح البخاری، كتاب المناسك، باب الخطبة ايام منىٰ، حديث نمبر1739]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسویں تاریخ (منیٰ میں) قربانی کے دن لوگوں سے خطاب کیا۔ فرمایا: ''لوگو! یہ کون سا دن ہے؟'' انھوں نے کہا: حرمت کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: حرمت کا شہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' لوگوں نے کہا: حرمت کا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے خون، مال، آبروئیں (ایک دوسرے کی) تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی، اس شہر میں، اس مہینے میں حرمت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ کئی بار دہرایا۔ پھر (آسمان کی طرف) سر اٹھایا اور فرمایا: اللہ میں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا۔ یااللہ! میں نے پہنچا دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ ﷺ کی وصیت اپنی امت کو یہی تھی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

سید البشر ﷺ سے جب مناسک حج کی تقدیم وتاخیر کے متعلق متفرق سوال کیے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوال کے جواب میں یہی فرماتے کہ کوئی گناہ نہیں البتہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ گناہ گار تو وہ شخص ہے جو ظالم ہو، اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُوْنَهُ، فَمَنْ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ سَعَيْتُ قَبْلَ اَنْ اَطُوْفَ، اَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا، اَوْ اَخَّرْتُ شَيْئًا ، فَكَانَ يَقُوْلُ: لَا حَرَجَ اِلَّا عَلٰى رَجُلٍ اِقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ، فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَرِجَ وَهَلَكَ [سنن ابی داود ، كتاب المناسك، باب في من قدم شيئًا قبل شيئ في حجة، حديث نمبر 2015]

اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کرنے چلا۔ تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مسائل پوچھتے تھے۔ بعض یہ کہتے تھے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے طواف سے پہلے صفا و مروہ کی سعی کر لی۔ بعض کہتے تھے۔ یہ کام میں نے بعد میں کیا اور بعض کہتے یہ کام میں نے پہلے کر لیا۔ آپ ﷺ سب کے جواب میں کہہ دیتے: ''کوئی گناہ نہیں۔'' البتہ گناہ اس شخص پر ہے جو ظالم ہو اور کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔ وہ شخص ہلاک ہوا۔

رحمتِ عالم ﷺ کی غریبوں پر شفقت

انیس الفقراء والمساکین صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائے شفقت کہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غریب بے چارے پر کفارہ واجب تھا، اسے بیت المال سے کھجوروں کا ٹوکرا دے دیا کہ وہ کھجوریں دے کر کفارہ ادا کر دے اور جب اس نے عرض کیا کہ پورے مدینہ منورہ میں اس کے گھر سے زیادہ محتاج کوئی گھر نہیں تو آپ ﷺ نے کمال مہربانی سے فرمایا: ''جا، اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکْتُ، قَالَ: مَالَکَ ؟ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی امْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ إِجْلِسْ، فَمَکَثَ النَّبِیُّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ، اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ: الْمِکْتَلُ، قَالَ: اَیْنَ السَّآئِلُ؟ فَقَالَ: اَنَا۔ قَالَ: خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعَلٰی أَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا- یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ - أَهْلُ بَیْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ أَنْیَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَطْعِمْهُ أَهْلَکَ[صحیح البخاري، کتاب الصوم، باب: إذا جامع في رمضان، حدیث نمبر :1936]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں برباد ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہو گیا؟'' اس نے بتایا: ''میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتا ہے؟'' اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بیٹھ جاؤ۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کچھ دیر) رکے رہے۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا بڑا ٹوکرا لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ''سائل کہاں ہے؟'' وہ بول اٹھا: ''میں یہاں ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو ٹوکرا اٹھا اور کھجوروں کا صدقہ کر۔'' اس شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں؟، اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں سنگ لاخوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج کوئی گھر نہیں۔ (اس کی بات سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں نظر آنے لگیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا، اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔''

رحمۃ للعالمین ﷺ کی غم گساری اور دردمندی کا ایک ایمان افروز واقعہ

ایک دن صبح سویرے کچھ لوگ جو خستہ حالی اور فقر و فاقہ کی غم ناک تصویر تھے، ننگے پیر، ننگے بدن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دکھی انسانیت کا یہ منظر آپ ﷺ کے لیے نا قابل برداشت حد تک تکلیف دہ تھا۔ آپ ﷺ پریشان ہو گئے، اضطراب اور بے چینی کی حالت میں آپ ﷺ کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر نکل آتے۔ آخر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کہو۔ اس طرح سے مدینہ منورہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا گیا۔ تکبیر کہی گئی۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یاد دلایا کہ سارے انسان بھائی بھائی ہیں (اور سب کو دوسروں کی تکلیف اپنے اوپر گزرتی ہوئی محسوس کرنی چاہیے، ورنہ کیسی اخوت اور کیسا بھائی چارہ!) حاضرین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کل کے لیے (قیامت کے دن کے لیے) سب کو کچھ نہ کچھ بھیجنا چاہیے اور صدقہ کر کے نسبتاً کم خوش حال بھائیوں کی مدد کرنا چاہیے۔

لوگوں نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر جوق در جوق لبیک کہا۔ راوی (حضرت جریر رضی اللہ عنہ) کا کہنا ہے کہ کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ گئے۔ لوگوں کے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھرپور تعمیل ارشاد پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزردگی، کبیدہ خاطری، دل گرفتگی، اضطراب اور بے چینی کی کیفیت ختم ہوگئی۔ راوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک یوں چمک اٹھا جیسے سونے کا ہوگیا ہو، گویا کندن ہوگیا ہو۔

سورۂ توبہ کی ایک آیت کے ابتدائی الفاظ کچھ یوں ہیں۔

﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾(9:التوبہ:128)

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں (معلوم) ہوتی ہے۔

جس واقعہ کی طرف عنوان میں اشارہ کیا گیا ہے وہ درحقیقت سورۂ توبہ کے مذکورہ بالا الفاظ ہی کی عملی تفسیر ہے۔ پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ اس حدیث میں ہے۔

عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَآءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَآءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ ﴿يٰۤـاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّـكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرَ الْاٰيَةِ.. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ وَّالْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ﴿ يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَّ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ)) [صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقۃ، حدیث نمبر:2351]

ترجمہ: حضرت منذر بن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ دن کے شروع میں کچھ لوگ آئے، ننگے پاؤں، ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئی، اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک بدل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے، پھر باہر آئے (یعنی پریشان ہو گئے، سبحان اللہ کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی!) اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ تو انھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی: ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے بنایا۔ (یہ اس لیے پڑھی کہ معلوم ہوا کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ تک۔ پھر سورۂ حشر کی آیت پڑھی۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لیے کیا بھیج رکھا ہے جو کل کام آئے (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی، کسی نے درہم، کسی نے ایک صاع گیہوں، کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ایک ٹکڑا بھی کھجور کا ہو (تب بھی لاؤ) پھر انصار میں سے ایک شخص تھیلا لایا کہ اس کا ہاتھ (اس کے وزن سے) تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ (واہ شاباش جوان مرد اللہ ایسی ہی توفیق سب مسلمانوں کو دے) پھر تو لوگوں نے تار باندھ لیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا ہوں کہ دمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا، جیسے کندن۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں نیک بات (یعنی کتاب وسنت کی بات) جاری کی اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے۔'' ان لوگوں کا کچھ ثواب بھی کم نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں آ کر بری چال ڈالی (یعنی ایسا عمل کیا، جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے، اور اُن لوگوں کا گناہ بھی کچھ کم نہ ہوگا۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرنا

اگر وہ نہیں جانتا تھا تو تو نے سکھایا کیوں نہیں، اور جو وہ بھوکا تھا تو تو نے کھلایا کیوں نہیں؟

یہ کہانی ہے ایک لڑکے کی جو اپنے چچاؤں کے ساتھ کہیں باہر سے مدینہ منورہ آیا۔ کسی کے باغ میں (بغیر پوچھے) داخل ہوگیا اور وہاں سے ایک پھلی لے کر اس نے مسل ڈالی اور شاید کھا بھی لی، اتنے میں باغ والا آ گیا اور اس نے لڑکے کا کمبل چھین لیا اور اس کو مارا۔ لڑکا شکایت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے باغ والے کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ اس نے لڑکے کا کمبل کیوں چھینا، اور اُسے کیوں مارا؟ اس پر باغ والے نے اپنے اس نقصان کا ذکر کیا جو شکایت کرنے والے لڑکے نے، اس کے باغ کا کیا تھا۔

باغ والے کا بیان سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: دیکھو! اگر یہ لڑکا جانتا نہیں تھا تو تو نے (اسے) سکھایا کیوں نہیں اور اگر وہ بھوکا تھا تو تو نے (اسے) کھلایا کیوں نہیں؟

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ والے سے لڑکے کا کمبل اسے واپس دلوایا۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر تربیت یافتہ اور بھوکے لڑکے کو (بیت المال سے) ساٹھ صاع یا تیس صاع (کھجوریں) دینے کا حکم فرمایا۔ (ایک صاع کا وزن ڈھائی سے تین کلوگرام تک ہوتا ہے)۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ شَرَحْبِيْلَ قَالَ: قَدِمْتُ مَعَ عُمُوْمَتِي الْمَدِيْنَةَ، فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِهَا فَفَرَكْتُ مِنْ سُنْبُلِهِ، فَجَآءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَأَخَذَ كِسَائِي وَ ضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَسْتَعْدِيْ عَلَيْهِ فَأَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَجَآءُوْا بِهِ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى هٰذَا؟ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ دَخَلَ حَائِطِي فَأَخَذَ مِنْ سُنْبُلِهِ فَفَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلًا، وَ لَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ جَائِعًا، ارْدُدْ عَلَيْهِ كِسَاءَهُ وَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَسْقٍ أَوْ نِصْفِ وَسْقٍ - [سنن نسائی، کتاب الآداب القضاء، باب الاستعداء، حدیث :5415]

ترجمہ: حضرت عباد بن شرحبیل سے روایت ہے، میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مدینے میں آیا تو ایک باغ میں گیا اور وہاں سے ایک پھلی لے کر میں نے مل ڈالی۔ اتنے میں باغ والا آیا اور میرا کمبل چھین لیا اور مجھ کو مارا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے فریاد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ والے کو بلا بھیجا اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے باغ میں آیا اور ایک پھلی کو لے کر مل ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ نہیں جانتا تھا تو تو نے اسے سکھایا کیوں نہیں؟ اور اگر وہ بھوکا تھا تو تو نے اسے کھلایا کیوں نہیں؟ جا اس کا کمبل واپس کردے۔ پھر مجھ (عباد) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وسق یا آدھ وسق دینے کا حکم کیا۔ (وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)

حسن تربیت کی ایک مثال

ایک ناواقف، ناتربیت یافتہ دیہاتی نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر جب پیشاب کرنا شروع کردیا تو رسول اکرم ﷺ نے جو رویہ اس کے ساتھ اختیار فرمایا وہ حسن تربیت کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمائی کہ اس دیہاتی کا پیشاب نہ روکا جائے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ جب دیہاتی نے اپنی فطری ضرورت پوری کر لی تو پھر بھی آپ ﷺ نے اسے جھڑکا نہیں بلکہ بہت نرمی سے سمجھایا کہ مساجد پیشاب وغیرہ فطری حاجات پورا کرنے کے لیے نہیں ہوتیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا اور پیشاب پر بہادیا۔

عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَامَ یَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ مَہْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَا تُزْرِمُوْہُ دَعُوْہُ، فَتَرَکُوْہُ حَتّٰی بَالَ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ: اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلَاۃِ وَ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَشَنَّہٗ عَلَیْہِ

[صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،باب وجوب غسل البول وغیرہ ، حدیث نمبر 661]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم راہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک مسجد میں ایک دیہاتی شخص آیا۔ اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام ﷺ نے اس سے کہا: رک جاؤ، رک جاؤ۔ (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے پیشاب کو نہ روکو۔ اس کو (اس حالت پر) چھوڑ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے کہا: یہ مساجد پیشاب، پاخانہ وغیرہ کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ مساجد تو بس اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کے لیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا اور اس جگہ پر بہا دیا۔

راستوں کو صاف رکھنا بڑی نیکی ہے

رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو لعنتی قرار فرمایا ہے جو لوگوں کی عام گزرگاہ یا ان کی سایہ دار جگہ میں، قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے لوگوں کی آپ ﷺ نے تعریف فرمائی جو مسلمانوں کی آمد و رفت کی جگہ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور انھیں بشارت دی کہ ان کے یہ کام ان کے لیے نفع بخش ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق بالخصوص عوامی جگہوں کو مزید خصوصی طور پر لوگوں کی آمد ورفت کے راستوں سے غلاظت اور دیگر تکلیف دہ چیزوں سے دور کرنا، بہت نیکی کا اور نفع بخش کام ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِہٖ قَالَ : اعْزِلْ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ. [صحیح مسلم ، کتاب البر والصلۃ، باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق، حدیث نمبر 6673]

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میرے لیے نفع بخش ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دیا کر۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو لعنتی قرار دیا ہے جو لوگوں کی عام گزرگاہ یا ان کی سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِتَّقُوا اللَّعَّانَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّعَّانَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ : الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ۔ [صحیح مسلم ، کتاب الطهارۃ ، باب النهی عن التخلی فی الطرق والظلال ، حدیث نمبر 618]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کا باعث بننے والے دو کاموں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لعنت کے وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کی عام گزرگاہ یا ان کے سائے دار جگہ میں قضائے حاجت (کے لیے) بیٹھے۔''

وضاحت

ایسے بد بخت لوگ (اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور انھیں ہدایت دے) جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ فرمان کے مطابق لعنتی قرار دیے گئے ہیں۔ وہ اس شفیق اور مہربان ہستی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حد تک ناراض کرنے کا موجب ہوئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انھیں لعنتی قرار دے دیا۔ حالانکہ جب آپؐ سے یہ فرمائش کی گئی کہ اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستانے والے مشرکین کے لیے بددعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمان کو جس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اسے ذیل میں درج کیا جارہا ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: إِنِّيْ لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ إِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً [صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، باب النهي عن لعن الدوّاب وغيرها، حديث نمبر:6613]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین کے لیے بددعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ حکمرانی

سید الجن والبشر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوات انسانی اور احترام آدمی کے آئینہ دار اندازِ حکمرانی کا بیان، دو مثالیں اور توہین انسانیت وتذلیل بشر پر مبنی شہنشاہی نظام سے بےزاری۔

پہلی مثال: انسانوں کا بے پناہ ہجوم تھا، یہ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونٹ پر (سوار ہو کر) سعی فرما رہے تھے۔ کہیں نہ تو کسی کو مارا جارہا تھا، نہ دھکیلا جارہا تھا اور نہ ہی ہٹایا جارہا تھا۔

عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ

[شرح السنة للبغوی، حديث نمبر 1922]

ترجمہ: حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر (سوار ہو کر) صفا مروہ کے درمیان سعی فرما رہے تھے، نہ کسی کو مارا جارہا تھا، نہ دھکیلا جارہا تھا اور نہ ہٹایا جارہا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری مثال: یہ قصہ ہے ایک خاتون کا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غم کی انتہائی صورت میں بھی) تقویٰ اختیار کرنے اور صبر کا دامن تھامنے کی تلقین فرمائی۔ اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا، اور اپنے غم کا اظہار ناروا الفاظ میں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور گھر تشریف لے گئے۔ بعد میں لوگوں کے بتانے پر وہ نادم ہوئی اور درِدولت پر حاضر ہوئی۔ وہاں اس نے کسی دربان کو نہ دیکھا اور آپ سے معذرت کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ سرزنش کی اور نہ کوئی سخت بات کہی۔ صرف صبر کے اصل مفہوم سے آگاہ فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، قَالَتْ: اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَ لَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا: اِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَه بَوَّابِيْنَ، فَقَالَتْ: لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى۔

[صحیح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، حديث نمبر 1283]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے (اس سے) کہا، تقویٰ اختیار کر اور صبر کا دامن تھام۔ اس نے کہا: آپ مجھ سے دور ہوں، آپ کو میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ (دراصل) اس نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ اسے بتایا گیا یہ شخص نبی ﷺ ہیں۔ اس کے بعد وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچی۔ اس نے دروازے پر کسی دربان کو نہ پایا۔ اس نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت) عرض کیا: میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ صبر لائق ستائش ہے جو چوٹ لگنے کے فوراً بعد کیا جائے۔

ننگ انسانیت لفظ ''شہنشاہ'' سے بےزاری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل اور برا نام ''ملک الملوک'' (شہنشاہ) ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تُسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ زَادَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ رِوَایَتِهٖ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ الْاَشْعَثِیُّ قَالَ سُفْیَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهُ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: سَاَلْتُ اَبَا عَمْرٍو وَ عَنْ اَخْنَعَ فَقَالَ اَوْضَعَ۔[صحیح مسلم، کتاب الآداب باب تحریم التسمی بملك الملوك، حدیث نمبر5610]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ ذلیل اور برا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ہے جس کو لوگ ''ملک الملوک'' کہیں۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی مالک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اشعثی نے کہا کہ سفیان نے کہا: مالک الملوک ''شہنشاہ'' کے مانند ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعمرو سے ''اخنع'' کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا اس کا مطلب ''اوضع'' بیان کیا ہے۔

رواداری کی ایک درخشندہ مثال

رسول اکرم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنی عبادت مسجد نبوی میں اپنے طریقہ سے اپنے قبلہ کی طرف رخ کر کے ادا کرلیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نجران سے عیسائیوں کا وفد گفت و شنید کے لیے حاضر ہوا۔ اس دوران یہ لوگ آپ ﷺ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں اپنی نماز ادا کرنے لگے۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں منع کرنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! انھیں مت ٹوکو۔'' چنانچہ انھوں نے اپنے قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنی مخصوص عبادت کی۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ نَجْرَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوْا عَلَیْهِ مَسْجِدَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَانَتْ صَلَاتُهُمْ فَقَامُوْا یُصَلُّوْنَ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَاَرَادَ النَّاسُ مَنْعَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ - دَعُوْهُمْ فَاسْتَقْبَلُوا الْمَشْرِقَ فَصَلُّوْا صَلَاتَهُمْ (دلائل النبوة للبيهقي 5/384، احكام اهل الذمة 1/397، زادالمعاد 3/550، صحيح)

ترجمہ: حضرت محمد بن جعفر بن زبیر نے بتایا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کا وفد آیا تو یہ لوگ عصر کے بعد مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور مسجد میں نماز ادا کرنے لگے۔ لوگوں نے انھیں منع کرنا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! انھیں مت ٹوکو۔ چنانچہ انھوں نے مشرق کی طرف رخ کیا اور اپنی مخصوص عبادت کی۔

رسول اکرم ﷺ کا آسانی اختیار کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو جب دو کاموں کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ (بشرط جواز) زیادہ آسان کام اختیار فرماتے۔ نیز آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات خاص کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا

اس سلسلے کی ایک حدیث ملاحظہ فرمایے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ۔

[صحيح البخارى، كتاب الادب ،باب قول النبى ﷺ يسروا، حديث نمبر 6126]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ اس سے دور رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ساری) عمر میں اپنی ذات خاص کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت میں جو لوگ خلل انداز ہوتے ہیں ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لیے بدلہ لیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راستوں میں رکاوٹ ڈالنا خطرناک گناہ ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا کہ مجاہد اسلامی فوج بھی اپنی نقل وحرکت میں لوگوں کی سہولت کا خیال نہ رکھے۔ ان کی آمدورفت میں رکاوٹ ڈالے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے نظام میں خلل اندازی کر کے خلق خدا کو عذاب میں ڈالے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک رفاقت اور سرکردگی میں اسلامی فوج جہاد کے لیے جارہی تھی کہ کچھ مجاہدین نے لوگوں کے اترنے کے مقامات کو تنگ کردیا اور راستوں کو بند کردیا اور اس طرح عام لوگوں کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے موجب ہوئے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے منادی کرادی۔ (بے شک جس شخص نے اترنے کے مقامات کو تنگ کیا یا راستوں کو بند کیا اس کا جہاد نہیں ہے)۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ كَذَا وَ كَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَ قَطَعُوا الطَّرِيْقَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ اِنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلاً اَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلاَ جِهَادَ لَهُ [سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب ما يومر من انضمام العسكر وسعته، حديث نمبر2629]

ترجمہ: حضرت سہل بن معاذ بن انس الجہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے بیان کیا، میں نے نبی ﷺ کی رفاقت میں فلاں اور فلاں غزوہ کیا تو لوگوں نے پڑاؤ کے مقامات کو تنگ بنادیا اور راستوں کو بند کردیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرنے والے کو بھیجا کہ لوگوں میں (یہ) منادی کرے: "بیشک جس شخص نے اترنے کے مقامات کو تنگ کیا یا راستہ بند کیا اس کا جہاد نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام مسلمانوں پر استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا

رسول اکرم ﷺ کی شفقت اپنی امت پر یہ تھی کہ سمع وطاعت کی بیعت کسی امتی سے لے چکتے تو پھر اسے فرماتے کہ یہ بھی کہو کہ جتنا مجھ سے ہو سکے گا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے اس بات کی بیعت لیتے کہ وہ اقرار کرے: ''جو حکم اسے دیا جائے گا اسے سنے گا اور اس حکم کو بجالائے گا'' جب وہ اس بات کی بیعت کر چکتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے (تم نے بیعت کر لی۔ اب اس بیعت کو مشروط بھی کرو) یہ بھی کہو: ''جتنا مجھ سے ہو سکے گا۔''

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: كُنَّا نُبَايِعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ، يَقُوْلُ لَنَا: فِيْمَا اسْتَطَعْتَ

[صحیح مسلم، کتاب الامارت، باب البیعة علی السمع والطاعة، حدیث نمبر:4836]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے: بات سننے اور حکم ماننے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: یہ بھی کہو: ''جتنا مجھ سے ہو سکے گا۔''

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت تھی اپنی امت پر کہ جو کام نہ ہو سکے اس کے نہ کرنے سے گناہ گار نہ ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کام سے تم کو منع کروں اس سے باز رہو اور جس کام کا حکم دوں اس کو جہاں تک ہو سکے بجالاؤ اور غیر ضروری سوال کرنے (اور تفصیل میں پڑنے سے) پرہیز کرو۔ خواہ مخواہ خود کو مشکل میں نہ ڈالو۔ جیسے بنی اسرائیل کو کہا گیا ، گائے ذبح کرو تو انھوں نے گائے کے متعلق کیے بعد دیگرے سوال پر سوال کیے اور نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے خود ہی اپنے لیے مشکلات پیدا کر لیں۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَ مَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَاءِهِمْ [صحيح مسلم،كتاب الفضائل، باب كراهة السوال من غير ضرورة، حديث نمبر 6113]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں جس کام سے تم کو منع کروں اس سے رک جاؤ اور جس کا حکم دوں اس کو بجالاؤ۔ جہاں تک تم سے ہو سکے۔ کیوں کہ تم سے پہلے لوگ بہت پوچھنے سے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے بال کی کھال اتارنے والوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ''بال کی کھال اتارنے والے تباہ ہوگئے۔''

عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا. [صحيح مسلم،كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، حديث نمبر6784]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تباہ ہوئے بال کی کھال اتارنے والے۔ (یعنی بے فائدہ موشگافی کرنے والے، حد سے زیادہ بڑھنے والے، تعصب کرنے والے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار یہ فرمایا۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

''زندگی سیرت النبی ﷺ کے آئینے میں'' کتاب وسنت کی افہام وتفہیم کے لیے اپنے عہد کے ایک جید عالم استاذ الاساتذہ حافظ محمد سلیمان ؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ مؤلف نام دار کا یہ پختہ یقین تھا کہ کامیابی اور نجات کا کوئی راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے اور سکھائے ہوئے طریقے کے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور جو کوئی اسوہ حسنہ کو نظر انداز کرتے ہوئے نجات کا راستہ تلاش کرے گا وہ صراط مستقیم سے دور ہو کر گم راہی کے دہانے پر پہنچ جائے گا۔ چناں چہ محترم جناب حافظ محمد سلیمان صاحب نے قرآن وسنت کی خالص تعلیمات کو آسان، سادہ، خوب صورت، دل کش اور جدید انداز میں یہ کتاب لکھ کر اردو داں طبقے کو دین اسلام کی حقیقی روح سے آشنائی حاصل کرنے کا بہترین موقع فراہم کر دیا ہے۔ انھوں نے گلستان قرآن وسنت سے گل ولالہ چن چن کر ایک ایسا ایمان افروز گل دستہ سجایا ہے جس کی خوش بو سے ہر شخص اپنی دنیا و آخرت کو معطر کر سکے گا۔ ان شاء اللہ

گلوبل پبلشرز فیصل آباد